UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226287
UNIVERSAL
LIBRARY

الحق مع علی و علی مع الحق

الحمد للہ المنان کہ در ین زمان حسن اوبت و اسعد سعادت کتاب مستطاب از تصانیف عالم نبیل فاضل جلیل

ذی الذہن الوقاد و الطبع النقاد جناب مولانا مولوی السید محمد مہدی دام اللہ القوی مسمی بہ

سبیل السبیل

فی اہتمام و تصحیح تمام تحریر یافت بتقصیر المتمسک بالثقلین السید واجد حسین وفقہ اللہ تعالی لما یحبہ

و یرضاہ مامول مستقبل حالہ خیر از ماضیہ متوطن موضع بھیکہ پور ضلع سارن حفظہ اللہ عن الشر و الفتن

در لکھنؤ مطبع اثنا عشری طبع شد

بار اول ۶۰۰ جلد قیمت فی جلد عہ مع محصول ڈاک

فہرست کتاب سواء السبیل

بل اول در توحید متضمن یک شعبہ و ہفت مسلک		مسلک دوم	در عصمتِ نبی صلعم ۳۳
شعبہ	در وجوب معرفت باری تعالےٰ ۶	مسلک سوم	در اوصاف نبی ص ۳۵
لک اول	در اثبات واجب الوجود ۷	مسلک چہارم	در طریق شناختن نبیؐ ۳۶
لک دوم	در صفات ثبوتیہ ۱۱	مسلک پنجم	در حالات آبا و اجداد آنحضرتؐ ۳۹
لک سوم	در صفات سلبیہ ۱۲	مسلک ششم	در احوال ولادت آنحضرتؐ ۴۰
سبیل دوم در عدل متضمن یک شعبہ ہفت مسلک		مسلک ہفتم	در احوال بعثت نبیؐ ۵۳
شعبہ	در بیان معنی عدل ۲۰	مسلک ہشتم	در معجزات آنحضرتؐ ۵۷
مسلک اول	در بیان حسن و قبح عقلی ۲۰	مسلک نہم	در دیگر دلائل نبوت آنحضرتؐ ۶۹
لک دوم	در عدالت خدا ۲۱	مسلک دہم	در بیان احوال معراج ۷۴
لک سوم	در استحسان تکلیف ۲۳	مسلک یازدہم	در وفات آنحضرتؐ ۸۶
لک چہارم	در قضا و قدر ۲۵	سبیل چہارم در امامت متضمن یک شعبہ و نہ مسلک	
لک پنجم	در معانی لطف ۲۸	شعبہ	در تعریف امام ۹۵
ششم	در بیان اصلح ۲۹	مسلک اول	در بیان وجوب نصب امام ۹۵
فم	در مسئلہ آلام و اعواض ۳۰	مسلک دوم	در شرائط امام ۹۸
در نبوت متضمن یک شعبہ و یازدہ مسلک		مسلک سوم	در طریق شناختن امام ۱۰۰
عریف نبیؐ	۳۱	مسلک چہارم	در خلافت جناب امیر متضمن یک ہدایہ و دو دلیل
ن بعثت	۳۱	ہدایہ	در آداب مناظرہ ۱۰۲

دلیل اول	آیه تبلیغ متضمن حدیث غدیر	۱۰۴
دلیل دوم	حدیث منزلت	۱۲۵
مسلک پنجم	در مطاعن متضمن چهار طریق	
طریق اول	در طعن ابوبکر متضمن طعن فدک	۱۴۵
طریق دوم	در مطاعن عمر متضمن دو طعن	
طعن اول	مانع شدن از احضار قرطاس	۱۸۳
طعن دوم	احراق خانه جناب فاطمه	۲۰۴
طریق سوم	در مطاعن عثمان متضمن چهار طعن	
طعن اول	احراق قرآن	۲۱۵
طعن دوم	والی و حاکم کردن فساق و فجار را	۲۱۸
طعن سوم	اسراف مال بیت المال	۲۲۲
طعن چهارم	ذلیل کردن اصحاب را	۲۲۶
طریق چهارم	در طعن مشترک متضمن طعن فرار از جهاد	۲۶۰
مسلک ششم	در رفع شبهه جهاد نکردن جناب امیر علیه السلام	۲۶۷
مسلک هفتم	در امامت و خلافت دوازده امام	۲۹۵
مسلک هشتم	در اثبات وجود و بقاء دوازدهم	۲۹۰
مسلک نهم	در بیان رجعت	۳۰۶

سبیل پنجم	در معاد متضمن یک شبهه و چهار رد و مسلک و	
شعبه	در معنی معاد	۸
مسلک اول	در اثبات معاد	۱
مسلک دوم	در فنا کل اشیاء	۰
مسلک سوم	در احوال وقت احتضار	
مسلک چهارم	در احوال عالم برزخ	
مسلک پنجم	در علامات قیامت	
مسلک ششم	در نفخ صور	
مسلک هفتم	در حشر و حوش	
مسلک هشتم	در احوال مجانین و اطفال	
مسلک نهم	در میزان و حساب	
مسلک دهم	در بیان حوض کوثر	
مسلک یازدهم	در بیان صراط	
مسلک دوازدهم	در احوال بهشت	
مسلک سیزدهم	در احوال دوزخ	
مسلک چهاردهم	در بیان توبه	
خاتمه	متضمن حکایت لطا	

تمت

السبيل

أولئك شر مكانا وأضل عن سواء السبيل

الحمد لله المنان كه درين آوان ميمنت توامان كتاب مستطاب جليل مسمّى به

بتصحيح تمام اقل العباد اصغر الافراد السيد واجد حسين صانه الله عن كل شين

در مطبع اثنا عشري باهتمام عابد علي طبع شد

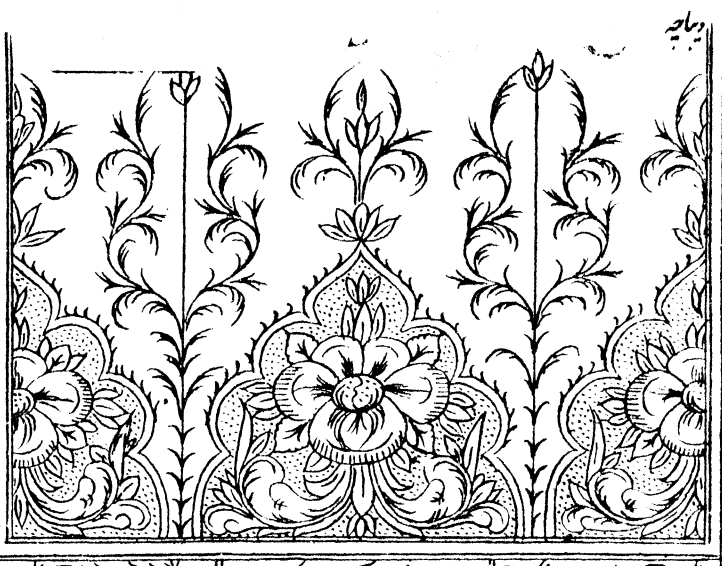

بسم الله الرحمن الرحيم

أسمل وأحمدك وأهلل وأسبحل تسمية وتحميدًا، وتنزيها وتوحيدًا، لربنا
الجليل الذى هدانا سواء السبيل الموصل الى اصول الدين الاصيل
ووفقنا لاقتفاء الدليل الذى فيه شفاء العليل ورواء الغليل ببراهان
ساطعة وحج قاطعة، لاهوية الانفس سبل التسويل مبتنية على اصول
اصيلة وفروع ذات تذييل فاصلها ثابت وفرعها فى السماء ظليل و
على الله قصد السبيل ليهلك من هلك عن بينة، ويحيى من حى عن بينة
والشكور من عباده قليل والصلوة الكاملة باكمل التكميل فى كل بكرة
واصيل على خير سليل من سلالة ابراهيم الخليل محمد المبشر فى
التورية والانجيل المنزل عليه جبرئيل بالوحى ومحكم التنزيل الذى لا
يأتيه من بين يديه ولا من خلفه الاباطيل وذريته واوصيائه المعصومين
ذوى التبجيل بالشرف الجزيل والمجد الاثيل الحائزين لقصبات السبق

فی مضمار التفضیل ؛ الراسخین فی العلم العالمین بعلم التنزیل والتاویل ؛ لاینکرھم الا من ھو جنف ذلیل ؛ اوجلف رذیل ؛ اوخرف ذلیل ؛ اومن بصرہ بکحل العمی کحیل ؛ وبغشاوۃ البغی کلیل ؛ فھو یجد الحق والی الباطل یمیل ؛ فعلیہ من اللہ عذاب وبیل ؛ اما بعد حمد ایزد منان، خالق کون ومکان ونعت سرور انس وجان، خاتم مرسلان، محمد البشیر المبشر، ومنقبت خلفائہ الراشدین الاثنی عشر، صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے کہتا ہی بندۂ بے بضاعت، سراپا اضاعت، گمنام، اقل الانام، راجی رحمت ایزدی، سید محمد مہدی، بن المولی الاولی الھمام، الفاضل القمقام المنتقل الی جوار رحمۃ ربہ العلی، المولوی السید علی، غفر اللہ لہ ولی، کہ جب مین برسے از زمان، وشطرے از آوان ریعان، حاضر بزم، ارم نظم، علماے دین، اور انکی صف النعال مین جاگزین، اور خرمن افادات کا خوشہ چین، اور گلشن افاضات کا سیر بین، رہا اور یہ حضوری میری اونکی مجالس قدس، اور مآنس انس، مین ایسی تھی کہ جیسے سبزہ بیگانہ حضار چمن سے، اور ناچیز پروانہ نثار شموع انجمن سے، ہو یہانتک کہ مزرع آمال فیوض انظار، مرحمت آثار، سے سرسبز اور شاداب، اور استضارت انوار ضیا بار، سے طرف محافل معارف دینی کے باریاب، ہوا ظلمات تقلید مذہبی سے باہر آیا، اور نور تحقیق حق حقیق دلمین سمایا، خس وخاشاک ظن وتخمین سے صفحۂ خاطر پاک وصاف، اور جلاء مصقل یقین سے آئینۂ دل شفاف، ہوا راہ دین اور ایمان مین محکمی، اور راسخ قدمی، اور ثابت قدمی، حاصل کی، اور تحصیل علم دین مین بحکم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ بقدر فرض عینی کوشش کامل کی، فالحمد للہ علی ما وفقنی بھذا التوفیق، وشرفنی بھذا التشریف، پس بذریعۂ توسل بسرکار فیض آثار، والا تبار،

سرآمد امرا نامدار، سرگروہ کبرا عالی مقدار، عمدۃ الاعیان، عین الانسان، و انسان العین، مروج طریقۂ اجداد المصطفین، والا و دودمان، نواب حاجی سید محمد علی خان ابن نواب مستطاب، معلی القاب، مرجع خاص و عام، کہف الارامل والایتام، فخر الحجاج والمعتمرین، و مستدار اہل بیت طاہرین، علی المنزلۃ والشان، حاجی سید محمد تقی خان، ادام اللہ اقبالہما، وضاعف اجلالہما، شہر مظفر پور مین طرح اقامت ڈالی، اور اوسکے حوالی کے اہالی و موالی سے خیر عقائد دین خدا لی، دیکھا کہ اکثر و نکا مدار تقلید گذشتگان پر ہی، اور ہر شخص راہ تحقیق سے بالکلیہ بیخبر ہی، رائخی اور پکی عقائد دین اور تحصیل علم و یقین، کجا اصول دین مین عمل بر ظن ہی کہ جسکی بنا بر حسن ظن ہی، اور اسی سبب سے ہر ایک وادی تزلزل مین گام زن ہی، اور ظاہر ہی کہ بمقتضاے ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا اصول مین یقین درکار ہی اور تقلید کا حسن ظن پر مدار ہی، پس تقلید اصول دین مین باطل، اور ایمان تقلیدی علیٰ صحت سے باطل ہی، اور یہ اول مسئلہ ہی مسائل کلامیہ کا، اور مجمع علیہ ہی مذہب امامیہ کا، لیکن اہلسنت کے بزرگوارون نے اس مسئلہ مین بھی خلاف، اور راہ مخالفت عقل و نقل مین اختلاف، کیا ہی اور تقلید کو اصول دین مین جائز، جانا ہی اور اوسکے اصحاب کو فائز، جیسا کہ شرح مختصر الاصول علامہ تفتازانی سے ظاہر ہی کہ اصول عقائد کو بنظر و فکر حاصل کرنے مین مظنۂ ضلال و خسران ہی، اور تقلید اوس طریقہ مین امن و امان ہی، اور کہا گیا ہی کہ ائمہ اربعۂ اہلسنت اسی کے قائل ہین، اور امام غزالی بھی اسی طرف مائل ہین، جیسا کہ کتاب قواعد العقائد احیاء العلوم سے تفصیل اسکی معلوم ہو سکتی ہی بلکہ فرماتے ہین کہ اعتقاد تقلیدی جاہل مثل ایک

پہار کے ہی وسکو کسی طرح جنبش نہو سکے، اور اعتقاد متکلم مثل ایک ڈور یکے ہی کہ لٹکا ہوا اور ہوا اوسکو ادھر اودھر کرے، سبحان اللہ اعتقاد جہلا رجو فقط تقلید ہی ایسا پائدار، اور اعتقاد علما رجو باستدلال ہی ایسا بے اعتبار، اگر ہم اسمین کچھ گفتگو نہ بھی کرین تو حضرات اہل سنت یہ تو ارشاد فرمائین کہ انا وجدنا اباءنا اور انا اطعنا سادتنا وکبرائنا کا کیا جواب ہی، اور لقد کنتم انتم واباءکم فی ضلال مبین کیلیے خطاب سرا پا عتاب ہی، فیا للعجب اپنے عوام کے قابو مین رکھنے کے لیے اونکو بمنع از نظر نابینا بنایا، اور عصاے ناراست تقلید کو اونکے ہاتھ مین پکڑایا، اور خود عصا کش بنے، کہ جس جس وادی پر خار ضلالت مین چاہا لیے پھرے، ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اور عوام شیعہ کے بہکانے اور ہاتھ مین لانیکے لیے یہ تدبیر کامل کی کہ عجائب افتراءات واکاذیب مذہب شیعہ پر باندہے، اور کیا کیا مسئلے اپنے دل سے گڑھے، اور اپنے عیوب دوسرونکے گلے مڑھے، جو واقف کار انکی کتب جدلیہ کی بنظر تحقیق سیر کریگا، سواے کذب وافترا کچھ نپا دیگا، ایک ذات شریف، نے اپنی تالیف، مین جو مطبوعۂ دہلی ہی تلیف لسان، صداقت بیان، بمسئلہ لف حریر کی، اور اوسکو شیعونکی طرف نسبت دی، سبحانک ھذا بھتان عظیم نہ کچھ خلق سے شرم، نہ خدا سے آزرم، درحقیقت یہ مقام مخصوص حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کا ہی اسکو بیچارے شیعہ سے کیا علاقہ اگر سچے ہوتے تو کسی کتاب شیعہ سے نشان اسکا دیتے اور ہم نشان دیتے ہین کتاب النکاح بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین اور کتاب جامع الرموز کی بحث غسل اور بحث صوم مین اور فتاوے عالمگیری کی بحث غسل مین اور جلد دوم فتاوی برہنہ مین دیکھ لو بہر کیف جب سونمین کو معلوم ہوا کہ تقلید اصول دین مین

جائز نہین ہی پس ضرور ہی کہ اپنے عقائد دین اور ایمان کو تحقیق حاصل کرین، اور اوسکے دلائل و براہین کو للہ فی اللہ بنظر تامل و انصاف دیکھین، تا بمقتضاے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جانب خدا سے راہ راستی پائین، اور اپنے عقائد دینی اور ایمانی مین ایسے راسخ ہوجائین، کہ کبھی فریب شیاطین جن و انس نکھائین، بدین نظر یہ رسالہ مین نے علم کلام مین لکھا، اور اصول خمسہ کو مدلل ببراہین، کہ موجب علم و یقین، ہین بیان کیا، اگرچہ اس بارہ مین کتابین زبان عربی اور فارسی مین بہت ہین مگر چونکہ سمجھنا اونکا ہر شخص پر دشوار تھا اسلیے مین نے عبارت اسکی زبان اُردو مین سلیس طور پر تحریر کی تا کہ سمجھنا اوسکا عام، اور نفع اوسکا تام، ہوا اور نام اس رسالہ کا **سوا ر السبیل** رکھا نفع اللہ بھا سائر المومنین والمستضعفین، وجعلھا سببا لھدایۃ الضالین المضلین، بمحمد وعترتہ المعصومین، صلوات اللہ علیہ وعلیھم اجمعین، واضح ہو کہ اس کتاب مین پانچ سبیلین ہین ؛

سبیل اوّل توحید مین

اور اوسمین ایک شعبہ اوتین مسلک ہین شعبہ وجوب معرفت باری تعالےٰ مین جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین ہی کہ خلقت نوع انسان کی طرف خیال کرنیسے بداہت عقل سمجھا جاتا ہی کہ یہ خلقت بہ نسبت اور مخلوقات کے اشرف المخلوقات ہی کیونکہ جتنے حیوانات اور نباتات اور جمادات ہین سبکو ہم اپنے ہی نفع کے واسطے پاتے ہین اور سب چیزون پر ہم غالب اور قوی بنائے گئے ہین علاوہ اسکے دلیل ہماری اشرفیت کی بہ نسبت اور حیوانات کے یہ ہی کہ ہم مین ادراک اور عقل بھی ہی جسکے ذریعہ سے تمام عالم کا انتظام چلتا ہی تمام حیوانات ہمارے تابع رہتے ہین ہاتھی اتنا بڑا

جانور ہی جسکو ایک لڑکا تابع کیے رہتا ہی شیر اتنا بڑا شجاع اور بہادر جانور ہی اوسکو ہم
اپنی عقل کے ذریعہ سے پکڑ لیتے ہین اور مار ڈالتے ہین پس اوسی عقل کے ذریعہ سے
سوچنا چاہیے کہ آخر ہم جو کتم عدم سے عالم وجود مین آئے اور سب مخلوقات سے معزز
بنائے گئے کہ ہم مین گویائی اور نطق بھی ہی ادراک اور عقل بھی ہی تو ضرور اسمین کوئی
مصلحت ہوگی کسی غرض کے واسطے ہم پیدا ہوئے ہونگے ایسی صورت مین اوس پیدا
کرنیوالے کو پہچاننا چاہیے تاکہ ہم اوسکے حکم کو دیکھین کہ کسواسطے ہمکو دنیا مین پیدا کیا
کس بات سے وہ خوش ہوتا ہی اور کس بات سے ناراض ہوتا ہی کیونکہ اوس خالق کو
جسنے ہمکو پیدا کیا عقل دی اپنی نعمتونسے مالا مال کردیا اگر نہ پہچانین اوراوسکے حکم کو نجانین
تو خوف ہی کہ ہمسے ایسے امور وقوع مین آوین جو خلاف مرضی اوس منعم کے ہون جسکے
سبب سے ہمکو منزل سکے ایسی حالت مین ازروے عقل کے دفع خوف واجب ہی اس سے
ظاہر ہوا کہ معرفتِ خدا بھی واجب ہی اور اسیکی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہی کنت
کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت لکی اعرف مین ایک گنج پنہان تھا پس
مینے پسند کیا اس بات کو کہ پہچانا جاؤن پس پیدا کیا مینے خلائق کو تاکہ لوگ مجھے پہچانین

مسلکِ اوّل اثباتِ واجبِ الوجود مین

جاننا چاہیے کہ جب خدا کا
پہچاننا واجب ہوا تو جس دلیل سے ہم اوسکو پہچانین اور اوسکے وجود کے قائل ہون وہ
کئی طرح سے ہی مگر ہم اون دلائل حکما و متکلمین کو جو بیتنی اوپر بطلان دور و تسلسل یا بطلان
ترجیح بلا مرجح کے ہین متروک کرتے ہین اسلیے کہ اس قسم کے دلائل کا ہر ایک کی سمجھ مین
آنا مشکل تھا اور مین نے اس رسالہ کو سلیس طور پر لکھا ہی تاکہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاے
اور نفع اوسکا عام ہوا و چونکہ خدا نے اپنے وجود پر اپنی مخلوقاتِ عالم سے استدلال کی ہی

اثبات واجب الوجود

کہ ہر عام خاص کے لیے مفید ہی اسی سبب سے ہم بھی اوسی دلیل کو بیان کرتے ہین آپس
واضح ہو کہ عمدہ دلیل خدا کے موجود ہونیکی عجائب مخلوقات عالم اور غرائب مصنوعات
دنیا ہی فان الاثار تدل علی المؤثر والمخلوقات علی الخالق المدبر چنانچہ ایک شخص
اعرابی جنگلی سے کسی نے پوچھا کیا دلیل ہی خدا کے موجود ہونیکی اوسنے فوراً کہا البعرۃ
تدل علی البعیر والاثر الاقدام علی المسیر افسماء ذات ابراج وارض ذات
فجاج لایدلان علی اللطیف الخبیر یعنے مینگنی اونٹ کی جو کہین راہ مین پڑی ہو تو
اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اسطرف سے کوئی اونٹ گیا ہی اور اسی طرح جو کہین پانو نکا
نشان دیکھا جاتا ہی تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ادھر سے کوئی گیا ہی پس یہ آسمان آثار
صاحب برج جسمین آفتاب اور ماہتاب اور ستارے ہین اور زمین اتنی بڑی جسمین دریا
اور نہرین اور چشمے ہین ان دونونسے کیا نہین سمجھا جاتا کہ انکا کوئی پیدا کرنیوالا
قادر مطلق حکیم برحق ہی فی الواقع جو شخص بغور و تامل خیال کرے اور مخلوقات عالم کو
دیکھے تو بیشک اوسکے وجود کا یقین کر سکتا ہی کیونکر آسمانونکو ہمارے واسطے بمنزلہ شامیانہ کے
کس حکمت سے نصب کیا کہ جسمین نہ ستون ہین نہ کسی چیز سے علاقہ ہی اور زمین کو کس طرح
ہمارے نفع کے واسطے فرش کیا جسپر ہم چلتے پھرتے ہین اوس سے انواع و اقسام کے غلے
پیدا کرکے اپنی زندگی بسر کرتے ہین اور آفتاب اور ماہتاب کو بمنزلہ شمع کے پیدا کیا کہ
اوسکی روشنی سے ہم نفع اوٹھاتے ہین دین اور دنیا کا کام کرتے ہین دن اور رات
کو پیدا کیا تاکہ لوگ دنکو کام کرین اور شب کو آرام کرین اور اوس دن اور رات کے
اختلاف سے جاڑا گرمی برسات وغیرہ ہوتا ہی جسکے سبب سے انواع و اقسام کے
غلے اور میوے اور درخت وغیرہ پیدا ہوتے ہین انسان اور حیوان کی اوس سے

استدلال از مخلوقات عالم

زندگی ہوتی ہی پانی کو پیدا کیا جس سے سب مخلوقات کو نفع پہونچے درخت اور کھیتی وغیرہ
آباد ہون حیوانات کو پیدا کیا جنسے ہر قسم کے جدا جدا فائدے متصور ہین کسیکو ہماری خوراک
مقرر کیا کوئی ہماری سواری کے واسطے پیدا ہوا کسی پر ہم اپنا اسباب لاد کر تجارت کرتے ہین
کسی سے ہم غلہ پیدا ہونیکا سامان کرتے ہین قطع نظر ان سبکے اگر انسان اپنی ہی خلقت مین
غور و فکر کرے تو اسی سے خدا کو پہچان سکتا ہی جیسا کہ حدیث مین ہی من عرف نفسہ فقد
عرف ربہ جسنے اپنی ذات کو پہچانا اوسنے خدا کو پہچانا دیکھنا چاہیے کہ ابتدا انسان کی
ایک قطرہ منی سے ہی جو کثیف اور گندہ چیز ہی جب وہ منی رحم مین قرار پائی تو ایک کیفیت
سے دوسری کیفیت کے ساتھ بدلتی رہی پہلے تو اوسکا خون ہوا پھر گوشت بنا بعد اسکے
پورا جسم گوشت و پوست و استخوان و رباطات و عضلات و عروق وغیرہ سے بحکمت تمام
درست ہوا اور منھ اوسکا مانکی پیٹھ کیطرف ہوا تاکہ احیانا اگر بانکے پیٹ پر صدمہ پہونچے
تو جنین کے اعضائے رئیس و شریف پر مثل قلب و جگر و ریہ و معدہ وغیرہ کے کہ
نہایت نازک ہین صدمہ نہ پہونچے اگر صدمہ پہونچے تو جنین کی پیٹھ پر پہونچے کہ وہ فی الجملہ
سخت ہی غرض بعد درست ہونے جسم کے اوسمین روح داخل ہوئی اور غذا اوسکی خون
حیض مقرر ہوئی کہ جسطرح درخت پانی دینے سے شاداب و سرسبز ہوتا ہی اور بڑہتا ہی
اوسیطرح وہ جنین بسبب پہونچنے اپنی غذا کے اوسی جاتے تنگ و تاریک مین
تر و تازہ ہوا اور یوماً فیوماً بڑہتا رہا جب خلقت اوسکی پوری ہوئی اور بدن مین اوسکے
اسقدر طاقت ہوئی کہ ہوا کی برداشت کرسکے سردی گرمی کو سہہ سکے آنکھ اوسکی
دنیا کی روشنی کو دیکھ سکے اوسوقت بحکم خالق عالم بقوت تمام ماں کے پیٹ سے
کس حکمت سے باہر آیا کہ حرکت دوری کرکے پانو نکلے نہ کسا اور سر کو نیچے لایا اگر وہ لڑکا

انسان کی خلقت سے خدا کی پہچان

نہ اولتا تو اوسکا دونون پانوٗنکی طرف سے ایسی جائے تنگ سے باہر آنا بہت دشوار تھا
کہ پیرونکے متفرق ہو جانیکا احتمال تھا اسی طرح احتمال تھا کہ اگر دونون ہاتھ
بسبب ضیق مجری کے بلند ہو جاتے تو پھر اوسکا پیدا ہونا بہت مشکل تھا چنانچہ اکثر ایسا
ہوا ہی کہ اس قسم کی پیدائش غیر طبعی باعث تلف جان ہوئی ہی خلاصہ جب ازکی تنگنائے
رحم سے وسعت گاہ دنیا مین آیا تو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اوسکی غذا کے واسطے
دو نہر لبن پستانونکے مقرر کئے کہ اونسے غذاے لطیف و نرم چشمے شیر کے جاری ہوے
جس سے بھوک اور پیاس سے سیری حاصل ہوا کی جب کچھ قوت زیادہ بہم پہونچی کہ غذاے
سخت کو ہضم کر سکے اوسوقت خدا نے دانتونکو پیدا کیا کہ غذاہاے درشت کو چبا وے اور
بآسانی فرو کرے اور جلد منہضم ہو یہانتک کہ بتدریج مرتبۂ جوانی کو پہونچا پس اگر مرد ہی
تو خدا نے اوسکے چہرہ پر داڑھی دی تاکہ باعث اوسکے وقار اور دبدبہ اور ہیبت
کا ہو اور اگر عورت ہی تو اوسکے رخسارونکو بالونسے صاف و پاک بنایا کہ باعث زیادتی
حسن اور خوبصورتی چہرہ کا ہو مرد انونکی طرف رغبت کرین سبب بقاے نسل انسان ہو
قطع نظر ان سب باتونکے ہر انسان کی صورت کو خواہ مرد ہون خواہ عورتین ایک دوسرے
سے جدا اور متمیز پیدا کیا کرورون آدمی دنیا مین موجود ہین مگر ایک دوسرے
صورت مین علحدہ پایا جاتا ہی بلکہ حضرت آدمؑ سے تا ایندم کتنے لوگ گذرے ہین مگر
کسیکی شکل غیر ممیز دوسرے سے نہین پائی جاتی جیسا کہ تصاویر عتیقہ کے دیکھنے سے
ظاہر ہوتا ہی علاوہ اسکے خدا نے ہر ایک کی آوازونکو بھی جدا پیدا کیا یہ سب اسی
واسطے کہ آپسمین تمیز ہو دنیا کے انتظامات مین فساد نہ پڑے فتبارك الله
احسن الخالقین ان سب باتونکو غور کرنے سے بیشک انسان سمجھیگا کہ ان سبکا

پیدا کرنیوالا اور ان صورتونکا بنانے والا بیشک کوئی ہے جو عالم قادر مطلق ہے اور وہی خدا ہے

مسلک دوم صفات ثبوتیہ ہین اور وہ آٹھ ہین پہلے یہ کہ خداوند عالم قدیم ہے ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اگر حادث ہو تو محتاج ہوگا کسی محدث یعنے پیدا کرنے والیکا اور خدا کو کسی کا محتاج ہونا نہ چاہیے بلکہ بیعیہ جہات اعلیٰ و اکمل ہونا چاہیے دوسرے خدا قادر ہے ہر امر کا اختیار رکھتا ہے کوئی چیز اوسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہین ہے اور سب چیزونکو اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے مین مجبور نہین ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور نہ کسی چیز کے ایجاد کرنے مین مضطر ہے جیسے آگ لکڑیکو بے اختیار جلا دیتی ہے اسلیے کہ عاجز ہے اور اضطرار صفات نقص سے ہے اور ذات باری ہر نقص سے بری ہے تیسرے خداوند عالم عالم و دانا ہے جتنی چیزین موجود ہین یا ہونگی وہ سب کو جانتا ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین ہے وھو بکل شیء علیم اسلیے جہل صفات نقص سے ہے اور کامل بالذات ناقص نہین ہو سکتا چوتھے یہ کہ خدا زندہ ہے چونکہ وہ عالم و قادر ہے پس ضرور ہے کہ حیات بھی اوسکے واسطے ثابت ہو پانچوین خدا مدرک اور سمیع اور بصیر ہے مقصود ان صفات سے یہ ہے کہ جن چیزونکو ہم اپنے حواس سے دریافت کرتے ہین مثل شیرینی و تلخی و حرارت و برودت و خوشبوے و بدبوئے وغیرہ کے اور جن چیزونکو ہم اپنے کانسے سنتے ہین مثل بڑی آواز اور چھوٹی آواز کے اور جن چیزونکو ہم اپنی آنکھونسے دیکھتے ہین مثل آسمان اور زمین اشجار و انہار وغیرہ کے ان سب چیزونکو خدا اپنے علم سے جانتا ہے اگرچہ یہ صفات رجوع کرتے ہین طرف علم خدا کے جسکا بیان اوپر ہو چکا علٰحدہ بیان کرنیکی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ علمانے بمصالح چند جداگانہ ذکر کیا ہے اس خیال سے مین نے بھی علٰحدہ لکھا چھٹے

یہ کہ حق تعالیٰ مرید و در کار دہ ہی یعنے جس کام مین مصلحت ہوتی ہی اوسکو بارادہ و اختیار اپنے کرتا ہی اور جس چیز کے کرنیکو دور از مصلحت سمجھتا ہی اوسکو نہین کرتا اور نیک کامونکو اپنے بندونسے چاہتا ہی اور بُرے کامونکو نہین چاہتا اسلیے کہ فعل قبیح کرنا اور اوسکے کرنیکو پسند کرنا صفاتِ نقص سے ہی اور کامل بالذات کو ہر نقصت سے بری ہونا ضرور ہی **ساتوین** خداوند عالم متکلم ہی اور مراد کلام سے یہ ہی کہ پروردگار عالم قادر ہی اسبات پر کہ کلام کو جس چیز مین چاہے پیدا کردے کہ لوگ سُنین جسطرح خدا نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا وکلّم اللہ موسیٰ تکلیما مقصود اس کلام سے یہ ہی کہ خدا نے اپنے کلام کو درخت زیتون مین پیدا کردیا اور نیز وقت استدعا قوم موسے خدا نے اوس آواز کو اسطرح پھیلا دیا کہ سبنے سنا کہ وہ آواز اوپر اور نیچے آگے اور پیچھے داہنے اور بائین ہر طرف سے آتی تھی کوئی سمت خاص معلوم نہوتی تھی اوہ بیان کیا کہ خدا ہر امر پر قادر ہی پس ایجاد کلام پر بھی قادر ہوگا آٹھوین خدا صادق ہی کیونکہ جھوٹ بولنا بُرا ہی اور امر قبیح خدا کے واسطے جائز نہین ہے

ومن اصدق من اللہ قیلا

مسلک سوم صفات سلبیہ مین اور وہ یہ ہی آٹھ مین پہلے اوسکا کوئی شریک نہین ہی اوسکی ذات وحدہ لاشریک ہی اور دلیل اسپر دو طرح سے ہی عقلی و سمعی دلیل عقلی یہ ہی کہ اگر دو خدا ہوتے تو یا باہم متخالف ہوتے یا متوافق ہوتے درصورت تخالف انتظام عالم مین خلل پڑتا مثلاً ایک کہتا کہ اسوقت رات ہو اور دوسرا کہتا کہ دن ہو تو اگر دونونکا کہنا ہوتا تو اجتماع ضدین بلکہ نقیضین ہوتا اور اگر دونونکا کہنا نہوتا تو دونونکا عجز لازم آتا اور اگر ایک کا کہنا ہوتا تو وہی ایک خدا ہوتا اور درصورت توافق اگر دونونسے مخالفت ایک دوسرے کی ممکن نہین ہے تو بھی دونونکا عجز لازم آتا ہی اسلیے کہ ہر ایک

اپنے کام مین بسبب مخالفت دوسرے کے عاجز ہوگا اور اگر ایک مخالفت کرسکتا ہے دوسرا
مخالفت نہین کرسکتا تو وہی ایک خدا ہی اور دوسرا عاجز اسکو دلیل تمانع کہتے ہین اور
اسی دلیل کیطرف اشارہ ہی لوکان فیہما آلھۃ الا اللہ لفسدتا یعنے اگر متعدد خدا ہوتے
تو انتظام عالم فاسد ہوجاتا بسبب حکمرانی دونونکے یا بسبب عجز دونونکے دلیل دیگر یہ ہی کہ
اگر دو خدا ہوتے تو جسطرح ایک خدا نے اپنی فیاضی ازلی ظاہر کی اور ایک لاکھ کئی ہزار
پیغمبر بھیجے کہ سب اوسکی خدائی اور یکتائی کا اہل دنیا سے اقرار لیتے رہے تو اسیطرح
ضرور تھا کہ دوسرا خدا بھی بخیل نہوتا اور کوئی پیغمبر بھیجتا کہ اوسکی خدائی کو ثابت کرتا اور
ان سب پیغمبرونکی تکذیب کرتا اور عقل باور نہین کرتی کہ ایک خدا تو باینہمہ وسعت خدائی
اور یکتائی ثابت کرے اور دوسرا خدا بیچارہ مسکین و غریب بنکر چپ چاپ بیٹھا رہے
اور اس خدا کی دعوی یکتائی کی تکذیب نکرے اور یہ دلیل ماخوذ ہی قول جناب امیر
علیہ السلام سے لیکن دلیل سمعی بس بہت ہین اس مقام پر فقط سورۂ توحید کو ہم لکھتے ہین
حق تعالی فرماتا ہی قُل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد
یعنے کہدے رسول ان یہودیونسے کہ جس خدا کو تم پوچھتے ہو وہ خدا ایک ہی از روے ذات کے
اور مصداق صفات کے اور از روے عدد کے اور وہ خدا پاک و پاکیزہ ہر نقص سے ہے
یا ملک الملوک ہی نہ کوئی چیز اوس سے متولد ہوئی ہی جیسا کفار مکہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی
بیٹیان ہین اور یہود عزیر کو اور نصاری عیسی کو خدا کا بیٹا کہتے ہین اور نہ وہ کسی شی سے
پیدا ہوا ہی ماں باپ نہین رکھتا اور نہ کوئی چیز خدا کے ہمسر اور مثل اور شبیہ ہی دوسرے
نفی صفات زائدہ ہی یعنے جتنی صفتین اوسکی ہین عین ذات ہین پس مصداق ذات
و صفت خدا مین ایک ہی چیز ہی ایسا نہین ہی کہ ذات ایک چیز ہو اور صفت ایک دوسری

چیز ہو اگر ایسا ہو تو ذات خدا کا کامل ہونا غیر چیز سے لازم آوے حالانکہ وہ غنی اور کامل بالذات ہی کسی چیز کا محتاج نہین ہی اور نیز صفات کے زائد علے الذات ہونیسے تعدد قدما لازم آتا ہی حالانکہ قدیم ایک ہی ہی اور اسکی طرف جناب امیر علیہ السلام اشارہ فرماتے ہین غایۃ التوحید نفی الصفات عنہ یعنے توحید کامل وہی ہی کہ صفات خدا کو اوسکی ذات کے علاوہ نہ سمجھے بلکہ عین ذات سمجھے خلاصہ یہ ہی کہ صفات جناب باری کے مثل ہمارے صفات کے نہین ہین کہ ہم کسی امر کے پائے جانیمین محتاج دو چیزونکے ہین ایک ذات اور ایک صفت مثلاً علم کہ اثر اوسکا انکشاف اشیا ہی وہ ہم مین جب حاصل ہو کہ ذات ساتھ صفت علم کے ملے تب ہم عالم ہون اور جناب باری چونکہ کامل الذات ہی پس بغیر ملائے صفت علم کے اوسپر سب چیزین آشکارا ہین پس وہ عالم ہی بنفسہ نہ بعلم بلکہ وہ ایسا عالم ہی کہ عین علم ہی اسی طرح سب صفات کو قیاس کرنا چاہیے اور مثال اسکی واسطے سمجھنے عوام کے یہ ہی کہ آفتاب مضی ہی ساتھ ایسی ضور کے جو کہ غیر آفتاب ہی اور ضور بھی مضی دلیکن اپنی ذات سے نہ ساتھ ملانے ضور دیگر کے والا ہر ضور مین ایک ضور ملانیکی حاجت ہوگی پس ایک ضور مین غیر متناہی ضور لازم آویگی تیسرے خدا کسی چیز سے مرکب نہین ہی ورنہ محتاج ہوگا اپنے اجزا کا کہ بغیر اجزا کے کامل نہین ہو سکتا اور محتاج ہونا شان سے ممکنات کے ہی حالانکہ خدا واجب الوجود ہی چوتھے خدا جسم نہین ہی اور نہ عرض ہی کہ اگر جسم ہو تو محتاج ہوگا اجزا کا اور مکان کا کیونکہ جسم وہ ہی جو طول اور عرض اور عمق رکھتا ہو پس جو چیز ایسی ہوگی خواہ مخواہ کسی جگہ مین پائی جائیگی پس خدا بھی محتاج ہوگا کسی جگہ مین پائے جانیکا اور خدا کا محتاج ہونا محال ہی اور اگر عرض ہو تو بھی محتاج کسی محل کا ہوگا کیونکہ عرض وہ ہی جو قائم بالغیر ہو مثل رنگ وغیرہ کے

کہ جسم مین ہو کر پایا جاتا ہے اور احتیاج شان سے ممکن کے ہی نہ واجب الوجود کے مگر حضرات
اہلسنت اپنی صحاح و غیر صحاح مین خدا کی جسمیت کی روایت کرتے ہین بعضے لکھتے ہین
کہ خدا عرش کے اوپر بیٹھا ہی اور جسم اوسکا ہر چہار طرف عرش کے باہر اوسکے بالشت سے
چہ چہ بالشت نکلا ہوا ہی اور ہر شب جمعہ کو گدھے پر سوار ہو کر دنیا مین آتا ہی اور بعضے
لکھتے ہین کہ جب طوفان نوح آیا تھا تو خدا اسقدر رویا تھا کہ آنکھین اوسکی آشوب
کر آئین اور فرشتے اوسکی عیادت کو آئے اور بعضے کہتے ہین کہ خدا بڈھے آدمی کی صورت ہی
اور داڑھی اور سر کے بال اوسکے کپڑی ہین اور صحیح بخاری مین ہی لا یزال جہنم
یلقی فیہا ویقول ھل من مزید حتی یضع رب العزۃ قدمہ فیہا یعنے برابر جہنم مین
لوگ ڈالے جائینگے اور وہ کہے جائیگا اور بھی کچھ ہی آخر کار خداوند جبار اپنی پاؤن
جہنم مین ڈالدیگا غرض اس قسم کے اقوال مزخرفات حنابلہ اور مجسمہ اور مشبہہ اہلسنت سے
بہت ہین کہانتک لکھین پانچوین خداوند عالم کسی مکان مین نہین ہی اور نہ اوسکے
واسطے کوئی جہت ہی ورنہ محتاج ہوگا اوس مکان کا اور احتیاج شان سے ممکن اور
حادث کے ہی نہ واجب اور قدیم کے بعض روایات مین ہی کہ بعد انتقال پیغمبر خدا کے
ایک یہودی ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ ہی پیغمبر کے خلیفہ ہین ابوبکر نے کہا ہان
کہا ہان اوس یہودی نے کہا ہمنے توریت مین دیکھا ہی کہ انبیا کے خلیفہ سب لوگونسے
زیادہ علم رکھتے ہین آپ بتلائیے کہ اسوقت خدا کہان ہی آسمان پر یا زمین پر ابوبکر نے
کہا خدا آسمان کے اوپر عرش پر بیٹھا ہی اوس یہودی نے کہا تو اس سے معلوم ہوا
کہ زمین خدا سے خالی ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ خدا ایک جگہ ہو اور ایک جگہ نہو
ابوبکر نے کہا یہ کلام کافرونکا ہی یہانسے دور ہو نہین تو ابھی تجکو مار ڈالتا ہون وہ یہودی

تعجب کرتا ہوا اور دین اسلام کو ہنستا ہوا چلا اثنائے راہ مین قبلۂ دنیا و دین جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا ای یہودی جو تو نے
سوال کیا اوسکو بھی مین جانتا ہون اور جو تجکو جواب ملا اوس سے بھی واقف ہون
اب مجھسے جواب سُن کہ خدا ہی نے ہر مکان کو پیدا کیا اوسکے واسطے کوئی مکان نہین ہی
بلکہ باعتبار علم و قدرت کے وہ ہر جگہ موجود ہی اور اوسکا علم ہر جگہ کو گھیرے ہوے ہی اور اوسکی
تدبیر اور قدرت سے کوئی جگہ خالی نہین ہی اگر مین تمکو خبر دون اوس چیز سے جو
تمھاری کتاب مین ہی اور اوسکو مانو تو ایمان لاؤگے اوس یہودی نے کہا البتہ حضرت نے
فرمایا کیا تمھاری کتاب مین نہین ہی کہ حضرت موسےٰ ایک روز بیٹھے ہوے تھے کہ ایک فرشتہ
مشرق سے آیا پوچھا کہانسے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے بعد اسکے دوسرا فرشتہ
مغرب سے آیا پوچھا کہانسے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے پھر ایک فرشتہ ساتوین طبقۂ
آسمان سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون پھر ایک فرشتہ ساتوین
طبقۂ زمین سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون اوسوقت حضرت
موسیٰ نے کہا مین تسبیح کرتا ہون اوس خدا کی جس سے کوئی جگہ خالی نہین ہی اور نہ
اوس سے کوئی جگہ قریب ہی اور نہ کوئی جگہ بعید ہی یہ سنکر اوس یہودی نے کہا ہان
ایسا ہی ہی بیشک آپ خلیفۂ برحق ہین اور دوسرا غاصب مطلق ہی چھٹے خدا
کسی چیز مین حلول نہین کرتا یعنے کسی چیز مین نہین در آتا جیسے کوزہ مین پانی اور
سونے مین رنگ اور نہ کسی چیز کے ساتھ متحد ہو سکتا ہی جیسا کہ بعضے متصوفہ کہتے ہین کہ
خدا عارف مین در آتا ہی معاذ اللہ جیسے شیطان مُردیمین حلول کرتا ہی اور عارف کے
ساتھ متحد ہو جاتا ہی جیسے لکڑی آگ مین جلکر آگ ہو جاتی ہی اور بطلان اسکا ظاہر ہے

بطلان مذہب حلولیہ

ابطال مذہب اتحاد

کیونکہ اگر خدا کسی چیز مین حلول کرے تو محتاج محل کا ہوگا اور مکان مین پایا جائیگا حالانکہ خدا محتاج کسی چیز کا نہین ہی اور اوپر بیان ہوا کہ خدا کسی مکان مین نہین ہی اور خدا کسی چیز کے ساتھ متحد بھی نہین ہو سکتا کیونکہ دو چیزین متغائر مثل واجب اور ممکن کے بلکہ مطلقاً دو چیزین حقیقتاً ایک نہین ہو سکتین اسلیے کہ اگر دونون موجود ہین تو پھر اتحاد کہان اگر دونون معدوم ہین تو شئی ثالث جدید ہی اور اگر ایک معدوم اور ایک موجود ہی تب بھی اتحاد بین الموجودین نہوا اور اتحاد بین الوجود والعدم بالبداہتہ باطل ہی پس حلولیہ اور اتحادیہ کا مذہب باطل ہوا باقی رہا مذہب عینیہ کا کہ انکا

ابطال مذہب عینیہ

مذہب یہ ہی کہ ہر چیز عین خدا ہی چنانچہ کہتے ہین ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ		خود بر سر آن کوزہ خریدار بیامد

اور اسی طرح بہت سے اقوال انکے ہین پس بنا بر اسکے لازم آتا ہی کہ کتے اور سور اور گوہ اور پیشاب معاذ اللہ سب عین خدا ہین اور توجیہات عجیبہ اور تمثیلات غریبہ بیان کرتے ہین کبھی خدا کو دریا اور ممکنات کو بامواج اور کبھی خدا کو بسیاہی اور ممکنات کو بحروف تشبیہ دیتے ہین یعنے جسطرح امواج عین دریا اور حروف عین سیاہی ہین اور فرق فقط اعتباری ہی اوسیطرح سے خدا عین خلق اور خلق عین خدا ہی مولوی روم فرماتے ہین ؎

چون ز بیرنگی اسیر رنگ شد		موسی با موسی در جنگ شد	

یعنے حضرت موسی اور فرعون دونون خدا ہی تھے کہ آپسمین لڑے اور اگر کہا جاوے کہ درمیان خالق اور مخلوق واجب اور ممکن کے فرق اعتباری کہنا درمیان متباینین اور متناقضین عینیت کا قائل ہونا ہی جیسے کہین کہ سفیدی عین سیاہی ہی اور زید عین نہین ہی

اور آسمان عین زمین ہی اور فرق اعتباری ہی اسکو عقل کسی طرح باور نہین کرتی تو اسکے
جواب مین فرماتے ہین کہ طور تصوف وراء طور العقول ہی کہ عقول متوسطہ یعنے عقل
انسانی اسکا درک نہین کر سکتی بلکہ اسکے ادراک کے لیے عقول ملکی چاہیئے ہم اسکے جواب
مین کہتے ہین کہ جب اس طریقہ نا معقول کو ہماری عقلین تصور ہی نہین کرتی ہین تو ہم
اسکی تصدیق کیونکر کرین بعض محققین انکے کہتے ہین کہ وجود مطلق خدا ہی اور وجودات
خاصہ ممکنات ہین ہم کہتے ہین کہ یہ بات تو بدیہی ہی کہ ہر عام خاص پر صادق آتا ہی پس
کینگے کہ زید خدا ہی عمر خدا ہی بکر خدا ہی پس مصداق خدا غیر متناہی ہونگے تعجب ہی کہ حضرات
اہسنت دو خدا کے قائل کو کافر کہین اور ہزارون خدا کے قائلین کو کافر نہین کہتے بلکہ
انکو اپنا پیر بناتے ہین اور نیز بنا بر قول بعینیت بطلان کل شرایع کا لازم آتا ہی اسلیے کہ
کون مرسل ہوا اور کون مرسل ٹھہرا اور جہنم اور جہنم مین جلنے والا اور اعمال خیر و شر کرنیوالا
سب خدا ہی ہوگا پھر احکام شریعت اور تکلیفات سب لغو اور بیکار ہو جائینگے
ساتوین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا جسم نہین ہی اور نہ کسی مکان مین ہی نہ کسی جہت مین
پس محال ہی کہ اوسکو کوئی دیکھ سکے کیونکہ کسی چیز کے دیکھنے کے واسطے آٹھ امرونکا ہونا ضرور ہی
ایک تو یہ کہ بصارت درست ہو دوسرے وہ چیز اور دیکھنے والا دونون مقابل
ہون تیسرے بہت قریب نہو چوتھے بہت دور نہو پانچوین کوئی چیز حائل نہو چھٹے
بہت شفاف نہو جیسے ہوا ساتوین دیکھنے کا قصد بھی رکھتا ہو آٹھوین اندھیرا نہو
پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ خدا ہمارے مقابل مین ہو اور ہم اوسکے قریب جاکر مثل جسم کثیف کے
اوسکو دیکھین حالانکہ خدا خود فرماتا ہی لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار
اوسکو بینائیان نہین پاسکتین ہین بلکہ وہ بینائیونکو درک کرتا ہی اور جب حضرت موسی
نے

ابطال رویت خدا

اپنی قوم کے کہنے سے واسطے اتمام حجت کے خدا سے رویت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا
لن ترانی تو ہرگز کبھی مجکو نہ دیکھیگا پس جب حضرت موسیٰؑ نے نہ دیکھا تو پھر دوسرا کوئی
کیونکر دیکھ سکتا ہی اور حضرات اہلسنت جو دیدار خدا کے قائل ہین وہ فرماتے ہین کہ ہم خدا کو
روز قیامت کالقمر فی لیلۃ البدر دیکھینگے یعنے جیسے چودھوین رات کا چاند
قابل غور ہی کہ خدا کو چاند کے ساتھ تشبیہ دی حالانکہ خدا فرماتا ہی فلا تضربوا للہ الامثال
اور پھر فرماتا ہی لیس کمثلہ شئ پس جب خدا کے لیے مثل ہوا تو توحید رخصت ہوگئی اسلیے
کہ جب مرئی ہوا تو مثل مرئیات متلونہ کے گورا کالا نیلا پیلا کسی رنگ مین ہوگا پس اس
مسئلہ سے اہلسنت کلاً مجسمہ اور مشبہ ہوگئے اور بلکیف امام رازی یعنے خدا کو ہم بلا کیفیت دیکھینگے
ایک بات لغو ہی اسلیے کہ قمر فی لیلۃ البدر مین بلکیف کہان ہی علاوہ اسکے یہ رویت جو چشم
سر کی ہی اسمین بلکیف محال ہی جیسا کہ شروط ثانیہ رویت مین بیان ہوا پس ثابت ہوا
کہ رویت خدا بھی محال ہی مگر البتہ جو لوگ مؤمنین موقنین اور صلحا اور متقین ہین انکا
دل چشم بصیرت سے اوسکو دیکھتا ہی جیسا کہ کسی نے جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا
آپ نے خدا کو دیکھا ہی جو اوسکی عبادت کرتے ہین فرمایا کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین عبادت
کرون اوس چیز کی جسکو نہ دیکھا ہو راوی نے عرض کی کیونکر دیکھا ہی فرمایا کہ آنکھون نے
ظاہر مین اوسکو نہین دیکھا ہی لیکن دل کی آنکھون نے نور ایمان سے اوسکو دیکھا ہی
آٹھوین حق تعالےٰ محل حوادث نہین ہی یعنے ایسے صفات اوسمین نہین پائے جاتے
جنکے سبب سے ایک کیفیت سے دوسری کیفیت ہوجائے جیسے سہو نسیان بیماری
آرام خوشی رنج غضب غصہ وغیرہ کہ بیماری مین انسان ضعیف ہوجاتا ہی رنج
وغم مین دل پر صدمہ پہونچتا ہی غصہ مین چہرہ کا رنگ سرخ ہوجاتا ہی ان سب سے

خدا پاک اور پاکیزہ ہی اسلیے کہ ہر متغیر حادث ہی اور ذات باری تعالے قدیم ہی

سبیل دوم عدل مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور سات مسلک ہین شعبہ بیان معنی عدل مین یعنی عدل کے وضع الشئ فی محلہ کے ہین یعنے ہر چیز بجا ہو کوئی کام بیجا نہو پس خدا کوئی فعل قبیح اور غیر مناسب نہین کرتا اور نہ فعل واجب اور مناسب کو ترک کرتا ہی

مسلکِ اول بیان مین حسن اور قبح عقلی کے

حسن وہ ہی کہ کرنیوالا اوسکا جب اوس فعل کو کرے تو عقلا کے نزدیک قابل تعریف کے ہو اور قبیح وہ ہی کہ جب اوسکو کرے تو عقلا اوسکی مذمت کرین جاننا چاہیے کہ عقل صحیح اسکو درک کرتی ہی کہ اچھائی اور بُرائی کا سونکی فی نفسہ ہی نہ بسبب حکم کسی حاکم کے بلکہ یہی حُسن و قبح ذاتی شارع کو باعث امر و نہی کرنیکا ہی کیونکہ بداہتہ عقل ہم دیکھتے ہین کہ ادراک بعض امور مین عقل مستقل ہی حاجت کسی شرع کی نہین ہی جیسے سچ بولنا اچھا ہی اور جھوٹھ بولنا بُرا ہی اسیطرح انصاف کرنا امانت کو واپس کرنا ڈوبتے ہوے کو نکالنا ان سب باتونکو عقل کہتی ہی کہ اچھی ہین چاہے کوئی آمر امر کرے یا نکرے اور ظلم کرنا کسیکو ناحق قتل کرنا جھوٹھ بولنا خیانت کرنا عقل کہتی ہی کہ یہ سب باتین بُری ہین اگرچہ حکم شرع نہوتا تو بھی عقل ان باتونکے حُسن و قبح پر حکم کرتی اسی سبب سے جو لوگ پابند کسی شریعت کے نہین ہین مثل براہمہ وغیرہ کے وہ بھی اس حسن و قبح کے قائل ہین مگر اشاعرہ اہلسنت جنھون نے عقل سے ہاتھ دھویا ہی کہتے ہین کہ دنیا مین کوئی چیز فی نفسہ اچھی اور بُری نہین ہی اور شارع تبرجیح بلا مرجح ایک کو حکم کرنیکا کرتا ہی اور دوسرے کو منع کرتا ہی پس جسکو شارع نے حکم کیا وہ اچھا ہی جسکو نہی کیا وہ بُرا ہی عقل کو کچھ دخل نہین ہی

حالانکہ یہ باطل ہی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی شخص عاقل کسی پہاڑ یا جنگل مین لڑکپن سے رہا ہو کہ وہان کسی قسم کے دین کی بات جاری نہو کوئی حکم شارع کا وہان نہ پہونچا ہو اوس سے کوئی کہے کہ اگر تو سچ بولیگا تو بھی تجکو ایک روپیہ اور اگر تو جھوٹھ بولیگا تو بھی تجکو ایک روپیہ دونگا تو بیشک وہ شخص سچ ہی بولیگا اس سے معلوم ہوا کہ اچھائی اور برائی چیزونکی فی نفسہ ثابت ہی نہ شرعاً چنانچہ آیات قرآنی بھی اسی پر دلالت کرتی ہین جیسا کہ جناب باری فرماتا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر اس آیت سے سمجھا جاتا ہی کہ فحشا ومنکر فی نفسہ قبیح ہین اسی لیے جناب باری نے اوس سے منع کیا نہ یہ کہ منع کرنیسے جناب باری کے وہ فحشا ومنکر ہوگئی

مسلک دوم جاننا چاہیے کہ خداوند عالم عادل ہی ظلم نہین کرتا برے کامون کو عمل مین نہین لاتا جو چیز بہتر اور واجب ہی اوسکو ترک نہین کرتا امر محال کے ساتھ بندونکو تکلیف نہین دیتا بے فائدہ کام اوس سے صادر نہین ہوتا کیونکہ برا کام وہی کرتا ہی جو اوسکی برائی سے واقف نہو یا جانتا ہی مگر اوسکے ترک پر قادر نہین ہی جسطرح آگ نہ جلانے پر اختیار نہین رکھتی یا مجبور ہی کہ کوئی شخص غیر مجبر اوس سے برا کام کرا دے یا قدرت رکھتا ہی مگر اوس برے کام کا محتاج ہی جیسے کوئی بھوکا فقیر چوری کرے یا محتاج بھی نہین ہی مگر بے فائدہ اوس کام کو کرتا ہی یہ سب باتین خدا کے واسطے محال ہین کیونکہ پہلی صورت مین خدا کا جہل لازم آتا ہی دوسری تیسری صورتین عجز جو تھی مین احتیاج پانچوین مین سفاہت مگر اہل سنت خدا کی عدالت کے قائل نہین ہین کہتے ہین ہوسکتا ہی کہ قیامت کے روز خداوند کریم جتنے انبیاء اور

عدالت خدا

امام اور اولیا رہین سبکو جہنم مین ڈالدے اور جتنے کفار بت پرست مشرک گنہگار فاسق
و فاجر ہین سبکو بہشت مین لیجائے اوسکے واسطے کوئی عیب نہین ہی نہ اوسکو کوئی اس
بات پر الزام لگا سکتا ہی اسلیے کہ وہ مالک ہی اور مالک کو تصرف اپنے ملک مین
ہر طرحسے ہو سکتا ہی اور بہ نسبت اوسکے کوئی شئی قبیح نہین ہی اسلیے کہ قبح اشیا رتو اوسی کے
حکم سے ہوتا ہی پس یہ حکم محکوم علیہ پر جاری ہوگا نہ خود حاکم پر حالانکہ یہ باطل ہی کیونکہ اگر
ایسا ہو کہ خدا سے کوئی کار قبیح ہو تو کسی پیغمبر کی نبوت کا یقین نہو کیا معلوم خدا نے
جھوٹے پیغمبر کو معجزہ دیا ہی یا سچے پیغمبر کو اور جب پیغمبر ہی کا یقین نہوا تو پھر کسی امر شرعی کا
اعتبار نہوگا پھر خدا کا جہنم سے ڈرانا بہشت کا وعدہ کرنا سبکا اعتبار جاتا رہیگا کیا معلوم
خدا نے سچ کہا یا جھوٹھ کہا پھر کس اعتبار پر کوئی خدا کی عبادت کرنے لگا اور یہ کہنا اوسکا
کہ مالک کو ہر طرح کا تصرف اپنی ملک مین جائز ہی اور کسی طرح ظلم نہین ہی اگرچہ
انبیا کو جہنم مین ڈالے کیونکہ ظلم کے معنے تصرف فی ملک الغیر کے ہین پس ہم کہتے ہین
کہ یہ تقریر محض عوام فریبی کی ہی کسی مالک کو اپنی ملک مین تصرف قبیح جائز نہین ہی اور
معنے ظلم کے وضع الشئی لا فی محلہ کے ہین نہ وہ جسکے تم مدعی ہو اور یہ کہنا تمہارا کہ قبح اشیا
بحکم حاکم ہی ہمنے مسلک اول مین باطل کیا اور ثابت کیا کہ اشیا فی نفسہ حسن اور قبیح
ہین علاوہ اسکے خدا خود فرماتا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الایۃ تو جب
خدا دوسرونکو عدل و انصاف کا حکم فرماتا ہی اور برے امور سے منع کرتا ہی تو
کیونکر ہو سکتا ہی کہ دوسرونکو حکم کرے اور خود اوسپر عمل نکرے اسسے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ خدا بندونکو محال امر کی تکلیف نہین دیتا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
پس تکلیف بمحال قبیح ہی عدالت کے خلاف ہی مگر اشاعرہ اہلسنت تکلیف بمحال کے

قائل ہین کہتے ہین ہو سکتا ہی کہ خدا اوس شخص کو جو زمین گیر ہو کہے کہ آسمان پر اُڑجا اور آفتاب کو پکڑلا یا کسی سے کہے سارے دریا کا پانی ایک دفعہ پی جا یا سُوئی کے ناکہ سے پہاڑ کو نکالدے جب بندہ یہ سب نکر سکے تو خدا اوسپر عذاب کرے شاید ان اللہ لیس بظلام للعبید کا ایمان ہی نہین لائے

در استحسان تکلیف

مسلک سوم اس بات کو جاننا چاہیے کہ خدا نے اپنے بندونکو جو عبادت کی تکلیف دی نیک کام کرنیکا حکم دیا بد کام کرنیکو منع کیا یہ سب فعل خدا کا مستحسن اور بہتر ہے اور اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہین پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندونکو نفع پہونچتا ہی اگر کوئی کہے کیون خدا نے بلا تکلیف کے بہشت مین داخل کرنیکو قبول نہین کیا تو ہم کہینگے اسمین بہت سی مصلحتین ہین ایک تو یہ کہ نیک اور بد عادل اور ظالم سب پہچانے جائین اور سب لوگ نیک کام کی طرف رغبت کرین بُرے کام سے باز رہین اور موافق اپنے اعمال کے اور استحقاق کے بہشت مین درجے پائین ہر شخص کا مرتبہ علٰحدہ علٰحدہ پہچانا جائے پس یہ عین حکمت اور عدالت ہی کہ جسکا جیسا مرتبہ ہو جیسے کام ہون ویسا اوسکو عوض ملے اور بغیر لحاظ اسکے اچھے بُرے سبکو بہشت دے دینا ایسا ہی جیسے بادشاہ اور چمار کو ایک جگہ بٹھا دینا ۵

نکوئی با بدان کردن چنانست	کہ بد کردن بجائے نیک مردان

دوسرے یہ کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہی یعنے معاملات دنیا مین اور زندگی بسر کرنیمین ایک دوسرے کا محتاج ہی پس اگر تکلیف خدا نہوتی تو کوئی شخص کسی بات سے نہ ڈرتا کیونکہ مواخذۂ دنیا و آخرت کا خوف تو ہوتا نہین لامحالہ معاملات دنیا مین ایک دوسرے کو قتل کرتا کسی پر کوئی ظلم کرتا کسیکا کوئی مال چھین لیتا کسی

عورت کے ساتھ کوئی زنا کرتا یہ سب امور باعث فتنہ و فساد کے ہوتے اور انتظام
دنیا مین خلل پڑتا اسواسطے خدا نے تکلیف دی اور ڈرایا کہ اگر بُرے کام کروگے
تو تمکو جہنم مین لیجائینگے اگر اچھے کام کروگے تو بہشت مین پہونچائینگے یہی باعث ہی کہ
ہر ملت کے لوگ خدا کا خوف کرتے ہین اور اس سبب سے اکثر لوگ ظلم نہین کرتے
کسی کا مال غصب نہین کرتے اب اس بات کو بھی جاننا چاہیے کہ خدا نے جو بندونکو
تکلیف دی تو اونکو اختیار بھی دیا ہی مجبور پیدا نہین کیا ہی نیک کام ہو خواہ بد کام
سب انسان اپنے اختیار سے کرتا ہی نہ یہ کہ خدا بجبر کراتا ہی جیسا اہلسنت کہتے ہین
کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی جو کام ہو چوری زنا قتل نفس غصب کفر سب کام
بندے سے خدا ہی کراتا ہی اور پھر اوسپر عذاب کرتا ہی جیسا کہ عقائد نسفی مین ہی

بیان اسکا کہ بندہ فاعل مختار
است نہ مجبور

واللہ خالق افعال العباد من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان

ص ۶۰
شرح چغمینی

یعنے جتنے کام بندونکے ہین جیسے کفر و ایمان طاعت و عصیان سبکو خدا ہی پیدا کردیتا ہی
حالانکہ یہ صریح باطل ہی اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ خدا سے بڑھکر کوئی ظالم
نہو کہ خود ہی گناہ کراوے اور خود ہی اوسپر عذاب کرے جیسے کوئی شخص اپنے
کسی غلام کو حوض مین گرادے اور پھر اوسکو سزا کرے کہ تیرا بدن کیون بھیگا

مکالمہ بہلول دانا با ابو حنیفہ

یہان پر ایک حکایت لطیف ہی جسکا لکھنا مناسب معلوم ہوا یعنے ایک روز
بہلول دانا ابو حنیفہ کے گھر گئے سنا کہ اپنے شاگردونسے کہتا ہی کہ امام جعفر صادق تمیز
باتونکو کہتے ہین ہم اونکو نہین مانتے ایک تو وہ کہتے ہین کہ شیطان جہنم مین جلیگا حالانکہ
شیطان آگ سے پیدا ہوا ہی آگ کو آگ کیا جلائیگی دوسرے وہ کہتے ہین کہ
خدا کو کوئی نہین دیکھ سکتا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی چیز موجود ہو اور اوسکو نہ دیکھ سکین

تیسرے وہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہی مجبور نہین ہی حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ بندہ
جو کام کرتا ہی سبکا خالق خدا ہی بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی بہلول نے جب یہ سُنا ایک ڈھیلا
اوٹھاکر زور سے ابوحنیفہ کے حوالہ کیا اور چلدیے وہ ڈھیلا ابوحنیفہ کی پیشانی پر لگا
ابوحنیفہ اور سب شاگرد اوسکے دوڑے اور اونکو پکڑا اور ہارون رشید کے پاس لیگئے
اور اونکی شکایت کی تب بہلول نے ابوحنیفہ سے کہا مین نے کیا ظلم کیا اونسے کہا ایک
ڈھیلا کھینچکر مارا کہ سر پیر اور درد کر رہا ہی بہلول نے کہا درد کو دکھلاؤ کہان ہی ابوحنیفہ نے کہا
درد کو بھلا کوئی دیکھ سکتا ہی بہلول نے کہا ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جو چیز موجود ہو اوسکو ضرور
دیکھ سکتے ہین درد بھی موجود ہی کیون نہین دکھائی دیتا علاوہ اسکے تو جھوٹھ کہتا ہی کہ درد
ہوتا ہی کیونکہ ابھی تو نے کہا ہی کہ شیطان آگ مین نہ جلیگا آگ کو آگ کیا جلا سکتی ہی
مین نے بھی مٹی کے ڈھیلے سے تجکو مارا اور تیرا بدن بھی مٹی کا ہی مٹی کو مٹی کیا اذیت
پہونچا سکتی ہی اسکے علاوہ تو کہتا تھا کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل نہین ہی جو کام کرتا ہی
خدا کرتا ہی مین نے تجکو کہان مارا بلکہ خدا نے مارا مین مجبور ہون یہ سنکر ابوحنیفہ بہت
خفیف ہوا کچھ جواب نہ چل سکا اور سب لوگ ہانسے اوٹھ آئے

مسلک چہارم قضا و قدر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ قضا کے چند معنی ہین کاہے بمعنے خلق و ایجاد آتا ہی جیسا کہ تفسیر فقضاھن سبع سموات مین
کہا گیا ہی اور کبھی بمعنی حکم جیسے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اور کبھی بمعنے
اعلام و اخبار کقولہ تعالے وقضینا الی بنی اسرائیل اور گاہے بمعنے علم اور گاہے
بمعنی اتمام اور گاہے بمعنے ختم کے آتا ہی یہانتک کہ بعض علمانے دس اور بعضون نے
اسسے بھی زیادہ معنے بیان فرمائے ہین اور ہر ایک کی سند دی ہی اور اسیطرح

معنی قدر کے بھی بہت ہین جیسے علم و اعلام و حکم و خلق و تعیین و اندازہ و مقدار و توسط
میان افراط و تفریط و ضیق و ختم و حکم اجمالی الی غیر ذلک اور ہر مقام پر معنی مناسب
مقام مراد ہوتے ہین پس جہان کہین حدیث مین وارد ہوا ہی کہ کل امر بقضا و
قدر ہی مراد اوس سے معنی علم یا اعلام ملائکہ و انبیا و اوصیا اور وقوع بر وفق
علم بہ تعیین و اندازہ خدا یا بحکم و ارادہ و تمکین و عدم المنع خدا کے ہین نہ یہ کہ کل حوادث
و کائنات یہانتک کہ افعال عباد بخلق و ایجاد خدا ہین اسلیے کہ اگر افعال عباد
فعل خدا ہون تو بندہ مجبور ہوگا حالانکہ پیشتر اس سے ہم ثابت کر چکے کہ بندہ اپنے
افعال اختیاری مین مجبور نہین ہی ورنہ تکلیف لغو اور باطل ہو جائیگی اور یہ بھی
واضح رہے کہ علم خدا کسی فعل کے صدور کی علت نہین ہی پس کوئی یہ نہین کہہ سکتا
کہ چونکہ علم خدا مین یہی گذرا تھا کہ ہم شراب پئین اس سبب سے ہمنے شراب پی
جیسا کہ اہلسنت کہتے ہین کہ بندہ گناہ کرنے مین مجبور ہی اسواسطے کہ خدا عالم کلیات
و جزئیات ہی روز ازل سے خدا جانتا تھا کہ ہم گناہ کرینگے پس اگر ہم گناہ نکرتے
تو علم خدا کا غلط ہو جاتا اسلیے ضرور ہوا کہ ہم گناہ کرین مثلاً خدا جانتا تھا کہ ابوجہل
ایمان نہ لاویگا پس محال تھا کہ وہ ایمان لاتا ورنہ علم خدا کا جہل ہو جاتا جواب
اسکا اولاً بطور معارضہ کے یہ ہی کہ جسطرح سے خدا کو پہلے سے بندونکے فعل کا علم ہی
اوسی طرح بدرجہ اولی اپنے فعل کا بھی علم ہی پس ہم کہتے ہین کہ مثلاً خدا روز ازل سے
جانتا تھا کہ مین زید کو فلان سال مین پیدا کرونگا آیا اب ہو سکتا ہی کہ اوس سال
زید کو پیدا نکرے یا نہین ہو سکتا اگر ہو سکتا ہی تو علم خدا کا جہل ہو جائیگا اور
اگر نہین ہو سکتا تو خدا مجبور ہوا پس جو تم اس بات کا جواب دوگے وہی جواب

قال بعض متعلقہم
کی تحریر ان کی ذاتی نہیں
گر شیخ مفید علم خدا جہل ہوا

ہم تمہاری باتکا دینگے **ثانیاً** جواب بطور حل کے یہ ہی کہ ہم اوپر بیان کرچکے
کہ علم خدا کا تعلق فعل کی نہین ہی کیونکہ علم تابع معلوم کے ہی جیسا معلوم ہوتا ہی
ویسا ہی علم ہوتا ہی بے اِسکے کہ علم کو اوس معلوم کے موجود ہونے مین کچھ اثر ہو
پس جو چیز جیسی ہونے والی تھی اوسیکے مطابق خدا کو علم ہوا نہ یہ کہ جیسا خدا کو
علم ہوا ویسی ہی وہ چیز واقع ہوئی مثلاً ہم جانتے ہین کہ قیامت ضرور ہوگی اور
یہ علم ہمارا مطابق واقع کے ہی مگر ایسا نہین ہی کہ چونکہ ہمارے علم مین گذرا ہی
اس سبب سے قیامت ضرور ہوگی بلکہ چونکہ قیامت ضرور ہوگی اس سبب سے
ویسا ہی ہمکو علم ہوا با این ہمہ ہم کہتے ہین کہ خدا کو ازل مین علم اسکا ہوا کہ مین فلان
وقت مین فلان فعل باختیار خود کرونگا یا فلان بندہ فلان فعل باختیار خود
کریگا پس اگر خدا یا بندہ اوس فعل کو باختیار نکرے بلکہ بمجبوری کرے تو علم خدا
جہل ہوجائیگا باجملہ بندہ کسیطرح سے اپنے فعل مین مجبور نہین ہی جیسا کہ جبریہ
اور قدریہ کہتے ہین اگر کل امور قضا و قدر کے اوپر حوالہ کیے جائین اور بندہ مجبور
ٹہرایا جائے تو ثواب و عذاب اور وعدہ و وعید خدا کا افعال عباد پر سب
بیکار ہوجاے اور کوئی جائے ملامت و مذمت خدا کو بندونپر باقی نرہے اور
لله الحجة البالغة غلط ہوجاے اور بندونکی حجت خدا پر غالب رہے اور جب
بندے عذر مجبوری پیش کرین تو خدا معاذ اللہ ساکت اور لاجواب ہوجاے
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ ایسا بھی نہین ہی کہ خدا نے بالکل اختیار نیک و بد کا
بندونکو دیدیا اور خود مجبور ہوگیا خدا کو اوسمین کچھ دخل و اختیار نہین رہا جیسا
معوضہ کہتے ہین بلکہ جب انسان نیک کام کا ارادہ کرتا ہی تو خدا کی جانب ہی

لطف و توفیق خیر شامل حال ہوتی ہی اور جب اپنے سو راختیار سے بُرے کام کا
ارادہ کرتا ہی تو ایسا اوقات خدا بحسب مصلحت اوسکو مانع ہوجاتا ہی اور کبھی اوسکو
بحسب مصلحت اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہی جسکو خذلان من اللہ کہتے ہین اور اسی
امر کی طرف معصوم نے اشارہ فرمایا ہی لا جبر ولا تفویض بل امر بین
الامرین ؏

مسلک پنجم بیان مین معنی لطف وغیرہ کے جاننا چاہیے کہ معنی لطف

کے یہ ہین کہ خدا ایسا کام اپنے بندونکے ساتھ کرے جس سے بندونکو تمکین اور اقتدار
اور تکلیفات شرعیہ کے حاصل ہو اور بھی اپنے خاص بندونکے ساتھ جو قابلیت
اوسکی رکھتے ہون ایسا امر عمل مین لاوے جس سے قریب کردے طاعت کی طرف
اور بعید کردے معصیت سے مگر نہ اسطور پر کہ اوسکو مجبور کردے اوس فعل کے
کرنے یا نہ کرنے پر اور لطف بحسب عقل کے خدا پر واجب ہی یعنے عقل ادراک
کرتی ہی اس بات کو کہ بمقتضاے حکمت و مصلحت اور عدالت کے یہ بات
جناب باری کے لیے ضروری ہی جسطرح سے علم اور قدرت اور وجوب وجود
اوسکے لیے ضروری ہی اسلیے کہ اگر لطف ممکن نہو تو تکلیف مالا یطاق لازم
آتی ہی اور وہ بیشک قبیح ہی جیسا ہم اوپر لکھ چکے اور اگر لطف مقرب نہو تو
نقض غرض لازم آتا ہی اور نقض اپنی غرض کا کار سفہا ہی نہ کار حکیم پس پیغمبرونکا
بھیجنا اور اماموںکا مقرر کرنا عمل خیر پر ثواب کا وعدہ کرنا بُرے کام پر وعید
عقاب کرنا اور مثل اسکے سب لطف خدا مین داخل ہی کیونکہ جب خدا نے
عبادت کی تکلیف دی جیسا کہ فرمایا ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

لطف کے بیان

تو ضرور ہوا کہ خدا واسطے عبادت کے ہمکو اعضا و جوارح اور عقل کامل بھی عطا کرے اور اوس عبادت کے طریقہ کے سمجھانیکو کوئی شخص ہمارے واسطے بھیجے کہ وہ پیغمبر آورندہ شریعت ہو اور کوئی شخص حافظ اوس شریعت کا بھی ضرور مقرر ہو کہ وہ امام ہی یہی سب معنی لطف کے ہین

مسلک ششم بیان مین مسئلۂ اصلح کے جاننا چاہیے کہ خدا کے امور خواہ بسبب دنیا کے ہون خواہ دین کے عین مصلحت ہین جتنے امور خدا کے ہین سب اصلح واقع ہوتے ہین اگرچہ ہمکو ضرور نہین ہی کہ اون سب مصالح کو ہم سمجھ سکین جیسا کہ بہت سے حشرات الارض وغیرہ خدا نے پیدا کیے جو خالی مصلحت سے نہین ہین مگر عقل ہر بشر کی اوسکو نہین دریافت کر سکتی چنانچہ قصہ[1] بوعلی سینا کا بہ نسبت سُرمہ کے مشہور ہی انسان اگر اپنے ہی جسم کو خیال کرے کہ اوسمین کسقدر عروق اور عضلات اور شرائین واوردہ و گوشت و پوست اور ہڈیان ہین تو بھی مصالح کو نہین دریافت کر سکتا کہ کس مصلحت سے خدا نے پیدا کیا پس یہ قصور ہماری سمجھ کا ہی نہ خداوند حکیم کے فعل کا اس سے اعتراض اہلسنت کا جو اس مادہ مین کرتے ہین سب دفع ہو گیا چنانچہ شاہ صاحب نے جو تحفہ[2] مسترقہ مین لکھا ہی کہ شیطان کو پیدا کرنا اور اوسکو مہلت دینا انسان کے بہکانے کی واسطے اوسکو قدرت دینا یہ سب اصلح کے خلاف ہی پس یہ سب توہمات دنیا ماخوذ قول سے اوسی اول سن قاس کے ہی کیونکہ شیطان کا ہونا بھی دور از مصلحت نہین ہی کہ اس سے امتحان ہر نیک و بد کا ہوتا ہی جو لوگ کہ انبیاء و اوصیا اور سُنین مخلصین ہین وہ شیطان کے قول پر عمل نہین کرتے پس

یہ امر باعث مزید اجر و حسنات کا اونکے ہوتا ہی اور جو لوگ دشمن انبیاؑ اور اوصیاؑ و اہلبیت اطہار ہین وہ بسبب اوسکے اغواکے مستحق انواع عذاب و نکال کے ہوتے ہین اور شیطان اور اتباع اوسکے اپنے سوء اختیار سے جہنم مین جاتے ہین اسمین خدا کے اوپر الزام نہین ہوسکتا اسلیے کہ خدا نے اِنکے ساتھ احسان کیا اور نعمتِ وجود بخشی مگر اِنھون نے باحسان فراموشی اپنے تئین قابل جہنم کیا خدا کا اسمین کیا قصور ہی

مسلک ہفتم مسئلۂ آلام و اعواض کے بیان مین جاننا چاہیے کہ

(در بیان آلام و اعواض)

یہ دار دنیا رنج و مشقت بلا و محنت سے خالی نہین ہی ضرور ہی کہ ہر فرد بشر اس دار فانی مین انواع آلام روحانی و جسمانی مین مبتلا ہو اور اس ابتلا مین بھی بہت مصالح خفیہ و جلیہ ہین پس یہ کوئی خیال نکرے کہ یہ امور خلاف اوسکے عدل کے ہین کہ اپنے بندونکو رنج و مصیبت مین مبتلا کرے کیونکہ جو مصیبت و رنج کہ بندونکو خدا کی طرف سے پہونچتا ہی وہ عین عدل و حکمت ہی کہ جسکا نفع خود بندونکی طرف عائد ہوتا ہی اوس رنج و مصیبت کا عوض اضعاف مضاعف بعض کو خدا دنیا ہی مین دیدیتا ہی اور بعض کو آخرت مین کہ جسکے مقابلہ مین یہ مصائب متلاشی اور مضمحل اور لاشیٔ اور باطل ہوجاتے ہین مثلاً ایک شخص کو تکلیف چند قدم چلنے کی دین اور فی قدم لاکھ روپے اوسکا عوض دین پس ایسی تکلیف کو عقلا نہایت مستحسن جانینگے البتہ یہ نہین ہوسکتا کہ خدا بندونکو مصیبت و بلا مین مبتلا کرے اور پھر کچھ عوض اوسکا دنیا یا آخرت مین نہ دے جیسا کہ حدیث مین ہی کہ تپ ایک شب کی کفارہ ہی گناہان گذشتہ و آیندہ کا

اور مثل اسکے بہت سی حدیثین ہین مخفی نرہے کہ جو لوگ انبیا و صلحا ہین اونکو جو مصیبت و رنج پہونچتا ہی تو وہ باعث اونکے زیادتی مدارج عالیہ کا ہوتا ہی اور جو لڑکے غیر مکلف مرتے ہین یا اونکو صدمہ پہونچتا ہی تو وہ باعث زیادتی اجر و ثواب ابوین کا ہوتا ہی جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہی

در نبوت

سبیل سوم نبوت مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور گیارہ مسلک ہین شعبہ تعریف نبی مین نبی وہ شخص ہی کہ جنس آدمی سے ہوا ور خدا کی جانب سے واسطے ہدایت کرنے خلق کے بلا واسطہ کسی آدمی کے بھیجا گیا ہوا ور اوسکو رسول بھی کہتے ہین مگر فرق یہ ہی کہ نبی اعم ہی اس سے کہ شریعت تازہ رکھتا ہو جیسے ہمارے پیغمبرؐ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہین یا شریعت تازہ نرکھتا ہو بلکہ شریعت سابقہ کا مروج ہو جیسے یحیی و زکریا و داؤد و سلیمان وغیرہم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین اور رسول وہ ہی کہ شریعت تازہ رکھتا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ نبی اعم ہی باین معنی کہ اوسکو احکام خدا بہر نہین خواہ حکم تبلیغ ہو یا نہین اور رسول جب ہوگا کہ حکم تبلیغ بھی ہو جیسا نبوت جناب رسول خداؐ قبل از خلقت آدم کنت نبیا و آدم بین الماء والطین اور رسالت حضرتؐ کو چالیس برسکے سن مین ہوئی

فرق در نبی و رسول

در وجوب بعثت

مسلک اول حسن بعثت اور اوسکے وجوب مین

جاننا چاہیے کہ نبی کا بھیجنا واسطے ہدایت خلق کے خدا کو ضرور و لازم ہی مگر نہ لزوم و وجوب شرعی کے طور پر بلکہ نظر بحکمت و مصلحت اوسکے بہت ضروری

کہ کسیکو واسطے ہدایت خلق کے بھیجے **اوّلاً** اسواسطے کہ انبیا کا بھیجنا لطف ہی اور ہم اوپر لکھ چکے کہ لطف نظر بحکمت و مصلحت خدا پر واجب ہی تا کہ خلائق گمراہی اور خسران ابدی و ہلاکتِ سرمدی سے بچے اسواسطے کہ اکثر ہی کہ عقل آدمی کی نیک و بد کے دریافت کرنیسے عاجز ہی اگرچہ حسن و قبح عقلی ہی باین معنی کہ لوازم ذاتی اشیا سے ہی کہ کبھی عقل بھی اوسکو ادراک کرلیتی ہی مگر یہ ضرور نہین ہی کہ عقل انسان کی کل امور کے حسن و قبح کو دریافت کرسکے ایسی حالت مین انسان کل امر کو نہین سمجھ سکتا کہ کون کون باتین اچھی ہین اور کون کون باتین بُری ہین کن کن باتونسے خدا خوش ہوتا ہی اور کن کن باتونسے خدا ناراض ہوتا ہی ایسی صورت مین ضرور ہوا کہ خدا کسی شخص کو بھیجے کہ وہ ہمکو نیک و بد امرونکو بتلائے کہ ہم بموجب اوسکے کہنے کے نیک کام کو کرین اور بد کام سے باز رہین ورنہ حجت خدا بندونپر تمام نہو جسوقت کہ وہ عذر کرین ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک و نکون من المؤمنین خداوندا کیون نہ بھیجا تونے ہماری طرف کسی رسول کو پس متابعت کرتے ہم تیری آیات کی اور ہوتے ہم ایمان لانیوالون سے

دوسری دلیل یہ ہی کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہی یعنے اپنے کامونمین اور زندگی کے بسر کرنیمین ایک دوسریکا محتاج ہی بغیر اجتماع و اعانت ایک دوسریکے انتظام دنیا درست نہین ہوسکتا مثلاً انسان محتاج ہی غذا و لباس اور گھر وغیرہ کا اور ہر کام کے واسطے انمین سے کسی نہ کسی شخص کا معین ہونا ضرور ہی کیونکہ غذا نہین مل سکتی جبتک کہ زراعت کرنا اور اوسکا کاٹنا اور صاف کرنا اوسکو پیسنا اور پکانا نہو اسی طرح لباس بھی نہین ملسکتا جبتک کہ روئی کا

بونا اوسکو صاف کرنا اور کاتنا اور بُننا اور سینا یہ سب نہوا اور گھر نہین ہو سکتا جبتک
کہ اسباب کا مہیا کرنیوالا اور بنانے والا اور مزدور وغیرہ نہون علی ہذا القیاس
بہت سے امور ہین جنکا انسان محتاج ہی پس اگر ایک شخص ان سب کا ہونکو
اپنے واسطے کرے تو یہ غیر ممکن ہی بعض ہی چیز کے حاصل کرنے مین عمر اوسکی تمام
ہو جائیگی پس ضرور ہوا کہ اپنے کامونمین کسی دوسرے کا محتاج ہوگا ایسی صورت
اجتماع و احتیاج بکدیگر مین ضرور گمان فتنہ و فساد کا آپسمین پایا جاتا ہی پس
ضرور ہوا کہ کوئی شخص ایسا خدا کی طرف سے بھیجا جاوے جو اون لوگون کے
واسطے ایک ضابطہ اور قاعدہ شرعیہ مقرر کرے تا بسبب اسکے ایک دوسرے پر
ظلم و تعدی نکرنے پائے جیسا کہ مبحث عدل مین بیان ہوا **تیسری دلیل**
حدیث مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ جس شخص
نے اس بات کو جانا کہ پروردگار عالم موجود ہی تو اس بات کو بھی سمجھیگا کہ وہ
پروردگار عالم رضا و غضب بھی رکھتا ہی اور اوسکی خوشنودی و غضب کو کوئی
نہین پہچان سکتا مگر وحی سے یا کسی رسول کے ذریعہ سے پس جس شخص کے واسطے
وحی نہین آتی اوسکو ضرور ہی کہ کسی پیغمبر کو تلاش کرکے پیدا کرے اور اوس سے
احکام خدا کو دریافت کرے پس جو امر باعث اوسکی خوشنودی کا ہی اوسکو
عمل مین لاوے جو باعث اوسکے غضب کا ہے اوسکو ترک کرے

در عصمت نبی

مسلک دوم نبی مین شرط ہی کہ معصوم ہو اور عصمت سے مراد یہ ہی
کہ لطف خدا سب امور مین اسطرح اوسکے شامل حال رہے کہ جسکے سبب سے
وہ کسی وقت خلاف مرضی خدا کے کوئی فعل عمل مین نہ لاوے اور یہی مذہب

۱ امامیہ اثنا عشریہ کا ہی کہ کل انبیا گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے قبل نبوت کے اور بعد نبوت کے عمداً اور سہواً ہر طرحسے پاک و معصوم ہین مگر اہلسنت عصمت مطلقہ انبیاؑ کے قائل نہین ہین اور قبل نبوت ہر گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو بلکہ کفر تک جائز جانتے ہین اور بعد نبوت کفر کو اور کبائر کو عمداً جائز نہین کہتے لیکن سہواً کبائر کو اور عمداً صغائر کو روا رکھتے ہین اور غیر امور تبلیغی مین کذب کو بھی جائز کہتے ہین چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے کذبات ثلاثہ کی حدیثون کو اپنے صحاح مین تصحیح کرتے ہین اسلیے کہ تعلق تبلیغ سے نہین رکھتے ہین صحاح اہلسنت مین ہی کہ حضرت ابراہیمؑ تین جھوٹ بولے ایک تو جب کفار نے اونکو عیدگاہ جانیکے واسطے کہا تو اونھون نے ستارونکو دیکھکر کہا انی سقیم مین بیمار ہون حالانکہ بیمار نہ تھے دوسرے حضرت سارہ کو کہا ھذہ اختی یہ بہن میری ہی حالانکہ وہ اونکی بی بی تھین تیسرے بتونکے معاملہ مین کہا بل فعلہ کبیرھم اس بڑے بت نے توڑا ہی حالانکہ خود توڑا تھا اور بعضے خطاے حضرت یوسفؑ کے قائل ہین کہ معاذ اللہ اونھون نے زلیخا سے زنا کا قصد کیا اور بعضے خطائے حضرت آدمؑ کے قائل ہین کہ اونھون نے باوجود ممانعت خدا کے دانۂ گندم کھالیا اور بعضے خطاے حضرت داؤدؑ کے قائل ہین کہ معاذ اللہ وہ زن اوریا پر عاشق ہوے اور اونکو بھیجکر قتل کرادیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑونکے دیکھنے مین ایسا محو ہوے کہ نماز قضا ہوگئی جب خیال ہوا تو گھوڑونکو بیگناہ قتل کرواڈالا الغرض کسی پیغمبر کو خطا سے نہین چھوڑا اور کتاب تحفیۃ الانبیا لکھی یہ سب فقط ثلاثہ کے کفر اور بت پرستی اور شراب خواری اور ناکاری کے عیب چھپانے کے لیے

- فی صحیح الترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ لم یکذب ابراہیم فی شیٔ قط الا فی ثلث قولہ انی سقیم ولم یکن سقیما وقولہ بل فعلہ کبیرہم ھذا حدیث حسن صحیح ۱۲ ص ۵۲۰ چھاپہ لکھنؤ

مگر ہمارے علمانے کتاب تنزیہ الانبیا لکسی اور سب باتونکی تاویل اور جواب بخوبی لکھے ہین مین نے بخیال طول کے اِس رسالہ مین نہ لکھا اور دلیلین عصمت انبیا کی عقلی ونقلی بہت ہین مین دو باتین مختصر کہتا ہون **ایک** تو یہ کہ اگر پیغمبر سے گناہ ہو تو اوسکے کسی قول اور فعل پر اعتماد نرہے پس امر ونہی و وعد و وعید پر اوسکے کچھ اعتبار نہو کیونکہ احتمال ہو کہ شاید اِنھون نے جھوٹ کہا ہو **دوسرے** اگر انبیا سے گناہ ہوا کرے تو اوسکی وقعت لوگونکی نظر و نہین باقی نرہیگی اور اوسکی نصیحت اثر نکریگی کیونکہ لوگ کہ سکتے ہین کہ خود فضیحت دیگر یرا نصیحت آپ تو خود یہ گناہ کرتے ہین ہمارے تئین کیا نصیحت کرتے ہین پس غرض بعثت انبیا سے مفقود ہو جائیگی اور نقض غرض لازم آئیگا اور ہم اوپر لکھ چکے کہ نقض غرض کار سفہا ہی نہ کار حکیم

مسلک سوم نبی کو چاہیے کہ عقل و ذہانت مین سب سے کامل ہو بیوقوف نہو نہین تو اوسکی طرف کوئی رغبت نکریگا اور اوسکے حکم کو کوئی نہ مانیگا اور نبی کو چاہیے کہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ متصف ہو جیسے عفت و شجاعت کرم و سخاوت حیا و غیرت رحم و مروت تواضع و مدارا خوف خدا و ترک دنیا وغیرہ و نیز پیغمبر مین ایسی باتین نہونی چاہئین جو باعث نفرت خلائق کا ہو جیسے کمذات ہو یا قوم رذیل سے ہو مثل حجام دھنیا جولاہہ وغیرہ کے اور ماں باپ بھی انبیا کے حضرت آدمؑ سے لیکر اوس نبی تک چاہیے کہ سب پاک و پاکیزہ صحیح النسب ہون کوئی زنازادہ نہو اور نبی کو چاہیے کہ عیوب ذاتی مثل غصہ و قساوت و بدخلقی و کینہ و حسد وغیرہ سے بھی پاک ہو اور

عیوب خلقی مثل کوری و گنگی و برص و جذام وغیرہ سے بھی بری ہو تاکہ لوگ
اوس سے نفرت نکرین اور فائدہ بعثت کا عبث نہو ھدایۃ
مخفی نرہے کہ یہ بات اجماع اماسیہ سے ہی کہ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مان باپ تا آدم سب مسلمان و موحد
تھے کافر و مشرک نتھے جیساکہ اہلسنت قائل ہین کہ پیغمبر خدا کے مان باپ
کافر تھے پس معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد پیغمبر خدا کے لیے بھی ایک قسم کا کفر یعنے
کفر تبعی جو کفار کے لیے کونکے لیے ہوتا ہی ثابت کرتے ہین حالانکہ باجماع امت ہمارے
پیغمبر ہر طرحکے کفر سے بری تھے کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین کو
دیکھو اور کفر تبعی کو دیکھو علاوہ اِسکے یہ حدیث متفق علیہ ہی کہ خود حضرتؐ نے
فرمایا لم یزل ینقلنی اللہ من اصلاب الطاہرین الی ارحام المطہرات
یعنے برابر خدا مجکو نقل کرتا رہا اصلاب طاہرین سے طرف ارحام مطہرات کے
اور قرآن مین جو حضرت ابراہیمؑ کے باپ کو خدا نے آزر کہا ہی (جو کافر تھا) تو
مجازاً کہا ہی کیونکہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارخ تھا اور وہ مسلمان تھے
اور آزر چچا تھا چونکہ تارخ ارکپن مین حضرت ابراہیمؑ کے مرگئے تھے اس سبب سے
آزر نے پرورش کیا تھا اسوجہ سے وہ اوسی کو باپ کہا کرتے تھے جیسا کہ
مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس مین اقرار کیا ہی اور کتب سیر و تواریخ
سے بھی ظاہر ہوتا ہے

مسلک چہارم بیان مین پہچاننے نبی کے جاننا چاہیے کہ طریقہ

پیغمبرونکے پہچاننے کا اور دعوی نبوت مین صادق ہونیکا یہ ہو کہ اونکے ہاتھ

تعریف معجزہ

معجزات اور خوارق عادات موافق دعوی کے ظاہر ہون اور معجزہ وہ ہی
جسکا واقع ہونا طاقت بشری سے باہر ہو تاکہ لوگ ایسے امر عجیب کو دیکھکر اوسکی
تصدیق کرین اور سمجھین کہ بیشک یہ شخص واسطے ہدایت کے خدا کی طرف سے
بھیجا ہوا ہی اور شعبدہ اگرچہ عوام لوگونکی عادت کے خلاف ہی مگر جو لوگ
اوس پیشہ کے ہین اونکے نزدیک یہ سب باتین بہت سہل و آسان ہین اور
سحر کو بھی معجزہ نہین کہہ سکتے اسلیے کہ سحر اگر مقام معجزہ مین موثر ہو تو لازم آوے
کہ خدا تصدیق کاذب کی کرے اور تصدیق کاذب قبیح ہی اور ہم ثابت کر چکے
کہ خداوند عزوجل ہر قبیح سے منزہ ہی اسی واسطے ضرور ہی کہ سحر مقابلہ مین معجزہ کے
نہ چل سکے بلکہ خدا اوسکو اپنی قدرت سے باطل کر دے تاکہ نبی اپنے دعوی مین
جھوٹھا نہونے پائے جسطرح فرعونیون نے حضرت موسےٰ کے مقابل مین رسی کا
سانپ بنایا مگر حضرت موسےٰ نے جب اپنے عصا کو ڈالدیا تو وہ اژدہا ہوگیا
اور سب سانپونکو چٹکر کھا گیا اوسوقت وہ سب ساحر ایمان لائے اور

حکایت مسیلمہ کذاب

موافق دعوی کے اسواسطے قید کی تاکہ اگر موافق دعوے کے اوس سے
معجزہ ظہور مین نہ آوے تو وہ نبی نہین ہی اپنے دعوے مین جھوٹھا ہی جیسے
مسیلمہ کذاب کی نقل مشہور ہی کہ اوس سے کسینے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک کنوئین
مین جسکا پانی بالکل خشک ہوگیا تھا آب دہن ڈالدیا فوراً پانی نکل آیا اوسنے
کہا ہم بھی ایسا کر سکتے ہین غرض ایک کنوئین مین جسمین تھوڑا پانی رہگیا تھا
اوسنے اپنا تھوک ڈالدیا جسقدر اوسمین پانی تھا وہ بھی خشک ہوگیا
اسی طرح کسینے اوس سے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک شخص کانے کے واسطے

دعا کی اوسکی آنکھ روشن ہوگئی اوسنے بھی ایک کانے کو بُلا کر اوسکے واسطے
دعا کی جو آنکھ اچھی تھی وہ بھی جاتی رہی اِس سے ظاہر ہوا کہ خارق عادت
مدعی نبوت سے چاہیے کہ موافق اوسکے دعوے کے بتائید ربانی ظہور مین آوے
جیسے مُردونکا زندہ کرنا پانی کے اوپر چلنا ماہتاب کو دو ٹکڑے کرنا اور
مثل اِسکے یہ سب امور بیشک دلیل اوسکی حقیت اور صدق دعوے کی
ہونگی اگر ایسا ہوتا تو کبھی خداوند عالم جھوٹے شخص کے ہاتھ سے ایسے امور
ظاہر نکرتا کیونکہ اس سے گمراہی خلائق کی متصور ہی پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ
خداوند عالم اپنے بندونکو گمراہی مین ڈالدیتا اِس سے ثابت ہوا کہ خرق عادت
بلا دعوی حقیت کفار اور غیر کفار سے بھی ہو سکتا ہی پس اگر کافر سے خرق عادت
ہو تو اوسکو استدراج کہتے ہین قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من
حیث لا یعلمون ونملی لھم ان کیدی متین پس ہو سکتا ہی کہ بنظر
بعض اعمال حسنہ کے جو کفار سے ہوے ہون جناب باری اونکو کوئی خرق
عادت عطا کرے لیکن ضرور ہی کہ بادعوے حقیت وہ خرق عادت نہ چل سکے
ورنہ تصدیق کاذب لازم آویگی وہو محال اور اگر کسی مومن سے خرق عادت
ہو تو اوسکو کرامت کہتے ہین جیسا کہ محقق طوسی نے لکھا ہی وکرامات
الاولیاء حق مگر اولیاء اہلسنت چونکہ کلام اونکے ایمان ہی مین ہی پس اگر
کوئی خرق عادت اونسے فرض بھی کیا جائے تو وہ داخل استدراج ہوگا
بعض علمائے اہلسنت نے اِسکی تصریح کی ہی کہ مدعی الوہیت سے خرق عادت
ہو سکتا ہی اسلیے کہ جسم وجسمانی کا آلہ ہونا بداہتہ عقل باطل ہی پس محل اشتباہ

وکرامات اولیاء اہلسنت

نہین ہی خلاف مدعی نبوت بکذب کہ اوس سے اگر خرق عادت ہو سکے تو موجب اشتباہ ہوگا اور تصدیق کا ذب کہ امر قبیح ہی لازم آویگی انتہی محصل ما قال آپ مین کہتا ہون کہ پیران اہلسنت تو اکثر مدعی الوہیت ہین حضرت پیران پیر سبحانی ما اعظم شانی فرماتے تھے منصور حلاج انا الحق کہتا تھا بایزید بسطامی لا الہ الا انا ہا فاعبدون کہتا تھا مولوی روم فرماتے ہین ؎

گفت ستانہ عیان آن ذوفنون		لا الہ الا انا ہا فاعبدون

اور اسی طرح ؎

نیست اندر جبہ ام غیر از خدا		چند جوئی در زمین و در سما

غرض اسی طرح کے بہت اقوال کفر و زندقہ کے مشہور اور معروف ہین ہم نہین سمجھتے کہ قول فرعون انا ربکم الاعلے اور ان اقوال کفر و ضلال مین کیا فرق ہی الحاصل جب مدعی الوہیت سے خرق عادت جائز ہی تو ان حضرات سے بھی جائز ہو سکتا ہی اور اصل یہ ہی کہ ان دعوون مین حضرات اہلسنت سچے نہین ہین بلکہ بمقتضاے پیران نمے پرند مریدان مے پرانند انکے معتقدین نے جھوٹھ جھوٹھ اپنے دل سے گڑھے ہین اور منتہی سبکا طرف تذکرۂ فریدالدین عطار اور نفحات جامی کے ہوتا ہی پس دعوی تواتر کا بھی کذب محض ہی

مسلک پنجم بیان مین نور محمدی ؐ اور حالات آبا و اجداد آنحضرت تک

حدیث مین ہی کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری پہلے جس چیز کو خداوند عالم نے پیدا کیا وہ ہمارا نور تھا اور نسب نامہ آنحضرت کا اسطرح سے ہی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

بیان نور محمدی ؐ

بن مرّہ بن کعب بن لوئے بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن
خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد
بن اود بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن البنت بن حمل بن قیدار بن
اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن شروع بن ارغو بن فالغ بن
عابر بن شالخ بن ارفحشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ
بن الیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم اور قصہ
پدر بزرگوار کا اونحضرت کے یہ ہی کہ جب اہل کتاب نے بعض علامات سے
پہچانا کہ پیغمبر آخر الزمان انھین کے صلب سے پیدا ہونگے تو درپئے عداوت
اور اونکے مار ڈالنے کے ہوے اور وہ لوگ ہر روز اونسے آثار غریبہ و امور
عجیبہ مشاہدہ کیا کرتے تھے ہرچند وہ لوگ درپئے ہلاکت ہوے مگر کبھی اون
حضرت پر ظفر نہ پائی ایک روز عبداللہ شکار کے واسطے گئے بہت سے
اہل کتاب تلوارین لیے شام کی طرف سے اونکے مارنیکے واسطے پہونچے وہب
بن عبد مناف جو حضرت آمنہ کے باپ تھے وہ اوس صحرا مین موجود تھے
اونھون نے دیکھا کہ بہت سے سوار عجیب قسم کے جنکی شکلین دنیا کے لوگون سے
علاوہ ہین غیب سے ظاہر ہوے اور اون دشمنونکے شر سے عبداللہ کو
بچا دیا وہب یہ حال دیکھکر گھر آئے اور اپنی بی بی سے کہا مین چاہتا ہون
کہ آمنہ کا عقد عبداللہ کے ساتھ کردون غرض کسی دوست کے واسطہ
سے عبدالمطلب کے پاس پیام بھیجا اونھون نے قبول کیا اور آمنہ کا عقد
ساتھ عبداللہ کے کر دیا اور عبدالمطلب جو اونحضرت کے دادا تھے اونکا نام

شیبۃ الحمد تھا وہ بیٹے حضرت ہاشمؑ کے تھے منقول ہی کہ جب حضرت ہاشمؑ نے مدینہ مین
سلمیٰ سے جو حسن و جمال صوری و معنوی مین یکتاے روزگار تھین عقد کیا تو نطفۂ
طیبۂ عبد المطلب کا رحم طاہر مین سلمی کے قرار پایا پس نور محمدی پیشانی سے
سلمیٰ کے اسطرح چمکتا تھا کہ سب عورتین دیکھنے کے واسطے آتی تھین اور اوس
نور کو دیکھکر حیران ہوتی تھین اور جس درخت و کوہ و سنگ وغیرہ کے پاس سے
گذرتی تھین تو اوس سے آواز السلام علیك یا خیر البشر کی آتی تھی
سلمیٰ ان عجائبات کو دیکھکر حضرت ہاشم سے بیان کرتی تھین اور اپنی قوم سے
چھپایا کرتی تھین یہانتک کہ ایک شب کو ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہی اے سلمیٰ
تجکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھے ایسا فرزند دیا کہ جو سب اہل شہر و اہل صحرا سے
بہتر ہی بعد چند روز کے حضرت ہاشم نے سفر کیا چلتے وقت سلمی سے کہا ہم تمکو وہ امانت
سونپے جاتے ہین جو خدا نے حضرت آدمؑ کو سپرد کیا اور آدمؑ نے شیثؑ کو
اسیطرح ایک دوسرے کو سپرد کرتا آیا ہی اب مین اوس نور کو تمھارے سپرد کرتا ہون
تم اوسکی حفاظت کرنا اگر ہماری غیبت مین وہ لڑکا پیدا ہو تو تمکو چاہیے کہ دل
وجان سے زیادہ اوسکو عزیز رکھو اور حتی الوسع اوسکو حاسدونکی نظر سے اور
دشمنونکے شر سے بچانا اگر مین سفر مین مرگیا تو تم اوس لڑکے کی پرورش کرنا
جب جوان ہو تو اوسکو مکہ مین اوسکے چچا کے پاس پہونچا دینا سلمیٰ نے قبول کیا
بعد اسکے اپنے بھائیونسے بھی چند وصیتین کین اور شام کی طرف روانہ ہوے
جب وہان پہونچے اور شغل تجارت سے فارغ ہوے چاہا کہ مدینہ مین واپس
آوین کہ موت نے مہلت ندی یہان جب وقت وضع حمل سلمیٰ کا قریب پہونچا

تو اونھون نے ہاتف کی ایک آواز سُنی کہ ای سلمی اِس مولود کو لوگونکی نظر و نسے
بچانا کیونکہ اِسکی ذات سے بہت سے لوگ فیضیاب ہونگے سلمی نے ویسا ہی کیا
دروازونکو بند کر دیا پس شیبۃ الحمد پیدا ہوے کہ نور محمدی اونسے چمک رہا تھا
جب پیدا ہوے اوسی وقت تبسم کیا جب سلمی نے گود مین لیا تو اونکے سر مین
سفید بال دیکھے اِسی سبب سے اونکا نام شیبۃ الحمد رکھا اور سلمی نے اِنکی ولادت کو
لوگونسے پوشیدہ کیا ایک مہینے کے بعد جب عورتون نے سنا تو مبارکباد دینے کو آئیں
اوس لڑکے کے حالات عجیبہ کو دیکھکر تعجب کرتی تھین جب دو مہینے کے ہوئے تو
پیرون سے چلے سب یہودی دیکھکر حسد سے بہت غمگین اور بیتاب ہوتے تھے
کیونکہ جانتے تھے کہ عنقریب نور محمدیؐ اِس لڑکے سے ظاہر ہوگا اور اِن لوگونکے
دین کو برباد کریگا الغرض روز بروز قوت و شوکت اور متانت و فصاحت
اونکی زیادہ ہوتی جاتی تھی جب جوان ہوے تو اپنے چچا کے یہان پیام بھیجا کہ
تم اپنی ذریت سے غافل ہوا ور کچھ خبر نہین لیتے اور اپنے گھر کا چراغ دوسرونکے
گھر مین جلاتے ہو پس مُطلبؔ اوسی وقت سوار ہوکر مدینہ کی طرف روانہ ہوے
جب وہان پہونچے تو شیبۃ الحمد کو لڑکونکے ساتھ کھیلتے دیکھا اوس نور کے سبب سے
پہچانا اور اونٹ کو بٹھایا جب قریب آئے تو شیبہ نے کہا آپ میرے چچا معلوم
ہوتے ہین اونھون نے کہا ہان مین ہون مطلب اور اونکو اپنے ساتھ سوار
کرکے مکہ روانہ ہوے شیبہ نے کہا ای چچا جلد چلو ایسا نہو کہ ہماری مانکے عزیز
سن پائین اور جانے نہ دین یا یہود خبر پائین اور آزار پہونچائین اونھون نے
کہا تم اِسکی فکر نکرو خدا بچانے والا ہی جب یہود یونکو یہ خبر معلوم ہوئی تو ستر

آدمیون نے مسلح ہو کر تعاقب کیا جب گھوڑونکی ٹاپونکی آواز کان مین پہونچی
تو شیبہ نے کہا اے چچا دوسرے راستہ سے چلو اونھون نے کہا تمھاری پیشانی کا
نور ایسا ہی کہ جدھر جائینگے اوسکے ذریعہ سے لوگ پہونچ جائینگے خلاصہ تین تہ
کپڑا کرکے پیشانی کو چھپایا مگر وہ نور نہ چھپا تب شیبہ نے اپنے چچا سے کہا ہمکو اوتار دو
اور قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو جب زمین پر اوترے تو سجدہ کیا اور خدا سے
دعا کی جب وہ یہودی قریب پہونچے تو ایسا رعب غالب ہوا کہ کچھ ضرر نہ پہونچا سکے
آخر سب کہنے لگے یہ برکت ہمارے شہر سے لیے جاتے ہو شیبہ کو ہمکو دیدو کہ اونکی
ماں کے پاس پہونچا دین مطلب نے کہا ایسا نہوگا ہم تمھارے مکر کو خوب جانتے
ہین آخر وہ لوگ پھرے پھر بعضے کہنے لگے اِنھون نے سحر کیا کیا سوچ کر ہم آئے تھے
اور کیا ہو گیا دوسری مرتبہ پھر تلوارین کھینچکر اون سبنے دونون بزرگوارون پر
حملہ کیا مطلب نے بھی تیر و کمان اپنا ہاتھ مین لیا اور چند یہودیونکو واصل جہنم کیا
آخر ایک دفعہ سب ٹوٹ پڑے مطلب بھی خدا کا نام لیکر اونسے لڑتے جاتے
تھے اور شیبہ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ یکایک دور سے ایک غبار پیدا ہوا اور
گھوڑونکی آواز اور ہتھیارونکی جھنکار کان مین پہونچی دیکھا کہ شجاعان اوس
و خزرج قوم سلمی سے شیبہ کی تلاش مین چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب یہودی
بھاگ گئے سلمی نے مطلب سے کہا تم کون ہو جو میرے لڑکے کو لیے جاتے ہو
اونھون نے کہا مین اسکا چچا ہون سلمی نے کہا تب تمکو اختیار ہی شیبہ نے
روکر کہا اے مادر مہربان تمھاری مخالفت سے مجکو خوف معلوم ہوتا ہی مگر
خانۂ خدا کی مجاوری کا بھی نہایت اشتیاق ہی سلمی نے روکر کہا خیر جاؤ مگر ہمکو

بھول نہ جانا غرض مطلب شیبہ کو ساتھ لیکر مکہ پہونچے نور جمال سے اونکے تمام کوہ و صحرا روشن ہوگیا لوگونکو نہایت تعجب ہوا مطلب کے پاس آکر پوچھنے لگے یہ کون شخص ہی جسکو آپ اپنے ساتھ لائے ہین اونھون نے مصلحتاً کہا یہ ہمارا غلام ہی اِسی سبب سے شیبہ کو لوگ عبد المطلب کہا کرتے تھے آخر الامر بہت دنون تک یہ بات پوشیدہ رہی اور لوگ اوس نور کو دیکھکر تعجب کیا کرتے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہی پیغمبر آخر الزمانؐ کے دادا ہین جب مطلبؓ نے انتقال کیا تو ریاست مکہ کی عبد المطلبؓ کے ساتھ قرار پائی اور اہل مکہ سب مطیع و فرمانبردار ہوئے اور بہت تعظیم و احترام کیا کرتے تھے یہانتک کہ ابرہہ بن الصباح بادشاہ حبش نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ کو گرا دے جب مکہ مین پہونچا تو وہان کے لوگون کا اسباب لوٹ لیا منجملہ اونکے عبد المطلبؓ کے اونٹونکو بھی لے لیا عبد المطلب اوس بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب عبد المطلب پر اوسکی نظر پڑی تو اونکے حسن اور نور و دبدبہ سے نہایت متعجب ہوا کہنے لگا تمھارے آبا و اجداد مین بھی یہ حسن و جمال تھا اونھون نے کہا البتہ ابرہہ نے کہا بیشک تم لوگ شریف خاندان اور سردار قوم ہو پس اونحضرت کو اپنے تخت پر بٹھایا آوسکے پاس ایک بہت بڑا ہاتھی سفید رنگ کا تھا جسکو انواع و اقسام کے زر و جواہر سے آراستہ کیا تھا اور اوسکی وجہ سے سب بادشاہون پر فخر کیا کرتا تھا اوس ہاتھی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے سامنے طلب کیا جب عبد المطلبؓ کے پاس آیا تو اونکو سجدہ کیا اور کبھی اپنے بادشاہ کو اوسنے سجدہ نکیا تھا اور قدرت خدا سے وہ فیل کہنے لگا سلام ہو تجھپر اے نور برترین خلائق تحیین صاحب عزت

وشرف ہو کبھی کسی سے مغلوب نہوگے جب ابرہہ نے یہ سب دیکھا تو ڈرا اور حکم دیا
کہ اس ہاتھی کو یہانسے لیجاؤ اور عبدالمطلب سے کہا تم کسواسطے یہان آئے ہو
جو مطلب ہو بیان کرو اونھون نے کہا ہمارے اونٹ تیرے لشکر نے لوٹ لیے
ہین اونکو واپس کردے ابرہہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اپنے مال کے طالب ہوئے
اور وہ گھر جو تمھارا مایۂ فخر ومباہات ہی اور مین اوسکے گرانے کے لیے آیا ہون تمنے
اوسکے بارہ مین مجھ سے کچھ نکہا حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ انا ربّ المال
وللبیت ربّ اخر یعنے مین مالک مال ہون اسلیے اوسکا طالب ہون اور
اِس گھر کا یعنے خانۂ کعبہ کا ایک مالک دوسرا ہی کہ اگر اوسکا جی چاہیگا تو بچالیگا
اِس کلام سے اوسکے دلمین ایک رعب چھایا الغرض ابرہہ نے وہ سب اونٹ منگادیے
بعد اسکے وہی سفید ہاتھی لیکر لشکر گران کے ساتھ خانۂ کعبہ کے گرانے کے واسطے چلا
جب وہ ہاتھی قریب خانۂ کعبہ کے پہونچا لیٹ گیا ہرچند اوسکو مارا مگر وہانسے
نہ ہلا اور ایک روایت مین ہی کہ جب وہ ہاتھی قریب درِ مسجد کے پہونچا تو عبدالمطلب
نے اوس سے کہا تو جانتا ہی کہ کسواسطے تجکو یہان لےآئے ہین اوسنے سر ہلایا کہ نہین
اونھون نے کہا تجکو لے آئے ہین کہ خانۂ خدا کو تجھ سے گرادین آیا تو گرا دیگا
اوسنے سر ہلا کر کہا نہین آخر ہرچند اون لوگون نے کوشش کی اور اوس
ہاتھی کو مارا مگر اوسنے وہانسے آگے قدم نہ بڑھایا آخر اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
اوسوقت خدا نے بہت سے چڑے بشکل خطاف جسکو عوام مین ابابیل کہتے ہین
دریا کی طرف سے بھیجے کہ ہر ایک کے ساتھ تین سنگریزے مسور کے برابر تھے ایک
چونچ مین اور ایک ایک چنگل مین وہ سب طیور اون لوگونکے سر و بر اوڑ رہے تھے

جسکے سر پر وہ سنگریزہ گرتا تھا نیچے سے نکل جاتا تھا اور وہ فوراً ہلاک ہوجاتا تھا
ابرہہ کے بدن پر بھی بہت سنگریزے گرے جس سے بدن اوسکا پارہ پارہ ہوگیا
اور واصل جہنم ہوا واضح ہو کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب
مین لکھا ہی کہ جب عبداللہؓ کی شادی آمنہؓ کے ساتھ ہوگئی تو دو سو عورتین حسرت
سے عبداللہ کے مرگئین اور جب اوس نور کے جدا ہونیکا زمانہ قریب ہوا تو ایسی
چمک اوسمین پیدا ہوئی کہ کسی کی نظر جہان پر عبداللہؓ کے نہین ٹھہرتی تھی اور جس
درخت اور پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ اونکو سجدہ کرتا تھا اور جب عبداللہؓ نے
انتقال کیا تو پیغمبر خدا دو مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ابھی پیدا ہی نہین
ہوے تھے اور جب حضرت آمنہؓ نے انتقال کیا تو سن حضرت کا چار برس کا تھا
اور بعضون نے چار مہینے کا کہا ہی اور صغر سن مین حضرت کے مان باپ کے
انتقال کر جانیکی یہ مصلحت تھی کہ مان باپ کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہی
پس کیونکر ہوسکتا تھا کہ پیغمبر ہوکر غیر کی اطاعت کرتے بلکہ غیرونکو چاہیے کہ پیغمبر
کی اطاعت کرین اسی واسطے خدا نے حضرت رسول کے مان باپ کو سن
طفولیت مین اوٹھا لیا اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ مکہ معظمہ مین خانہ
کعبہ کے آگے سوائے عبدالمطلب کے کسی دوسرے کے واسطے مسند نہین
بچھائی جاتی تھی اور اونکے لڑکونسے بسبب اونکے دبدبہ اور بزرگی کے
کوئی اوسپر نہین بیٹھ سکتا تھا مگر جب حضرت رسول آتے تھے اور اوس
مسند پر بیٹھ جاتے تھے تو اونکے اعمام چاہتے تھے کہ منع کرین اوسوقت
عبدالمطلب کہتے تھے چھوڑ دو اس میرے فرزند کو کہ یہ بہت بڑا شخص ہی

ولادت والدین آنحضرت ؐ

عقد

عنقریب تم لوگونکا سردار ہوگا اور بہت جلد تمام خلق کا پیشوا ہوگا پس
عبدالمطلب اونحضرت کو اپنی گود مین بٹھا لیتے تھے اور شفقت سے پیٹھ پر ہاتھ
پھیرتے تھے اور بار بار بوسہ دیتے تھے اور پیار کرتے تھے چونکہ عبداللہؑ اور ابوطالبؑ
ایک ماں سے تھے اس سبب سے عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ سے کہا کہ بھتیجا
تمھارا بہت بڑا شخص ہی تم اسکی حفاظت کرنا کیونکہ یہ لڑکا یتیم ہی ماں باپ اسکے
نہین ہے تمھین اسکے حال پر مہربان رہنا کہ کوئی اسکو ضرر نہونچا سکے خلاصہ جب
وقت وفات عبدالمطلب کا قریب پہونچا تو حضرت کو سینہ پر بٹھایا اور بوسہ لیا
اور رونے لگے اور ابوطالبؑ سے کہا کہ تم اسکی حفاظت کرنا اور اپنا پارۂ جگر
سمجھنا جب اسکی ترقی کا زمانہ ہو تو تم اسکی پیروی کرنا اور جان و مال سے
اسکی مدد کرنا ابوطالب نے قبول کیا اور ان سب باتونکا عہد کیا اوسوقت
روح نے عبدالمطلبؑ کی مفارقت کی اور سن پیغمبر خداؐ کا اوسوقت آٹھ نو
برس کا تھا پس ابوطالبؑ نے اونحضرتؐ کو اپنے سینے سے لگایا اور رات

وفات عبدالمطلب و وصیت بہ آنحضرتؐ

دن مین کبھی ایک ساعت بھی اونسے جدا نہوتے تھے بلکہ اپنے پہلو مین سلاتے
تھے اور ہر بات کا خیال رکھتے تھے واضح ہو کہ بنا بر مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے
حضرت ابوطالب بڑے مومن پاک اعتقاد تھے معاذاللہ کبھی کافر نہ تھے جیساکہ
اہلسنت کا پندار ہی اور ملت ابراہیم پر تھے اور وصی عبدالمطلب کے تھے جیساکہ
کل آبائے طاہرین اونکے اوصیائے حضرت اسمٰعیلؑ سے تھے اور یہ بات اکثر
احادیث سے ثابت ہی چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسیںنے کہا کہ وہ
لوگ یعنے مخالفین گمان کرتے ہین کہ ابوطالب کافر تھے حضرت نے فرمایا

بیان ایمان ابوطالبؑ

وہ لوگ جھوٹے ہین ہمین دیکھتے کہ ابو طالب رضہ خود کہتے ہین ؎

الم تعلموا انا وجدنا محمدا	نبیا کموسیٰ خط فی اول الکتب

یعنے ابو طالب کفار اور یہود سے کہتے ہین کہ تم لوگ نہین جانتے کہ ہمین نے محمدؐ کو نبی پایا جسطرح موسی نبی تھے اور اونحضرت کی نبوت اگلی کتابون مین لکھی ہوئی ہی اور توریت اور انجیل مین بھی موجود ہی اور قصائد غرا حضرت ابو طالب کے تعریف رسول خدا مین کتب مخالف و موالف مین موجود ہین کہ جنکے لفظون سے سراپا ایمان ٹپکتا ہے۔

مسلک ششم بیان مین احوال ولادت باسعادت اونحضرت صلعم تکے

احوال ولادت آنحضرت صلعم

ابو طالب رضہ سے منقول ہی کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک شب مین حجر اسمٰعیل مین سویا تھا کہ ایک خواب عجیب ہولناک دیکھا جب وہانسے چلا تو راہ مین ایک کاہنہ سے ملاقات ہوئی اوسنے دیکھکر کہا تمھارا یہ کیا حال ہی کیون کانپ رہے ہو چہرہ کا رنگ کیون متغیر ہی مین نے کہا ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہی کہ ایک درخت میری پیٹھ مین سے نکلا اور اتنا بڑھا کہ سر اوسکا آسمان تک پہونچگیا اور شاخین اوسکی مشرق سے مغرب تک پھیل گیئن اور اوس درخت سے ایسا نور چمکتا تھا کہ سب عرب و عجم اوسکو سجدہ تعظیمی کرتے تھے اور یوماً فیوماً نور اوس درخت کا بڑھتا جاتا تھا کچھ لوگ قریش سے چاہتے تھے کہ اوس درخت کو اوکھاڑ کر پھینک دین جب اوسکے قریب جاتے تھے تو ایک جوان خوشرو پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے پہونچ جاتا تھا اور اون سبکی کمر کو توڑ دیتا تھا اور آنکھین نکال لیتا تھا پس

احوال عبد المطلب رضہ

مین نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ ایک شاخ کو اوسکی پکڑون اوس جوان نے منع کیا
اور کہا تمہارا حصہ اسمین نہین ہی مین نے کہا درخت میرا ہی اور میرا حصہ نہین ہی
اوسنے کہا یہ حصہ اون لوگونکا ہی کہ جو اس درخت سے لٹکے ہوے ہین یہ خواب
دیکھکر مین چونک پڑا بہت خائف ہوا آوس کاہنہ نے جب یہ سُنا رنگ اوسکا
متغیر ہوگیا کہنے لگی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہارے صُلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا
جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا بعضون نے کہا ہی کہ وہ جوان
خوشرو حضرت ابوطالبؑ تھے جو اپنی زیست تک شر کفار سے جناب رسول خداؐ
کے حافظ رہے لیکن ہمارے علماے موثقین فرماتے ہین ہوسکتا ہی کہ اوس
جوان سے مراد غالب کل غالب حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام ہون
کہ ہر وقت پیغمبر خداؐ کے معین و مددگار رہے برابر شر کفار سے بچایا کیے ہمیشہ
لڑائیون مین اونحضرت کی سپر رہے شجاعانِ عرب کی کمر توڑی کفر کو بیخ و بُن سے
کندہ کیا بتونکو توڑا کسی لڑائی سے مثل ثلاثۂ فرارین کے منھ نہ موڑا خلاصہ ولادت
باسعادت اون حضرت کی جمعہ کے روز سترھوین ربیع الاول کو واقع ہوئی
جس سال اصحاب فیل ہلاک ہوے تھے اور وہ زمانہ بادشاہ نوشیروان کا تھا
کہ حضرت فرمایا کرتے تھے مین پیدا ہوا زمانہ مین بادشاہ عادل کے حدیث مین
ہی کہ شب ولادت اونحضرت کی شیطان آسمان پر جانیسے منع کیا گیا
اور پہلے ابلیس ساتون آسمان تک جاتا تھا اور آسمان کی خبرین سُنا کرتا تھا
اور جو لوگ اوسکی پرستش کرتے تھے اونمین کو کاہن کہتے تھے وہ خبرین
اونسے کہا کرتا تھا جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوے تین آسمان سے منع کیا گیا

چار آسمان تک جایا کرتا تھا جب حضرت رسولؐ پیدا ہوے تو کل آسمانون سے
منع کیا گیا اور تیر شہاب سے آسمان سے نکالا گیا اسی وجہ سے جب حضرت پیدا ہوے
تو کاہنونکا علم جاتا رہا اور جبی ساحرونکا سحر کمزور ہوگیا اور دنیا مین جتنے بت تھے
اوس رات کو سبکے سب منھ کے بل گر پڑے اور طاق کسریٰ جو ایسا مستحکم بنا تھا کہ
ابھی تک کسی قدر باقی ہی وہ لرزہ مین آیا اور چودہ کنگرے اوسکے گر گئے اور دریاے
اوسکے شق پڑا جو ابھی تک موجود ہی اور جو مکان کنارے دجلہ کے اوسنے بنایا تھا
وہ گر گیا اور تہ آب ہوگیا اور دریاچہ ساوہ جو قریب کاشان کے ہی اور اوسکو
لوگ پوجا کرتے تھے خشک ہوگیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا
اور رودخانہ ساوہ جو برسون سے خشک پڑا تھا اوسمین پانی جاری ہوا اور اوس
شب مکہ کی طرف سے ایک ایسا نور پھیلا کہ تمام عالم کو گھیر لیا اور سب بادشاہونکے
تخت سرنگون ہوگئے اور کل بادشاہ اوس روز گونگے ہوگئے بات نہین کر سکتے
تھے اور سب فرشتے اور پیغمبرونکی روحین حضرت کی پیدایش کے وقت موجود
ہوئین اور رضوان خازن بہشت بھی حوریونکے ساتھ نازل ہوا اور آفتابہ
اور طشت سونے چاندی کا حاضر کیا اور بعد پیدایش کے بہشت کے پانی سے
غسل دیا اور عطر فردوس سے معطر کیا اور پیٹھ پر آنحضرتؐ کی مہر نبوت کی اور
ابریشم سفید جو بہشت سے لائے تھے اوسمین حضرت کو لپیٹا سب فرشتون نے
آنحضرت پر سلام کیا صفیہ بنت عبد المطلب کہتی ہین جب وہ حضرت زمین پر
آئے اور سر اوٹھایا تو کہا لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ اور وہ گھر
نور سے آنحضرت کے روشن ہوگیا جب مین نے چاہا کہ اونکو غسل دون

آواز آئی ای صفیہ تکلیف مت کرو ہمنے اسکو پاک و پاکیزہ بھیجا ہی اور وہ حضرت
مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوے تھے اور اونکی پیشہ پر یہ لکھا ہوا تھا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ بہرکیف جب حضرت چار مہینے کے ہوے تو اونکی
مان نے انتقال کیا حضرت نے اوس صدمہ سے تین روز تک کچھ نہ کھایا برابر
روتے رہے عبد المطلب بہت بیچین ہوے اپنی لڑکیونکو عاتکہ اور صفیہ کو بلا کر
کہا اس لڑکے کو چپ کراؤ اور کوئی دائی تلاش کرو غرض سب عورتین بنی ہاشم
کی آئین مگر حضرت نے کسی کا دودھ نہ پیا یہانتک کہ چار سو ساٹھ عورتین بزرگان
قریش سے جمع ہوئین مگر کسی کا دودھ نہ پیا عبد المطلب یہ حال دیکھکر بہت غمگین
ہوے اور گھر سے باہر نکلکر کعبہ مین آئے عقیل ابن ابی وقاص جو ایک مرد پیر تھا
اوسنے عبد المطلب سے تشویش کی وجہ پوچھی اونھون نے وجہ بیان کی
عقیل نے کہا عبد اللہ بن حارث کی بیبی حلیمہ بڑی عورت بارسا اور صاحب
عفت و شرافت ہی وہ دودھ رکھتی ہی عبد المطلب نے فوراً اپنے غلام
شمردل کو اونٹ پر سوار کرکے قبیلۂ بنی سعد کی طرف جو مکہ سے دس کوس تھا
روانہ کیا اور کہا بہت جلد عبد اللہ بن حارث کو ہمارے پاس حاضر کر غرض وہ
گیا اور تھوڑی دیر مین عبد اللہ کو اپنے ساتھ لے آیا عبد المطلب نے اوسکو گلے سے
لگایا اور پہلو مین بٹھایا اور کہا مین نے اسواسطے تجکو بلایا ہی کہ محمد میرا پوتا چار
مہینے کا ہی مان نے اوسکی انتقال کیا اوسکی مفارقت مین برابر رویا کرتا ہی اور
کسی عورت کا دودھ نہین پیتا مین نے سنا ہی کہ تیری لڑکی کے دودھ ہوتا ہی
اگر تو اوسکو دودھ پلانیکے واسطے بھیجے تو مین تجکو اور تیرے سب قبیلہ کو مالدار

عبد المطلب کا دن عبد اللہ بن حارث کی بیبی حلیمہ کو

کرو نگا عبداللہ یہ سُنکر بخوشی گیا اور اپنی لڑکی سے جاکر کہا حلیمہ نے غسل کیا اور
لباسہاے پاکیزہ پہنے اور اپنے باپ عبداللہ اور شوہر کبیر بن سعد کے ساتھ
عبدالمطلب کے گھر آئین جب حضرتؐ کو اونکی گود مین دیا تو اونھون نے بائین
طرف کو مُنہ مین دیا مگر اونحضرت نے قبول نکیا اور داہنی طرف رُخ کیا چونکہ وہ
ہمیشہ سے خشک تھا کسی لڑکے کو اوس سے دودھ نہ پلایا تھا اس سبب سے
وہ تامل کرتی تھین کہ ایسا نہو جب اوس سے دودھ نہ ملے تو پھر داہنی طرف بھی
رُخ نکرین غرض اسی طرح وہ بائین طرف دودھ پلانیکو چاہتی تھین اونحضرت
داہنی طرف رُخ کرتے تھے یہانتک کہ حلیمہ نے عاجز ہوکر کہا لو بیوتمکو بھی معلوم ہوجائے
کہ اِسمین دودھ نہین ہی جب حضرت نے مُنہ مین لیا تو اوسمین سے اِسقدر دودھ
جاری ہوا کہ مُنہ سے بھر کر باہر گرتا تھا حلیمہ کو نہایت تعجب ہوا کہنے لگین قسم خدا کی
میرے بارہ لڑکے ہوے سبکو بائین طرف سے دودھ پلایا ایک قطرہ بھی داہنی
طرف سے اون سبنے نہ چکھا اور اب اسقدر دودھ جاری ہی کہ مین کیا کہون
عبدالمطلب یہ سنکر بہت خوش ہوے کہنے لگے اے حلیمہ اگر تم یہان رہو تو ہم تمھارے
ساتھ بہت کچھ سلوک کرینگے اور مکان بھی دینگے وہ چپ ہورہین جب عبدالمطلب نے
دیکھا کہ ان لوگونکو یہان رہنے مین تامل ہی تو کہا خیر اِس لڑکے کو مین تمھارے
حوالہ کرتا ہون دو شہ طونسے ایک تو یہ کہ اِسکی بہت حفاظت و نگہبانی کرنا ایکدم
اِس سے غافل نہونا حلیمہ نے کہا آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہی مجکو خود
اِس لڑکے سے محبت ہوگئی ہی پھر عبدالمطلب نے کہا دوسری بات یہ ہی
کہ ہرگز کو اِسکو میرے پاس لے آنا کہ زیادہ جدائی اِسکی گوارا نہین ہی حلیمہ نے

قبول کیا اور اپنے گھر لے آئین بیان ہر روز یوماً فیوماً معجزات اور امور عجیبہ
اونحضرتؐ سے ملاحظہ کرتی تھین ایک روز اونھون نے قرینہ سے سمجھا کہ یہ
سیر کے واسطے صحرا جانے کی خواہش کرتے ہین پس حضرت کو لبا سہائے فاخرہ
پہنائے اور اپنے لڑکونکو ساتھ کیا اور بہت تاکید کردی غرض جب حضرتؐ میدان مین
آئے تو کوہ و دشت سب نور سے اونحضرت کے روشن ہوگیا اور جس پتھر
اور درخت کے پاس سے گذرتے تھے یہ آواز آتی تھی السلام علیک یا احمد
السلام علیک یا حامد السلام علیک یا محمود السلام علیک
یا صاحب القول العدل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوشا حال
اوسکا جو تیرے ساتھ ایمان لاوے اور عذاب خدا ہو اوسکے واسطے جو
تیرے حکم کو نہ مانے اور کافر ہو جاوے وہ حضرتؐ بھی ہر چیز کے سلام کا جواب
دیتے جاتے تھے اور چلے جاتے تھے ۔

بیان بعثت

مسلک ہفتم احوال مین بعثت کے اس بات کو جاننا چاہیے کہ اکثر
احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خداؐ چالیس برس کے سن مین ستائیسوین
ماہ رجب کو واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوے اور پیغمبر بھیجے گئے اور اسکو
بھی سمجھنا چاہیے کہ بعد مبعوث ہونیکے وہ حضرت اپنی شریعت کے بموجب
عمل کرتے تھے اور اونحضرت کی شریعت سب شریعتونکی ناسخ تھی اور قبل
مبعوث ہونیکے اختلاف ہی بعض اہلسنت کہتے ہین کسی طریقہ پر نہ تھے اور اسکا
بطلان تو بدیہی ہی اور بعضے کہتے ہین دین ابراہیمی پر اور بعضے دین مسیحی پر اور
تحقیق ہمارے علما کی یہ ہی کہ اپنے طریقہ پر تھے کہ وہ حضرت خود پیغمبر تھے

کنت نبیا و آدم بین الماء والطین شاہد اسکا ہی کسی دوسرے پیغمبر کے
پیرو نہ تھے بلکہ بجائے خود بالہام و وحی و غیرہ عمل و عبادت خدا کیا کرتے تھے
فائدہ جاننا چاہیے کہ وحی یعنے غیب کی خبر جو حضرت کو معلوم ہوا کرتی تھی
کئی طرح سے تھی ایک تو یہ کہ کوئی امر خواب مین معلوم ہوا کرتا تھا دوسرے
قلب اقدس مین القا ہوا کرتا تھا تیسرے آواز غیب سنائی دیتی تھی
چوتھے حضرت جبرئیل یا کوئی دوسرا فرشتہ آکر پیام خدا کہہ جایا کرتا تھا
منقول ہی جب حضرت جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آتے تھے تو مودب غلامونکی
طرح حضرت کے سامنے بیٹھا کرتے تھے اور جب آتے تھے تو خانۂ فلک آستانہ کے
باہر جسکو مقام جبرئیل کہتے ہین کھڑے ہوتے تھے جب اجازت ملتی تھی تو گھر مین
داخل ہوتے تھے بعض روایت مین ہی کہ جناب رسول خدا قبل زمانۂ بعثت کے
اکثر کوہ حرا پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور خلوت مین عبادت خدا کیا کرتے تھے
اور خداوند عالم رویائے صادقہ اور الہامات اور فرشتونکی آواز سے
حضرت کی تائید فرماتا تھا اور اس حال کو سوائے جناب امیرؑ اور خدیجہ کے
کوئی نہ جانتا تھا جب عمر آنحضرت کی سینتیس برس کی ہوئی تو خواب مین
دیکھا کہ ایک فرشتہ پکارتا ہی یا رسول اللہ اور ایک روز مکہ کے پہاڑ و غیرہ
ابوطالبؑ کے دنبے چرا رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے دکھلائی دیا اونسے
کہا یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا تو کون ہی کہا مین جبرئیلؑ ہون خدا نے
آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپکو پیغمبری و رسالت کی خبر دون پس جبرئیلؑ تھوڑا
پانی آسمان سے لائے اور ایک روایت مین ہی کہ اپنے پانون کو زمین پر

نزول وحی

حرا مثل کہسار کوہیست در مکہ

حراء

ظہور جبرئیل بر آنحضرت

مارا کہ اوس سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا پس خود وضو کیا اور پیغمبر کو بھی تعلیم کیا
بعد اسکے نماز سکھائی حضرتؐ نے جناب امیرؑ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب
گھر مین آئے تو حضرت نے خدیجہؓ اور جناب امیرؑ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی دوسری
مرتبہ جبرئیلؑ ستر ہزار فرشتونکے ساتھ نازل ہوے اور کرسی عزت و کرامت
آنحضرتؐ کے واسطے لے آئے اور تاج نبوت کو سر پر اوس بادشاہ دین
و دنیا کے رکھا اور لواے حمد کو ہاتھ مین دیا اور کہا اس کرسی پر بیٹھو اور
اپنے خدا کی حمد کرو غرض پہلے آنحضرت کے ساتھ عورتون مین حضرت خدیجہؓ
ایمان لائین اور مردون مین حضرت علیؑ اور بروایت فریقین جب یہ آیت
نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنے اے رسول جو تمھارے
عزیز و قریب ہین اونکو ڈراؤ تو پیغمبر خدا نے جناب امیرؑ کو بلاکر فرمایا ایک
صاع گیہون کی روٹی تیار کرو اور ایک گوسفند کا گوشت بھی پکاؤ اور
ایک کاسہ دودھ کا لے آؤ اور فرزندان عبدالمطلب کو بلاؤ کہ گھر مین
ابوطالبؑ کے جمع ہون غرض چالیس آدمی جمع ہوے ابولہب کہنے لگا محمدؐ کو
گمان ہی کہ ہم لوگونکو خوب پیٹ بھر کے اتنی ہی چیز مین کھلا دینگے یہ نہین جانتے
کہ ہم مین سے ہر ایک آدمی ایک دنبہ کھا جاتا ہی اور سیر نہین ہوتا اور بڑا
کاسہ دودھ کا پی جاتا ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا الحاصل جب عباسؓ
و حمزہؓ و ابوطالبؑ وغیرہ گھر مین ابوطالبؑ کے جمع ہوے تو حضرت امیرؑ نے
اوس روٹی کو گوشت مین ڈالکر اور کاسہ شیر کا اون لوگونکے سامنے
رکھا پہلے حضرت رسولؐ نے بسم اللہ کہکر ہاتھ بڑھایا بسم اللہ کہنا اون سبکو

ناگوار ہوا چونکہ سب بھوکے تھے اس سبب سے کھانا شروع کیا یہانتک
کہ سب سیر ہوگئے مگر وہ کھانا کم نہوا اور دودھ بھی سبنے پیا اور پھر اوسیطرح
باقی رہا ابولہب اپنے ساتھیونسے کہنے لگا تمہارے صاحب نے عجب سحر کیا کہ اس
تھوڑے کھانے سے سبکو سیر کر دیا اور ابھی تک باقی ہی حضرت یہ سنکر چپکے ہورہے
بعد اسکے وہ سب لوگ چلے گئے حضرت نے فرمایا ای علی آج اسنے ایسا کلمہ
کہا مگر مصلحتاً مین چپ ہورہا کل پھر اسی طرح کھانا تیار کرو اور ان لوگونکو
بلاؤ کہ اپنی حجت انپر تمام کرون غرض جب دوسرے روز کھانا تیار ہوا
اور اوسی طرح اون سبنے سیر ہوکر کھایا اور وہ کھانا اوسی طرح باقی رہا
تب حضرتؐ نے فرمایا ای فرزندان عبدالمطلب مین اس بات کو
خوب جانتا ہون کہ کوئی شخص عرب سے اپنی قوم کے واسطے کوئی چیز بہتر
نہین لایا اوس سے جو مین تم لوگونکے واسطے لایا ہون کہ وہ چیز تمہارے
واسطے دنیا و آخرت دونون مین بہتر ہی یہ بتلاؤ کہ اگر مین تمکو خبر دون
کہ تمہارا دشمن صبح یا شام تمہاری فکر مین آیا چاہتا ہی تو تم یقین کروگے
اون سبنے کہا البتہ ہم آپکو سچا سمجھتے ہین حضرت نے فرمایا پس جانو کہ خدا نے
میرے تئین پیغمبر کیا ہی اور تمام عالم کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہی اور حکم
کیا ہی کہ سبکے پہلے اپنے عزیز و قریب کو اس امر کی دعوت کرون اور عذاب
آخرت سے خوف دلاؤن تم لوگ ہمارے عزیز و قریب ہو تم لوگون نے
اس معجزہ کو دیکھا جو شخص اس کہانیکے بعد ایمان نہ لاویگا خدا اوسکو
عذاب مین مبتلا کریگا ای فرزندان عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہین بھیجا

مگر یہ کہ اوسکے واسطے ایک وزیر اور وصی اور جانشین اوسکے عزیزونسے قرار دیا
پس جو کوئی تم مین سے پہلے ایمان لاویگا وہی میرا وزیر اور وصی اور خلیفہ ہوگا
جسطرح موسیٰ کے وصی ہارون تھے پس تم مین سے کون ایسا ہی جو پہلے میری
بیعت کرے اور وہ میرا معین و مددگار ہو اور مین اوسکو اپنا وزیر اور وصی
اور خلیفہ قرار دون جب حضرت نے اسطرح کے کلمات کہے سب چپ ہورہے
کسی نے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت امیرؑ اوٹھ کھڑے ہوے اور کہا جسطرح
آپ کہتے ہین اوسی شرط سے مین بیعت کرتا ہون جو آپ حکم کرین اوسکی تعمیل
کرون حضرت نے فرمایا ٹھہر جاؤ جلدی مت کرو شاید جو لوگ تمسے بڑے ہین
وہ قبول کرین پھر حضرت نے مضمون سابق کا اعادہ کیا مگر کسی نے کچھ جواب
نہ دیا پھر حضرت علیؑ نے اوسی طرح سے کلمات اطاعت و فرمانبرداری کے
عرض کئے تیسری مرتبہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو پاس بلایا اور بیعت لی اور
وہ سب اسی طرح وہانسے اوٹھ آئے

مسلک ہشتم بیان مین چند معجزات اونحضرت ؐ کے

جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین کہ اونحضرتؐ نے دعوی پیغمبری کا کیا جسکے سب
اہل ملت قائل ہین پس تصدیق اوس دعوی کی یہ ہی کہ اونحضرتؐ نے بموجب
اپنے دعوے کے معجزات دکھلائے پہلا اونمین سے جو عمدہ اور متواتر ہی معجزۂ
قرآن ہی اور وہ قرآن کلام خدا ہی ہی جو لوگونکے پاس متداول ہی کوئی چیز
سوائے کلام خدا کے زیادہ اوسمین نہین ہی البتہ کم ہونیکا احتمال ہی کہ دشمنان
دین نے آیات فضائل اہل بیتؑ و مثالب دشمنان اہل بیتؑ کو اوسمین سے

معجزات آنحضرت ؐ

معجزۂ قرآن

نکالدیا ہو اور معجزہ ہونا قرآن کا کئی طرح سے ہی ایک تو فصاحت و بلاغت کی راہ سے ہی اور یہ امر ایسا ہی کہ صاحبان مذاق عربیت کے نزدیک تو اجلائے بدیہیات سے ہی جب فصحا کے کلام مین فقرات قرآن کا ایک ٹکرا ملا دیا جائے تو وہ مثل لعل و یاقوت کے خرفریزوں سے علیحدہ نظر آویگا لیکن وہ لوگ جو نا واقف اس زبان سے ہین اونکے لیے متواتر ہونا اس خبر کا کافی ہی کہ باوجودیکہ اوس زمانہ مین بڑے بڑے فصحا و بلغا عرب موجود تھے مگر کوئی اوسکے مقابل مین بلکہ ایک چھوٹے سورہ کے مقابل مین بھی اپنا کلام نہ لاسکا باوجودیکہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تمکو ہماری پیغمبری مین شک ہو تو مثل اس قرآن کے تم بھی لاؤ مگر نہ لاسکے اور اپنا مارا جانا قید ہونا ذلت اوٹھانا سب گوارا کیا اگر قادر ہوتے تو بیشک اوسکا جواب دیتے چنانچہ مشہور ہی کہ بعض لوگون نے قصائد شعرائے جاہلیت کے جسکو سبعہ معلقہ کہتے ہین مقابلہ مین قرآن کے لاکر کعبہ مین لٹکایا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین تو سب رسوائی کے خوف سے رات کے وقت مارے خجالت کے اپنے قصیدونکو اوتار لیگئے اسیطرح ابن ابی العوجاء اور تمیم بن مقبل اور فرقۂ دہریہ سے ان سبنے مکہ معظمہ مین اس بات پر اتفاق کیا کہ چارون ملکر قرآن کا جواب لکھین اور آپسمین عہد کیا کہ ایک ہی سال مین اسکا جواب لکھنا چاہیے غرض بعد ایک سال کے سب جمع ہوے ایک کہنے لگا جب مین نے یہ آیت دیکھی یا ارض ابلعی ماءک الآیۃ تو اپنے ارادہ سے باز آیا

وجہ اعجاز قرآن از روی فصاحت

دوسرے نے کہا جب مین نے یہ آیت دیکھی فلما استیئسوا منه خلصوا نجیا تو اپنے قصد سے باز آیا اسی طرح سب آپسمین کہہ رہے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وہانسے گذرے یہ سنکر اون سب سے فرمایا قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل هذا القران لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا اور ایک عرب نے آکر پیغمبر خدا سے کہا آپ کہتے ہین کہ قرآن افصح الکلام ہی حالانکہ اوسمین تین باتین ہم ایسی دیکھتے ہین جو سراسر فصاحت کے خلاف ہی ایک تو هزوا دوسرے کبارا تیسرے عجاب یہ سنکر حضرت نے ایک شخص عرب کو جو بہت بڈھا تھا اور سب عرب سے زیادہ فصاحت و بلاغت مین مشہور تھا اوسی وقت طلب کیا جب وہ آکر بیٹھا اوس سے فرمایا قم وہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کہا اجلس وہ بیٹھ گیا پھر کہا قم وہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کہا اجلس وہ بیٹھ گیا جب تین چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو وہ عاجز آکر کہنے لگا اتتخذنا هزوا وانا شیخ کبار هذا منك عجاب یہ سنکر وہ معترض بہت نادم و پشیمان ہوا اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مین کوئی لفظ فصاحت کے خلاف نہین ہی اور اس قرآن کے مقابل جو کلام مسیلمہ کذاب کا ہی اوسکی رکاکت اور سخافت اور نہایت خود ظاہر ہی اوسنے جب سنا کہ حضرت پر سورۂ فیل نازل ہوا ہی کہنے لگا میرے واسطے بھی سورۂ فیل نازل ہوا ہی الفیل ما الفیل وما ادراك ما الفیل له ذنب وثیل وخرطوم طویل اسی طرح اوسکا قول ہی ان الذین یغسلون ولا یجدون ما یلبسون اولئك هم المفلسون اور

ایسا ہی اوسکا کلام ہی والسمآء ذات البروج والسمآء ذات الفروج
یہ کلام ایسے ہین کہ جسکو ذرا بھی عربیت ہوگی وہ انکی خرافت کو سمجھیگا کہ کسقدر
پوچ و لچر ہین دوسرے عدم اختلاف کی راہ سے ہی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہی ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا
یعنے اگر یہ کلام کسی دوسرے کا ہوتا تو بیشک ایک دوسرے مضمون مین کہین
نہ کہین پر تناقض اور اختلاف ضرور ہوتا اور بعض لامذہبون نے جو تناقض
اور اختلاف کا بعض مقامات مین شبہ کیا ہی وہ اس سبب سے ہی کہ معنی
مقصود کلام خدا کو نہین سمجھے ہین تیسرے اس راہ سے ہی کہ قرآن مین
آداب کریمہ اور شرایع قویمہ ایسے مستحکم ہین کہ کبھی کوئی نہین بدل سکتا
نہ کوئی اونمین نقص لگا سکتا ہی مثل انتظام احوال عباد رفع نزاع و فساد
معاملات و مناکحات فرائض و معاشرات حدود و احکام حلال و حرام
وغیرہ جسکی متانت کے حکماے فرنگ بھی قائل ہین کہ باوجودیکہ تیرہ سو برس کا
زمانہ ہوا مگر ابھی تک کوئی قانون شریعت محمدی ؐ قابل تغیر و تبدل نہوا
حالانکہ نصارٰی کے یہان برابر قانون بدلا کرتا ہی چوتھے بہت سے قصص
انبیا کے ایسے ہین جنکو ہر ایک نہین جان سکتا تھا بہت سی غیب کی خبرین
ایسی ہین جو کسیکو معلوم نہ تھین اون سبکو خدا نے قرآن مین فرما دیا ہی
اور جو باتین کفار اور منافقین اپنے گھر و نمین کیا کرتے تھے اون سب
باتونسے اپنے رسول کو خبر دیتا تھا اسی طرح بہت سی باتین خدا نے
ایسی خبر دی ہین جو واقع ہوئین جیسے ابولہب ایمان نہ لاویگا روم فارس سے

برہان سوم در اعجاز قرآن از راہ عدم اختلاف

برہان چہارم در اعجاز قرآن از راہ اشتمال آن بر اخبار غیب

برہان پنجم در اعجاز قرآن از راہ اشتمال آن بر اخبار غیب

مغلوب ہونگے یہود سب قیامت تک ذلیل وخوار رہینگے چنانچہ آج تک
اِنمین سے کوئی بادشاہ نہوا بلکہ ہرجگہ یہ سب ذلیل وخوار ہین اسی طرح
بہت سی باتین ہین جن سبکا یہ رسالہ گنجایش نہین رکھتا دوسرا معجزہ
پیغمبر کا یہ ہی کہ اونحضرت نے غیب کی اور امور آیندہ کی خبر دی جیسے دولت
بنی امیہ اور اونکا ہزار مہینے بادشاہی کرنا اور اہل بیتؑ کا بعد انتقال
اونحضرتؐ کے مظلوم ہونا اور بعض صحابہ کا ابوذرؓ کے اوپر ظلم کرنا اور مدینہ سے
باہر نکال دینا اور جناب امیرؑ کا عائشہ اور معاویہ اور خوارج سے جنگ
کرنا عمارؓ کا مقتول ہونا اور جناب امیرؑ اور حسنینؑ کا شہید ہونا اسی طرح
امام رضا علیہ السلام کا زہر سے شہادت پانا اور خراسان مین دفن ہونا
اور جنگ خیبر مین فتح کی خبر دینا سب عامّہ وخاصّہ لکھتے ہین کہ جنگ خیبر مین
پہلے رسول خداؐ نے ابوبکر کو علم دیکر جنگ کے واسطے بھیجا مگر وہ خائب وخاسر
بے فتح کیے پھر آئے دوسرے روز وہ علم پیغمبر خداؐ نے عمر کو دیکر روانہ کیا یہ
حضرت بھی اوسیطرح شکست کھاکر لڑائی سے بھاگے سب مسلمانونکو
بہت شاق ہوا اور ناگوار گذرا پس پیغمبر خداؐ نے فرمایا مین کل کے
روز اوس شخص کو علم دونگا جو خدا ورسول کو دوست رکھتا ہی اور
خدا ورسول اوسکو دوست رکھتے ہین اور وہ کرار غیر فرار ہی اس
لڑائی سے نہین پھریگا جبتک کہ فتح نکرلے راوی کہتا ہی کہ ہم سبنے تمام شب
اس خوشی مین بسر کی کہ کل ضرور فتح ہوگی جب صبح ہوئی حضرت نماز فریضہ
سے فارغ ہوے اور کھڑے ہوکر دیکھا کہ علم حاضر ہی اور لوگ اپنی اپنی

جگہ پر کھڑے ہین پس ہم مین سے کوئی ایسا نہ تھا جو امید نرکھتا ہو کہ یہ علم ہمکو
ملتا بلکہ حضرت عمر باوجود ایک دفعہ بھاگ آنیکے فرماتے ہین کہ مجکو ایسی تمنا
سردار لشکر ہونیکی کبھی نہوئی جیسی اوس روز ہوئی تھی آتے مین حضرتؐ نے
فرمایا بلاؤ علیؑ کو کسیںنے کہا اونکو آشوب چشم ہوگیا ہی غرض جناب امیرالمؤمنینؑ
تشریف لائے پیغمبر خداؐ نے اونکی آنکھو نپر ہاتھ پھیرا اور آب دہن لگا دیا
فوراً آنکھین اچھی ہوگئین گویا درد تھا ہی نہین اور وہ علم فلفر شیم خیبر شکن کے
ہاتھ مین دیا حضرت مع لشکر کے لڑائی پر گئے اور جنگ کی اور جیسا پیغمبرؐ نے
فرمایا تھا خدا نے جناب امیرؑ کے ہاتھ پر فتح بھی دی تیسرا منقول ہی
کہ ایک مرتبہ چودہ آدمی ذیحجہ کی چودھوین شب کو پیغمبر خداؐ کے پاس آئے
اور کہنے لگے جو پیغمبر ہوتا ہی اوسکے واسطے معجزہ ہوتا ہی اسوقت آپکا معجزہ کیا ہی
فرمایا جو تم سب کہو اونھون نے کہا اس ماہتاب کو حکم کیجیے دو ٹکڑے
ہوجائے حضرتؐ نے موافق کہنے اون لوگونکے ماہتاب کو حکم کیا کہ دو ٹکڑے ہوجا
فوراً ماہتاب دو ٹکڑے ہوگیا حضرتؐ نے سجدۂ شکر کیا پھر اون سبنے کہا
ماہتاب صورت اصلی پر ہوجائے ویسا ہی ہوگیا پھر اون لوگون نے
کہا ایک سرا اوسکا شق ہو حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا یہ دیکھکر وہ
کہنے لگے یہ سب جادو ہی **چوتھا** انسار بنت عمیس وغیرہ سے روایت ہی
کہ ایک روز پیغمبر خداؐ نے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کو کسی کام کے
واسطے بھیجا بیان جب پیغمبر خداؐ نے نماز عصر سے فراغت کی تو جناب امیرؑ
تشریف لائے حضرت رسولؐ اپنے سر مبارک کو حضرت امیرؑ کی گود مین

رکھکر سو رہے اور اوسوقت آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تھی یہانتک کہ آفتاب قریب غروب کے ہو گیا جب وحی منقطع ہوئی تو حضرت ؐ نے فرمایا ای علی ؑ تمنے نماز پڑھی کیا کیونکر ہو سکتا تھا کہ مین آپکے سر مبارک کو زمین پر رکھ دیتا یہ سنکر حضرت ؐ نے دعا کی خداوندا علی طاعت مین تیری اور تیرے رسول ؐ کی تھا آفتاب کو اوسکے واسطے پھیر دے اسماء کہتی ہین قسم خدا کی دیکھا مین نے کہ آفتاب پھرا اور بلند ہوا یہانتک کہ زمین پر چمکنے لگا اور وقت فضیلت عصر کا ہو گیا اور جناب امیر ؑ نے نماز پڑھی بعد اسکے آفتاب دفعۃً غروب کر گیا اور ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام کے واسطے بھی بعد وفات پیغمبر خدا ؐ کے واقع ہوا ہی شاعر کہتا ہی ؎

ماہ و خورشید دو تا شاہد عدل آمدہ اند	رجعتش بہر علی ؑ شق شدنش بہر نبی ؐ

پانچوان ام سلمہ ؓ سے منقول ہو کہ ایک روز جناب رسول خدا ؐ اونکے گھر مین بیٹھے ہوے تھے کہ جناب فاطمہ تشریف لائین اور ایک دیگچہ مین حریرہ یا ہریسہ پکا کر ساتھ لیتی آئین پس پیغمبر خدا ؐ نے فرمایا ای فاطمہ ؑ علی ؑ کو اور اپنے دونون فرزندونکو بلاؤ جب حضرت علی ؑ اور حسنین ؑ تشریف لائے تو پیغمبر خدا ؐ ان سب حضرات کے ساتھ کمانیمین مشغول ہوے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا یعنے جز این نیست کہ چاہتا ہی خدا کہ دور کرے تم لوگونسے شک اور گناہ کو ای اہل بیت ؑ اور پاک کرے تم لوگونکو جو حق پاک کرنیکا ہی بعد اسکے حضرت نے کلیم مبارک یعنے عبائے خیبری کو ان آل عبا کے اوپر

معجزہ پانچوان

ڈالدیا اور ہاتھونکو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا اللّٰھم ھٰؤلاء
اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا خداوندا یہی
میرے اہل بیت ہین پس دور کر ان لوگونسے کثافتِ گناہ کو اور پاک کر
حق پاک کرنیکا آم سلمہ نے اپنا سر بڑھایا اور کہا یارسول اللہ مین بھی اس
عبا مین داخل ہون فرمایا انجام تمھارا بخیر ہی پس برواپسی اوسوقت جبرئیل آئے
اور ایک طبق انار اور انگور سے بھرا بہشت سے لائے جب حضرتؐ نے انار و
انگور کو ہاتھ مین لیا تو دونون نے تسبیح خدا کی اور انحضرتؐ نے نوش فرمایا
بعد اسکے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہاتھونپر بھی سبحان اللہ کہا اور ان دونون
شاہزادون نے نوش کیا بعد اسکے حضرت علیؑ کو دیا بعد تسبیح انحضرت نے بھی
تناول کیا پس ایک صاحب نے پیغمبر کے اصحاب مین سے جو وہان بیٹھے ہوے
تھے چاہا کہ اوس انار و انگور مین سے کھائین کہ جبرئیل نے آواز دی خبردار اسمین
ہاتھ نہ لگانا یہ میوہ بہشت کا ہی اسکو کوئی نہین کھا سکتا مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور
اسی طرح انس سے مروی ہی کہ ایک روز رسول خداؐ سوار ہوکر ایک پہاڑ کے
نزدیک گئے اور سواری سے اوترکر پہاڑ پر تشریف لیگئے اور مجھ سے کہا تو
فلان جگہ جا وہان علیؑ بیٹھے ہونگے اور سنگریزونسے تسبیح خدا کرتے ہونگے
اونکو میرا سلام پہونچا اور اس استر کے اوپر سوار کرکے لے آ انس کہتا ہی
مین وہان گیا اور علیؑ کو سوار کرکے حضرتؐ کی خدمت مین پہونچا دیا جناب امیرؑ
نے حضرت رسولؐ کو دیکھکر کہا السلام علیک یارسول اللہ حضرتؐ نے
فرمایا وعلیک السلام ای ابوالحسنؑ آؤ بیٹھو کہ اس مقام پر بیشتر پیغمبر

بیٹے ہین کہ مین سب سے بہتر ہون اور ہر پیغمبر کی جگہ پر اوسکا بھائی بیٹھا ہی اور تو اون سب سے بہتر ہی انس کہتا ہی اتنے مین دیکھا مین نے کہ ایک ابر قریب سر آیا حضرت رسولؐ نے ہاتھ بڑھایا ایک خوشہ انگور کا ہاتھ مین آیا اوسکو رکھکر فرمایا ای علیؑ کھاؤ کہ یہ ہدیہ ہی خدا کی جانب سے ہمارے اور تمھارے واسطے اور ایک روایت مین ہی انس کہتا ہی کہ اوس ابر سے کھانے اور پینے کی چیزین دونون اونحضرتؐ نے تناول فرمائین اور پھر وہ ابر چلا گیا حضرت نے فرمایا اس ابر سے تین سو تیرہ ۳۱۳ پیغمبر اور تین سو تیرہ ۳۱۳ وصی پیغمبر نے کھایا اور پیا ہی اور مین اون سب پیغمبرونسے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہون اور علیؑ اون سب اوصیا سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہی چھٹا جناب امیرؑ فرماتے ہین ایک روز مین حضرت رسولؐ کے ساتھ تھا کہ بزرگان قریش اونحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے ای محمدؐ تم ایسے امر عظیم کا دعوی کرتے ہو جو تمھارے باپ دادا ایسے نہ کیا اب ہم تمسے ایک بات کا سوال کرتے ہین اگر قبول کروگے تو البتہ ہم سمجھینگے کہ تم پیغمبر ہو اور اپنے دعوے مین سچے ہو حضرتؐ نے فرمایا وہ سوال کیا ہی اون سبنے کہا یہ درخت جو سامنے ہی اسکو حکم کرو کہ جڑ سے اوکھڑ کر آوے اور تمھارے پاس کھڑا ہو حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو تو ایمان لاؤگے اون سبنے کہا البتہ پس حضرتؐ نے فرمایا ای درخت تو جانتا ہی کہ مین پیغمبر اور خدا کا رسول ہون مین حکم کرتا ہون کہ جڑ سے اوکھڑ کر میرے پاس آکر کھڑا ہو فوراً وہ درخت زمین سے اوکھڑ کر حضرتؐ کیطرف چلا کہ اوسکی آواز مثل آواز پر مرغ کے تھی اور آکر حضرتؐ کے پاس کھڑا ہو گیا اور سر مبارک پر سایہ کیا جب یہ معجزہ وہ سب دیکھ چکے کہنے لگے اب حکم کیجیے کہ یہ درخت اپنی جگہ پر پھر جائے اور آدھا آپکے پاس آئے اور آدھا

وہین رہے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا پھر وہ کہنے لگے اب یہ نصف اوس درخت سے
بجائے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا اوسوقت وہ کافر کہنے لگے یہ سب تمھارا سحر ہی
ساتوان حضرت امیر فرماتے ہین ایک مرتبہ مین پیغمبر خدا کے ساتھ باہر گیا اور ایسی
منزل پر پہونچا کہ وہان پانی نہ تھا لوگ پیاس سے بیچین تھے پس حضرت نے ایک
ظرف طلب کیا جسمین تھوڑا سا پانی تھا اور دست مبارک کو اوسمین رکھا پس
اونگلیونسے حضرت کی پانی جاری ہوا کہ سب لوگ اور گھوڑے اور اونٹ تے
سیر ہو کر پیا اور سبنے اپنے برتنونکو بھر لیا اور اوس لشکر مین حضرت کے بارہ ہزار
اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار آدمی تھے اور ایک روایت مین ہی
کہ ایک گڑھا کھودا اور اوسمین کچھ بچھا دیا حضرت نے اوسپر ہاتھ رکھا بعد اسکے
اوس دست حق پرست پر پانی گرایا حضرت نے نام خدا لیا پس انگشتان مبارک
سے چشمہ ہاے آب جاری ہوے **آٹھوان** حدیث مین ہی کہ جب حضرت رسول
مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے اور مسجد بنائی تو محراب کے پاس ایک درخت خرمے کا
بہت پرانا خشک تھا جب حضرت خطبہ پڑھتے تھے تو اوسی درخت پر تکیہ کرتے تھے
جب منبر تیار ہوا اور وہ حضرت منبر پر جا کر خطبہ پڑھنے لگے تو وہ درخت رونے لگا
حضرت نے منبر سے اوتر کر اوس درخت کو گود مین لیا یہانتک کہ وہ چپ ہوا پس
لوگونسے فرمایا کہ اگر مین اسکو گود مین نہ لیتا تو یہ قیامت تک یوہین نالہ و فریاد
کرتا رہتا اسی سبب سے اوس درخت کو حنانہ کہتے ہین جب بنی امیہ کا زمانہ
ہوا تو اوس درخت کو کاٹ ڈالا مگر اوس جگہ کو ابھی تک لوگ اسطوانۂ حنانہ
کہتے ہین **نوان** منقول ہی کہ پانچ شخص اشراف قریش سے یعنے ولید بن مغیرہ

اور عاص بن وائل اور حارث بن قیس اور اسود بن عبد یغوث اور اسود بن مطلب
یہ سب انتہاسے زیادہ پیغمبر خدا کو اذیت پہونچایا کرتے تھے اور برابر حضرت کے ساتھ
استہزا و سخریہ کیا کرتے تھے حضرت کو ناگوار گذرتا تھا مگر صبر کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت
مسجد الحرام مین بیٹھے تھے کہ یہ سب آئے اور استہزا کرنے لگے بعد اسکے طواف مین
مشغول ہوے اتنے مین حضرت جبرئیل نازل ہوے اور کہا ای رسول غم نہ کھاؤ
مجکو خداوند عالم نے بھیجا ہی کہ مین اِنسے تمھارا عوض لون اور انکو سزا دون یہ کہکر
جبرئیل نے ولید کے ساق پا کی طرف اشارہ کیا جب وہ چلا تو ایک تیر والے کے
پاس سے گذرا اتفاقاً ایک تیر اوسکے کپڑے مین لپٹ گیا اوسنے بھی مارے غرور کے
کچھ خیال نہ کیا اور بے پروائی سے آگے بڑھا اتنے مین وہ تیر اوجھکرا اوسکی ایڑی کے
پاس آتا رہا اور اوسمین چبھ گیا کہ ایک رگ ترائین سے کٹ گئی اوسکے صدمہ سے
وہ مرگیا اور عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا پس اوسمین ایک کانٹا گڑگیا کہ
اوسکے سبب سے اوسکا پیر سوجکر مثل چکی کے ہوگیا اور اوسی صدمہ سے وہ مرگیا
اور حارث کی ناک کی طرف اشارہ کیا کہ اوسمین پیپ بھر گئی اور اوسی وقت
وہ مرگیا اور اسود بن عبد یغوث کی طرف جو ایک درخت کی جڑ کے اوپر بیٹھا ہوا تھا
اشارہ کیا وہ اپنا سر اوس درخت کے اوپر دیدے پٹکنے لگا اور اپنا منھ کانٹونسے
نوچنے لگا یہانتک کہ مرگیا اور اسود بن مطلب کی آنکھونکی طرف اشارہ کیا اوسیوقت
وہ اندھا ہوگیا اور اس غصہ مین اوسنے سر اپنا دیوار پر دیدے مارا یہانتک
کہ مرگیا اسی بارہ مین حق تعالے فرماتا ہی واعرض عن المشرکین انا کفیناک
المستھزئین یعنے ای رسول تم مشرکین سے اعراض کرو اور اونکی باتونکا

خیال نہ کرو بتحقیق کہ ہمنے جو لوگ تمسے استہزار کرتے تھے اونسے عوض لے لیا اور
اونکو مبتلاے بلا اور ہلاک کیا **دسوان** سفینہ جو آزاد کیے ہوے رسول خدا کے تھے
وہ کہتے ہین ایک مرتبہ پیغمبر خدا نے میرے تئین ایک لڑائی پر بھیجا اور مین کشتی پر
سوار ہوا اتفاقاً وہ کشتی تباہ ہوئی جتنے لوگ تھے اور جتنا اسباب تھا وہ سب
غرق ہوگیا مگر مین ایک تختہ پر بیٹھ رہا وہ تختہ بہتے بہتے ایک پہاڑ کے نیچے جو دریا کے
بیچ مین واقع تھا جا لگا جب مین پہاڑ پر اوترا ایک موج نے آکر میرے تئین
اوٹھا کر دریا مین ڈالدیا پھر مین کسی طرح پہاڑ کے کنارے آیا اور اوپر چڑھ گیا
پھر موج نے میرے تئین بہا دیا مگر ایسا ہی ہوا آخر مین ایک کنارے پر پہونچا
شکر خدا بجا لایا کنارے اوس دریا کے مین حیران و سرگردان پھرتا تھا کہ
کہان جاؤن اور کیا کرون ناگاہ دیکھا مین نے ایک شیر جنگل سے نکلا اور
میری طرف چلا مین نے اپنی جان سے صبر کیا اور خدا سے دعا کی خداوندا مین
تیرا بندہ اور تیرے پیغمبر کا آزاد کردہ ہون تو نے ڈوبنے سے نجات دی شیر سے
بھی بچا بعد اسکے مین نے شیر سے کہا ای شیر مین سفینہ غلام رسول خدا کا
ہون اونکا لحاظ تجکو ضرور ہی جب مین نے یہ کہا وہ شیر مثل بلی کے میرے پاس آیا
اور اپنے مُنھ کو کبھی میرے داہنے پانُو پر کبھی بائین پانُو پر ملنے لگا اور میری طرف
دیکھکر بیٹھ گیا اور اشارہ سوار ہونیکا کیا جب مین اوسپر سوار ہوا تو وہ بہت جلد
میرے تئین ایک جزیرہ مین لیگیا جہان درخت اور میوے بہت تھے اور
نہرین شیرین جاری تھین مین نے وہان اوترا اوس نہر سے پانی پیا اور
اون میوونسے کھایا اور چند پتے لیکر اپنے بدن کو چھپایا اور کپڑونکو پانی مین بھگو کر

پاس رکھ لیا کہ شاید پیاس معلوم ہو تو اسکو نچوڑ کر پی لینگے بعد اسکے پھر اوسکے
اشارے سے مین اوپر سوار ہوا اوسنے دوسرے راستے سے مجھے دریا کے کنارے
پہونچایا دیکھا کہ دریا مین ایک کشتی چلی جارہی ہے مین نے رومال ہلایا جب اون
لوگون نے دیکھا تو قریب آئے اور میرے تئین شیر کے اوپر سوار دیکھکر بہت تعجب کرنے
لگے کہنے لگے تو انسان مین سے ہے یا جنات مین سے مین نے کہا مین سفینہ ہون
غلام رسول خدا کا یہ شیر اونمین حضرت کی برکت سے میرا تابع ہے جب اون
لوگون نے حضرت کا نام سنا تو کشتی کو لنگر کیا اور دو آدمیونکو چھوٹی کشتی مین
بٹھا کر کچھ کپڑے میرے پہننے کے واسطے بھیجے مین شیر سے اترا اور وہ لوگ دور
کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مین کیا کرتا ہون اور کپڑونکو میرے پاس پہنکدیا مینے
پہن لیا اونمین سے ایک شخص نے کہا تو میرے پاس آ کہ مین کندھے پر سوار
کرکے کشتی تک پہونچادون شیر تو رسول خدا کے حق کی رعایت کرے اور
مین اونکی امت سے ہوکر اونکی رعایت نہ کرون پس مین شیر کے پاس گیا اور
کہا مجکو خدا جزاے خیر دے کہ تو نے میرے ساتھ احسان کیا وہ شیر یہ سنکر
رونیلگا اور جبتک مین کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی دکھائی دیا کی وہ اوسی جگہ
بیٹھا رہا واضح ہو کہ معجزات پیغمبر آخر الزمان کے بہت ہین اور اکثر کتابون مین
لکھے ہین مین نے بنظر اختصار یہ دس معجزے اس رسالہ مین لکھے

دیگر دلائل نبوت آنحضرت

دلیل نہم

مسلک نہم جاننا چاہیے کہ منجملہ دلائل نبوت اونحضرت کے یہ ہے کہ وہ حضرت
متصف تھے ساتھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے مثل صلاح و تقوے
وصدق وامانت وعفاف ودیانت وخوف خدا وترک دنیا وغیرہ کے

پس کیونکر عقل گوارا کرسکتی ہی کہ ایسا شخص راست گو بیفائدہ اپنے اوپر تکلیف اور ایذا گوارا کرے لوگونسے جہاد کرے گھر بار چھوڑے اور کچھ نفع دین و دنیا کا اوسکو مقصود نہو کیونکہ حضرتؐ کے حالات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرتؐ کا زمانہ ہوا اسلام کو شوکت ہوئی اموال کثیر و زرہائے خطیر جہاد وغیرہ سے جمع ہوے تو آپنے کبھی اوسمین سے نفع نہ اوٹھایا بلکہ ہمیشہ تکلیف کے ساتھ بسر کیا کیے اور حضرت کے سچے ہونیکی دلیل اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ خود قریش جو دشمن حضرتؐ کے تھے وہ سچے ہونیکے قائل تھے اور اپنی قوم مین اونحضرت کو امین کہا کرتے تھے ع والفضل ما شهدت به الاعداء ؛ چنانچہ ایک روز حضرت نے کوہ صفا کے اوپر جاکر پکارا یا صباحاہ یہ سنکر لوگ ہر طرف سے دوڑے اور حضرت کے پاس جمع ہوگئے تب آپنے فرمایا ای فرزندان عبدالمطلب وای اولاد فہر اگر مین تمکو خبر دون کہ اس پہاڑ کے دامن مین کچھ سوار ہمارے دشمن آئے ہوے ہین تو تم مجکو سچا جانوگے سبنے کہا البتہ ہم آپکو سچا سمجھتے ہین تب حضرت نے فرمایا اسی طرح مجکو دعوی نبوت مین بھی سچا سمجھو اور اس بات کا یقین کرو کہ مین آیا ہون کہ تمکو روز قیامت اور عذاب دوزخ سے ڈراؤن ابولہب غصہ ہوکر کہنے لگا بس اسیواسطے ہم لوگونکو بلایا تھا یہ کہکر چلا گیا علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ اونحضرتؐ نے ایسے گروہ مین نشو و نما کی اور ایسی قوم مین مبعوث ہوے جو بہائم سے بدتر تھی نہ علم رکھتی تھی نہ حکمت جانتی تھی نہ کوئی کتاب تھی نہ اخلاق درست تھے بلکہ جاہل محض تھے کہ حج مین جانورونکی طرح ننگے ہوکر کعبہ کے گرد گھومتے تھے

اور تالیان بجاتے تھے اور سیٹی بجاتے تھے اور اوچھلتے تھے یہ اِن لوگونکی عبادت تھی آور ابھی تک کہ تیرہ سو۱۳۰۰ برس ہوے اوس مقام پر جانیسے معلوم ہوتا ہی کہ کسقدر احکام شریعت واخلاق حسنہ واطوار حمیدہ سے یہ لوگ دور ہین جانور ونسے بدتر ہین جسطرف پاتے ہین استنجا کرتے ہین کچھ قبلہ کا خیال نہین کرتے بیحیائی ایسی کہ ننگے نہاتے ہین پانیمین جانیکے وقت سبکے سامنے اپنی عبا بالکل اوٹھالیتے ہین اور عبا کے نیچے کچھ نہین پہنتے ایسے لوگونمین اوسحضرت نے ایسے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور علم وحلم وحیا وکرم وعفت وسخاوت وشجاعت ومروت سب صفات کمالیہ کے ساتھ بسر کی یہ سب باتین اول دلیل اوسحضرت کی نبوت کی ہین باین ہمہ ابتدا مین کسقدر حضرتؐ نے تکلیفین اوٹھائین کفار برابر فکر مین قتل کی رہے مگر ہر جگہ تائید خدا شامل حال رہی اگر نبی نہوتے تو خدا ہر مقام مین کیون اونکی اعانت کرتا کہ اِس سے اغرا بالجہل لازم آتا ہی جیسا کہ منقول ہی کہ ایک روز حضرت رسولؐ حجر اسمٰعیل مین بیٹھے تھے کہ قریش نے ایک بکری کی اوجھڑی اوسحضرتؐ کے سر پر ڈالدی وہ حضرت بہت غمگین ہوے اور اپنے چچا سے آکر شکایت کی ابوطالبؓ نے جاکر تدارک کیا اسیطرح ام جمیل جو ابولہب کی جورو اور ابوسفیان کی بہن تھی وہ ملعونہ کانٹے خارشتکے راہ مین رات کو بچھا دیتی تھی کہ جب ادھر سے پیغمبر جائینگے تو پانو نمین گڑجائینگے اور نیز منقول ہی کہ ایک مرتبہ کفار مکہ دارالندوہ مین جمع ہوے اور ایک عہدنامہ لکھا اور آپسمین عہد وپیمان کیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم کے ساتھ کھانا نہ کھائے اور کلام نہ کرے اور شادی بیاہ نہ کرے اور انکی صفاو نمین شریک نہوا

جبتک کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ نکرین کہ ہم اونکو مار ڈالین جب یہ خبر ابوطالبؑ کو پہونچی
سب بنی ہاشم کو جو چالیس آدمی تھے جمع کیا اور پہاڑ کے درہ مین سبکو لیگئے اور
خانۂ خدا اور رکن و مقام کی قسم کھائی کہ اگر ایک کانٹا بھی اونحضرتؐ کے جسم مین
چبھے گا تو مین تم سبکو قتل کرڈالونگا پس درہ کو پہاڑ کے خوب مضبوط و مستحکم بنایا
اور رات اور دن ابوطالبؑ حضرتؐ کی حفاظت مین رہا کرتے تھے جب رات
ہوتی تھی تلوار لیکر سرہانے کھڑے ہوتے تھے اور حضرت آرام کرتے تھے اور
ساعت بساعت اونحضرت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بیجاتے تھے تمام شب
اسی طرح سُلاتے تھے اور دنکو اپنے بیٹون اور بھتیجون کو متعین کرتے تھے کہ اون
حضرت کی حفاظت کیا کرین آخرکار قریش کی طرف سے اتنی سختی ہوئی کہ کوئی
اہل مکہ سے بنی ہاشم کے ساتھ کوئی چیز ڈر سے نہ بیچتا تھا اگر کوئی بیچتا تھا تو اوسکے
اسباب کو وہ لوگ لوٹ لیتے تھے چونکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس مال بہت تھا وہی
صرف بنی ہاشم ہوتا رہا اور اوس عہدنامہ پر چالیس آدمیون نے رئیسان قریش
سے مہر کی تھی اور اوسکو کعبہ مین لٹکایا تھا اور وہ حضرت ہر سال حج مین آتے
تھے اور اوس قبیلہ سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کرو کہ ہم تمکو خبر دین اوس سے
جو تمھارے واسطے امور خیر کرنیسے بہشت مین ثواب مقرر ہین ابولہب بھی حضرتؐ کے
پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا کہ جو یہ کہتے ہین اوسکو ہرگز قبول نکرنا غرض اسی طرح
چار برس ہوگئے کہ ان کفار قریش نے بنی ہاشم کو بہت تنگ کیا یہانتک کہ نوبت
فاقہ کشی کی پہونچنے لگی اور کفار ہمیشہ درپے قتل رہا کیے اور امان نہ دیتے تھے
مگر دو مرتبہ ایک موسم عمرہ یعنے ماہ رجب مین دوسرے موسم حج یعنے ماہ ذی الحجہ مین

جب موسم حج آتا تھا بنی ہاشم درونسے نکلکر باہر آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے
بعد اسکے پھر دوسرے موسم مین اسی طرح نکلتے تھے یہانتک کہ یہ لوگ تکلیف سے
بسر کرنیلگے اور برابر فاقہ کشی ہونے لگی ایک مرتبہ قریش نے ابوطالبؓ کے پاس
کسیکو بھیجا کہ تم کبتک تکلیف اوٹھاؤگے محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو کہ ہم اونکو مار ڈالین
اور تمکو اپنا بادشاہ بنا دین ابوطالبؓ نے ایک قصیدہ انشا کیا جسمین حضرت کی
تعریف اور اپنے دینے سے انکار بیان کیا ہی جب یہ قصیدہ اون لوگون نے سُنا
تو مایوس ہوے ابوالعاص جو داماد رسول خداؐ کا کہلاتا تھا راتو نکو گدھے کے
اوپر گیہون اور خرما لاد کر مخفی بنی ہاشم کے پاس پہونچایا کرتا تھا جب چار برس
کامل اسی حال سے گذرے تو خداوند عالم نے ایک کیڑا زمین سے پیدا کیا کہ جو کچھ
اوس عہد نامہ مین لکھا ہوا تھا مثل قطع رحم و ظلم و ستم وغیرہ کے سوائے نام
خدا کے سب کو وہ چاٹ گیا جبرئیلؑ نے آکر اس کیفیت سے اوحضرتؐ کو
خبر دی اوحضرت نے ابوطالبؓ سے بیان کیا ابوطالبؓ اوٹھے اور کپڑے
پہنکر باہر آئے اور مسجد مین قریش کے پاس کہ وہ سب وہان جمع تھے داخل ہوے
جب ابوطالبؓ کو اون سبنے آتے دیکھا آپسمین کہنے لگے آخر ماجرا کیا ہمارے پاس
آئے کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرین ابوطالبؓ جب نزدیک آئے تو سب تعظیم کے
واسطے اوٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے ہم آپکے مطلب کو سمجھے آپ آئے ہین کہ ہم
لوگونکے ساتھ ملجائیے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کیجیے ابوطالبؓ نے کہا قسم
خدا کی مین اسواسطے نہین آیا ہون بلکہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہی کہ خدا نے
اوسکو خبر بھیجی ہی کہ جو کاغذ تم لوگون نے قطع رحم کا لکھا تھا سبکو دیمک چاٹ گئی

فقط اللہ کا نام چھوڑ دیا تم لوگ وہ کاغذ منگاؤ اگر سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم نکرو اور اگر جھوٹ ہو تو مین اونکو تمھارے حوالہ کرونگا جی چاہے مار ڈالنا جی چاہے زندہ رکھنا غرض اون لوگون نے کسیکو بھیجکر اوس کاغذ کو کعبہ کی چھت سے اوتروا منگوایا اوسی طرح اوسکو سر بمہر بند پایا جب مہرونکو خیال کیا تو بسکی میعاد درست پائین جب اوسکو کھولا تو دیکھا کہ جتنے الفاظ باطل تھے وہ سب صاف اوڑے ہوے ہین سوائے لفظ باسمك اللهم کے کسی حرف کا نشان تک باقی نہین ہی پس ابو طالبؓ نے کہا ای قوم خدا سے ڈرو اور اطوار جاہلیت سے باز آؤ وہ سب چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا ابو طالبؓ نے اپنے گھر مین آکر اسی مضمون کا قصیدہ نظم کیا ؛

مسلک دہم بیان مین معراج نبوی ص کے جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان

کو اس باتکا اعتقاد رکھنا ضرور ہی کہ اونحضرت کو معراج ہوئی مع جسم کے نہ فقط روح کے اور بیداری مین نہ خواب مین اور اسکا اعتقاد کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہی اور جو لوگ اقوال مزخرفات حکما کو دیکھکر معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین منشا اوسکا عدم تدین اور عدم تدبر قدرت باری تعالی مین ہی اور ابطال اوسکا کتب مبسوطہ مین بتفصیل مذکور ہی یہ رسالہ گنجایش اوسکی نہین رکھتا اور تاریخ مین معراج کی اختلاف ہی وجہ اسکی یہ ہو سکتی ہی کہ معراج اونحضرت کو کئی مرتبہ واقع ہوئی بعضون نے ایکسو بائیس مرتبہ لکھا ہی مگر اسمین اتفاق ہی کہ پہلی مرتبہ معراج حضرت کو مکہ مین ہوئی اور عمدہ دلیل معراج کی کلام باری ہی خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی

معراج

بعضون نے لکھا ہی کہ شب شنبہ ۱۷ رمضان کو ایکسون اٹھارہ برس پیغمبر ہونے سے معراج ہوئی اور بعضون نے ۲۷ رجب کی لکھی ہی اور بعضون نے ۱۷ ربیع الاول ۱۳ سال پیغمبر ہونے سے لکھا ہی واللہ اعلم ۱۲

نہ دیا پھر دوسرے شخص نے اسی طرح بائین طرف سے پکارا مین نے کچھ توجہ نکی
پھر ایک عورت دونون ہاتھ کھولے زینت دنیا سے اپنے تئین آراستہ کیے سامنے
سے دکھلائی وہی اونسے بھی میرا نام لیکر پکارا اور کہا میری طرف کیون نہین دیکھتے
اور مجھ سے کیون نہین کلام کرتے مین نے کچھ التفات نکیا پھر جب تھوڑی دور گیا
تو ایک ایسی آواز آئی جسکو مین سنکر بیچین ہوگیا اور گھبرا گیا پس جبرئیلؑ نے مجھکو
ایک مقام پر اوتار دیا اور کہا یہان نماز پڑھو مین نے نماز پڑھی جبرئیلؑ نے کہا تم
جانتے ہو یہ کون جگہ ہی مین نے کہا نہین اونھون نے کہا یہ مدینہ ہی یہی آپکی ہجرت کی
جگہ ہی پھر مین سوار ہوا اور کچھ راہ طی کی پھر جبرئیلؑ نے مجھکو اوتارا اور مین نے وہان
نماز پڑھی جبرئیلؑ نے پوچھا جانتے ہو یہ کون مقام ہی مین نے کہا نہین اونھون نے
کہا یہ طور سینا ہی جہان موسیٰؑ خدا سے کلام کیا کرتے تھے پھر مین سوار ہوا اور قطع
مسافت کی پھر جبرئیلؑ نے اوتارا اور نماز کے واسطے کہا مین نے نماز پڑھی مجھ سے
اوس مقام کو پوچھا مین نے کہا نہین جانتا ہون اونھون نے کہا یہ خانۂ لحم ہی
جو بیت المقدس کے پاس تھا اور عیسیٰ اوسی مکان مین پیدا ہوے تھے پھر مین
سوار ہوا تھوڑی دیر مین بیت المقدس پہونچا اور براق کو جہان سب پیغمبر
اپنے مرکب کو باندھتے تھے مین نے بھی باندھ دیا بعد اسکے مین مسجد مین گیا جبرئیلؑ
ساتھ تھے وہان مین نے حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور بہت سے
پیغمبرونکو دیکھا کہ سب وہان موجود تھے بعد اسکے اقامت ہوئی مین سمجھتا تھا
کہ جبرئیلؑ نماز پڑھائینگے جب صف درست ہوئی جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑ کر
صف کے آگے کھڑا کیا مین نے سبکو نماز پڑھائی بعد اسکے میرے پاس تین کاسہ

حالات بیت المقدس

آبدون کا کاسہ

ایک دودھ کا اور ایک شراب کا اور ایک پانی کا حاضر کیا اوسوقت مین نے
ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہی اگر تم پانی پیوگے تو سب امت تمھاری غرق ہوجائیگی
اور اگر شراب پیوگے تو ساری امت گمراہ ہوجائیگی اگر دودھ کو پیوگے تو امت
تمھاری ہدایت پائیگی مین نے دودھ کا پیالہ اوٹھاکر اوسمین سے پیا پھر جبرئیلؑ نے
کہا اس راہ مین آپنے کیا دیکھا مین نے کہا کسی نے داہنی جانب سے آواز
دی تھی مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیلؑ نے کہا وہ داعی یہود تھا اگر جواب دیتے
تو سب امت آپکی یہودی ہوجاتی پھر کہا اور کیا دیکھا مین نے کہا بائین جانب سے
بھی کسی نے پکارا مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیلؑ نے کہا وہ داعی نصاریٰ تھا اگر
جواب دیتے تو سب امت نصاریٰ ہوجاتی پھر پوچھا اور کیا دیکھا مین نے اوس
عورت کا حال بیان کیا جبرئیلؑ نے کہا وہ دنیا تھی اگر اوس سے کلام کرتے تو
ساری امت آپکی دنیا دار ہوجاتی حضرتؐ نے فرمایا بعد اسکے مین نے ایک
ایسی آواز سُنی جس سے مجکو بہت خوف غالب ہوا جبرئیلؑ نے کہا ستر برس ہوے
کہ ایک پتھر کو مین نے جہنم مین ڈالا تھا آج وہ تہ مین پہونچا ہی اوسکی یہ آواز تھی
منقول ہی کہ بعد اسکے حضرت کبھی نہ ہنسے یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا الغرض
حضرت فرماتے ہین کہ مین پھر جبرئیل کے ساتھ دنیا کے آسمان پر گیا وہان
ایک فرشتہ تھا کہ اوسکا نام اسمٰعیل تھا اور اوسکے حکم مین ستر ہزار فرشتے تھے اور
ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اوسنے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین اونھون نے
کہا یہ محمدؐ ہین اور خدا کے پیغمبر ہین پس اوسنے دروازہ کھولدیا مین نے سلام کیا
اوسنے بھی سلام کیا مین نے اوسکے واسطے استغفار کیا اوسنے بھی میرے واسطے

راہ مین آنحضرتؐ کا جبرئیل سے کیفیت

آسمان دنیا پر

اسمٰعیل

استغفار کیا اور دعائین دین بعد اسکے وہ فرشتے مجکو بہت شوق سے آسمان دنیا پر
تمام لیگئے اور سب نہایت خوش تھے وہان ایک فرشتہ کو مین نے دیکھا کہ اوسسے
بڑا کسیکو نہین دیکھا تھا اور صورت اوسکی نہایت کریہہ تھی اور اوسکے چہرے سے
غضب ظاہر تھا جسطرح اور فرشتون نے میرے لیے دعا کی اوسنے بھی وہ
مگر اوسکو ہنستے اور خوش ہوتے نہ پایا جبرئیلؑ سے مین نے پوچھا یہ کون ہی جس سے
مجکو خوف معلوم ہوتا ہی کہا اس سے ڈرنا ہی چاہیے یہ مالک ہی خزینہ دار جہنم کا
جسے خدا نے جہنم کو اسکے حوالہ کیا ہی کبھی نہ ہنسا بلکہ ہمیشہ دشمنان خدا اور
گنہگارونپر غضبناک رہتا ہی پس مین نے اوسپر سلام کیا اوسنے بھی مجھپر سلام کیا
اور بہشت کی بشارت دی چونکہ جبرئیلؑ سب فرشتونکے سردار اور سب فرشتے
انکے فرمان بردار تھے اسلیے مین نے کہا مالک سے کہو جہنم کو مجھے دکھلادے جبرئیلؑ
نے مالک سے کہا مالک نے پردہ جہنم کا اوٹھا دیا اور ایک دروازہ کھولدیا پس
جہنم سے ایک شعلہ ایسا آسمان کی طرف بلند ہوا کہ مین بہت ڈرا جبرئیلؑ سے کہا
جلد دروازہ بند کرو مالک نے دروازہ بند کردیا جب وہانسے مین آگے بڑھا تو
ایک شخص گندم رنگ دیکھا جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین اونھون نے کہا یہ
ابوالبشر آدمؑ ہین پس مین نے سلام کیا اور استغفار کیا اونھون نے بھی
سلام کیا اور میرے واسطے استغفار کیا اور دعا کی بعد اسکے ایک فرشتہ کے
پاس مین گذرا وہ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور تمام دنیا اوسکے دونون زانو کے
درمیان مین تھی اور ایک لوح نور اوسکے ہاتھ مین تھی کہ اوسمین نام لکھے ہوے
تھے وہ فرشتہ اوس لوح کو برابر دیکھ رہا تھا اور داہنے بائین کچھ ملتفت

بیان ملک الموت

نہوتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہین جو قبض روح
کیا کرتے ہین جب مین اونکے پاس گیا تو سلام کیا اونھون نے جواب سلام دیا
جبرئیلؑ نے کہا یہ پیغمبر ہین خدا نے اِنکو بندونکی ہدایت کے واسطے مبعوث کیا ہی
پس اونسنے میری تعریف کی اور مجھ سے نہایت محبت کی اور کہا تمکو بشارت ہو
کہ تمھاری امت مین ہم بہت خیر پاتے ہین یہ سنکر مین نے خدا کا شکر کیا
کہ یہ سب اوسکا تفضل اور احسان ہی پھر مین نے کہا ای ملک الموت جو شخص
جہان ہو تم دیکھ لیتے ہو اور اوسکے پاس پہونچ جاتے ہو اونھون نے کہا
ہان سب دنیا کو خدا نے میرے اختیار مین دیا ہی تمام دنیا میرے سامنے
اِسطرح ہی جیسے کسیکے ہاتھ مین ایک درہم ہو جسطرح چاہے اوسکو اولٹے پلٹے
کوئی گھر ایسا نہین ہی جسمین ہر شخص کو ہر روز پانچ مرتبہ مین نہ دیکھتا ہون
جب کوئی کسی مردہ پر روتا ہی تو مین کہتا ہون کیون روتے ہو مین کسیکو تم مین سے
باقی نہ رکھونگا حضرت فرماتے ہین مین نے کہا انسان کی عبرت اور غم کے
واسطے فقط موت ہی کافی ہی جبرئیلؑ نے کہا جو کچھ بعد موت کے ہونے والا ہی
وہ اس سے بھی بڑھا ہوا ہی پھر مین وہانسے بھی آگے بڑھا کچھ لوگونکو دیکھا کہ
اونکے پاس گوشت پاکیزہ اور گوشت مُردار گندیدہ دونون رکھا ہوا ہی
مگر وہ اوس سڑے ہوے گوشت کو کھاتے ہین اور اچھا گوشت نہین کھاتے
مین نے پوچھا یہ سب کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ آپکی امت سے وہ لوگ ہین
جو مال حرام کھاتے ہین اور حلال کو ترک کرتے ہین پھر مین نے ایک فرشتہ
کو دیکھا کہ وہ بہت بڑا اور قوی الجثہ تھا آدھا بدن اوسکا آگ کا تھا اور

آدھا بدن برف کا مگر نہ آگ برف کو گھلاتی تھی نہ برف آگ کو بجھاتی تھی اور وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا تھا مین نے کہا یہ کون ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ بڑا خیرخواہ بندگان مؤمنین کا ہی جیسے خدا نے اسکو پیدا کیا برابر مؤمنین کے حق مین دعا کرتا ہی پھر دو فرشتے اور دیکھے کہ آسمان مین یہ آواز دیتے تھے ایک کہتا تھا اللّٰھمّ اعط کلّ منفق خلفا پروردگارا جو شخص تیری راہ مین خرچ کرے اوسکا عوض دے اور اوسکے مال کو کم نکرا اور دوسرا کہتا تھا اللّٰھمّ اعط کلّ ممسک تلفا خداوندا جو تیری راہ مین خرچ نہ کرے اوسکے مال کو تلف کر بعد اسکے مین کچھ لوگونکے پاس پہونچا جنکے لب اونٹ کے ایسے لٹکتے تھے اور فرشتے اونکے پہلو کا گوشت کاٹکر اونکے مُنہ مین دیتے تھے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ ہین جو مؤمنونکی عیب جوئی کیا کرتے تھے اور چشمک کیا کرتے تھے پھر مین ایک گروہ کے پاس سے گذرا کہ فرشتے اونکے سرونکو پتھرونسے کُھونکتے تھے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو سو رہا کرتے تھے اور عشا کی نماز نہ پڑھتے تھے بعد اسکے پھر مین ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ فرشتے اونکے منہ مین آگ ڈالتے تھے کہ وہ آگ نیچے سے اونکے نکلتی تھی مین نے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو ناحق یتیم کا مال کھاتے تھے پھر مین ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ اون سبکا پیٹ اسقدر بھاری تھا کہ ہرچند اوٹھنے کو چاہتے تھے مگر اوٹھ نہ سکتے تھے مین نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے تھے پھر مین چند عورتونکے پاس پہونچا کہ اون سبکو چھاتیونکے بھل لٹکایا تھا مین نے

کہا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ عورتین ہین جو اپنے شوہرونکے گھر مین زنا کرتی تھین
اور جو اولاد ہوتی تھی اوسکو شوہر کے سر تھونک دیتی تھین پھر مین چند فرشتونکے
پاس گذرا جنکو خدا نے ہر قسم کا پیدا کیا تھا کہ ہر جزو بدن اونکا آواز بلند و صدا ہاے
مختلف حمد و تسبیح خدا کرتا تھا اور خوف خدا سے وہ سب رو رہے تھے مین نے
پوچھا یہ سب کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ فرشتے ہین کہ جبسے پیدا ہوے ہین ایک
دوسرے کے پہلو مین ہی مگر کبھی کسینے کسی سے کلام نکیا اور اوپر سر بلند نکیا اور
نہ پانون کی طرف نظر کی بسبب خشوع اور تذلل اور خوف خدا کے جب مین نے
اون سب پر سلام کیا تو اشارے سے جواب دیا جبرئیلؑ نے اونسے کہا یہ محمدؐ خدا کے
پیغمبر ہین خدا نے بندونکی ہدایت کے واسطے اِنکو بھیجا ہی یہ سب پیغمبرونسے بہتر اور
افضل ہین کیون نہین اِنسے بات کرتے اون فرشتون نے جب یہ سُنا مجھپر سلام کیا
اور میری تعظیم کی اور میرے واسطے اور میری امت کے لیے بشارت دی پھر
جبرئیلؑ مجکو دوسرے آسمان پر لیگئے وہان مین نے دو آدمی دیکھے جو ایک دوسرے سے
بہت مشابہ تھا مین نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ دونون خالہ زاد بھائی
یحییٰؑ و عیسیٰؑ ہین مین نے اونپر سلام کیا اور استغفار کیا اون لوگون نے بھی
جواب دیا اور استغفار کیا اور دعا دی اوس آسمان پر بھی مین نے اوسیطرح
فرشتونکو دیکھا کہ جسطرف حکم خدا تھا اوسی طرف متوجہ تھے دوسری طرف رُخ
نکرتے تھے اور آوازہاے مختلف سے تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے پھر تیسرے
آسمان پر گیا وہان ایک شخص کو دیکھا جو نہایت حسین مثل ماہ شب چاردہ کے
تھا جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ بھائی آپکے یوسفؑ ہین مین نے اونپر سلام کیا

احوال آسمان دوم

احوال آسمان سوم

اور استغفار کیا اونھون نے بھی سلام کیا اور استغفار کیا اس آسمان پر بھی
مین نے اوسی طرح فرشتہ ہاے خاشعین و خاضعین دیکھے جسطرح پہلے آسمان
اور دوسرے آسمان پر دیکھا تھا جب چوتھے آسمان پر گیا ایک شخص کو دیکھا پوچھا
یہ کون ہین کہا یہ ادریس ہین جنکو خدا نے فرمایا ہی و رفعناہ مکانا علیا
مین نے اونپر سلام کیا اور استغفار کیا اونھون نے جواب دیا اور میرے واسطے
استغفار کیا اوسی طرح اس آسمان پر بھی مین نے فرشتگان خشوع دیکھے
اون سب نے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے دعاے خیر کی پھر ایک
فرشتہ کو دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور ستر ہزار فرشتے اوسکے حکم مین ہین
اور ہر فرشتہ کے حکم مین ستر ہزار فرشتے ہین مین سمجھا کہ اس سے بڑا کوئی فرشتہ
نہوگا جبرئیل نے اوس سے کہا اوٹھ کھڑا ہو وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور قیامت تک
کھڑا رہیگا جب وہانسے مین پانچوین آسمان پر پہونچا تو وہان ایک شخص سن سیدہ
کو دیکھا کہ بہت سے لوگ اوسکے گرد تھے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ ہارون
ہین اور یہ سب انکی امت ہی مین نے اونپر سلام کیا اور وہان بھی ملائکہ دیکھے
جسطرح اور آسمانونپر دیکھا تھا جب چھٹے آسمان پر گیا تو ایک شخص بلند قامت
گندم رنگ کو دیکھا کہ اوسکے بڑے بڑے بال تھے وہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل
گمان کرتے ہین کہ مین بہترین فرزندان آدم سے ہون حالانکہ یہ شخص (اور اشارہ
کیا میری طرف) خدا کے نزدیک سب سے بہتر ہی مین نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین
کہا یہ موسیٰ ہین مین نے سلام کیا اونھون نے بھی سلام کیا مین نے اونکے
واسطے استغفار کیا اونھون نے بھی میرے واسطے استغفار کیا اور اوس آسمان

دوسرا آسمان چوتھا آسمان پانچوان آسمان چھٹا آسمان

احوال آسمان ہفتم

بھی ملائکہ خاشعین کو دیکھا جسطرح اور آسمانونپر دیکھا تھا جب ساتوین آسمان پر
گیا تو وہان ایک بزرگ کو دیکھا کہ اونکی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے
اور ایک کرسی پر بیٹھے ہوے تھے مین نے کہا یہ کون ہین جو اس مرتبہ اور اس
درجہ کو پہونچے ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ آپکے باپ ابراہیم ہین پس مین نے سلام کیا
اونھون نے بھی سلام کیا اور دعا کی اور وہان بھی مثل اور آسمانونکے ملائکہ
خشوع دیکھے جنے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے بشارت دی اور
اوس آسمان پر مین نے نور کے دریا دیکھے کہ چمک رہے تھے کہ اوسکی چمک سے
آنکھ جھپکتی تھی اور بہت سے دریا ظلمت کے دیکھے اور بہت سے دریا برف کے دیکھے
جب ان عجائبات کے دیکھنے سے مجھے خوف طاری ہوا تو جبرئیلؑ نے تسکین دی
اس سبب سے مجکو اون عجائبات کے دیکھنے کی قوت ہوئی جبرئیلؑ نے کہا
ای محمدؐ آپ اِنھی کو بہت سمجھتے ہین حالانکہ ابھی آپنے کچھ نہین دیکھا ہے اسقدر تو
اوسکی عظمت وجلال وقدرت وکمال کے سامنے کچھ حقیقت نہین خدا کی عظمت
وقدرت کہین اس سے بڑھی ہوئی ہے تحقیق کہ خدا اور اوسکی مخلوقات کے

بیان حجب

درمیان مین نوے ہزار حجاب ہین حالانکہ درمیان محل صدور وحی خدا اور
ذوی العقول کے نوے ہزار حجاب ہین اور سب خلائق سے بڑھکر نزدیک تر
محل صدور وحی سے مین ہون اور اسرافیلؑ ہین اور میرے اور اسرافیل کے

بیان مسافت آسمان

درمیان مین بھی چار حجاب ہین ایک حجاب نور دوسرے حجاب ظلمت تیسرے
حجاب ابر چوتھے حجاب آب الغرض حضرتؐ فرماتے ہین منجملہ عجائبات کے
ایک مرغ دیکھا جسکے پانون ساتوین طبقہ زمین پر تھے اور اوسکا سر عرش پر تھا

جب دونون پرونکو وہ کھولتا تھا تو ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین
پہونچتا تھا اور وہ تسبیح خدا کرتا تھا صبح کے وقت وہ اپنے پرونکو کھولدیتا ہی
اور ہلاکر آواز بلند اسطرح تسبیح خدا کرتا ہی سبحان اللہ الملک القدوس
سبحان اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم جب اوسکی آواز
بلند ہوتی ہی تو زمین کے مرغ بھی پرجھاڑکر آواز بلند تسبیح خدا کرتے ہین جب
وہ فرشتہ چپ ہوجاتا ہی تو یہ سب مرغ بھی چپ ہوجاتے ہین اور اوسکے اوپر
پر سفید اور نیچے کے سبز ہین وہ پر سفیدی اور سبزی ملکر ایسے خوشنما معلوم
ہوتے ہین جسکی تعریف نہین ہوسکتی پھر مین جبرئیل کے ساتھ روانہ ہوا یہانتک
کہ بیت المعمور مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی جب وہانسے نکلا تو
دو نہرین دیکھین ایک کونہر کوثر کہتے ہین اور دوسری کو نہر رحمت نہر کوثر سے
مین نے پیا اور نہر رحمت سے غسل کیا اور یہ دونون نہرین میرے ساتھ تھین
یہانتک کہ مین بہشت مین داخل ہوا دونون کنارے پر اوس نہر کے اپنے
اور اپنے اہل بیت اور ازواج طاہرہ کے گھرونکو دیکھا ایک لڑکی کو مین نے
دیکھا کہ نہرہاے بہشت مین غوطہ مارتی ہی مین نے کہا تو کسکے واسطے ہی اوسنے
کہا زید بن حارثہ کے واسطے جب مین زمین پر آیا تو زید کو بشارت دی اور
مین نے بہشت کی جڑ یونکو اونٹ کے برابر دیکھا اور وہان کے انار کو ڈول کے
برابر دیکھا اور بہشت مین ایک درخت کو دیکھا اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک مرغ کو
اوسکی جڑ کے پاس چھوڑ دین تو ستاسو برس مین بھی اوسکے گرد نہین
گھوم سکتا کوئی گھر بہشت مین ایسا نہین تھا جسمین اوسکی شاخ نہ پہونچی ہو

مین نے پوچھا یہ کون درخت ہی جبرئیل نے کہا یہ طوبےٰ ہی جسکو خدا فرماتا ہی طوبیٰ لھم وحسن مآب حضرتؐ فرماتے ہین جب مین بہشت مین داخل ہوا تو جبرئیل سے پوچھا یہ دریا سب کیسے تھے کہا وہ سب پردہ ہاے حجاب ہین اگر وہ دریا ہوتے تو عرش کا نور اون چیزونکو جو اوسکے نیچے ہین جلا دیتا پھر وہانسے مین سدرۃ المنتہیٰ پہونچا کہ ہر پتہ اوسکا ایک بڑی جماعت کو سایہ کر سکتا ہی پھر وہانسے درجۂ قرب معنوی خداتک پہونچا اور مرتبۂ قاب قوسین او ادنےٰ سے سرفراز ہوا اور اپنے پروردگار کی مناجات کے قابل ہوا پس خدا کی جانب سے آواز آئی اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ پس مین نے اپنی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے جواب دیا والمؤمنون کل اٰمن باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ پھر مین نے کہا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر پھر خدانے فرمایا لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت پس مین نے کہا ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا خدانے فرمایا مین مواخذہ نکرونگا تمسے مین نے کہا ربنا ولاتحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا خدانے فرمایا مین بار نکرونگا پس مین نے کہا ربنا ولاتحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۝ پس خدانے فرمایا مین نے دیا تجکو جو تونے اپنے واسطے اور اپنی امت کے واسطے طلب کیا ؛

مسلک یازدہم بیان مین وفات اونحضرتؐ کے واضح ہو

کہ روز اور تاریخ وفات مین اونحضرت کی بہت اختلاف ہی مشہور بنا بر
مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے تاریخ وفات اونحضرت کی اٹھائیسوین ماہ صفر
روز دوشنبہ کا ہی جب حضرتؐ بیمار ہوے تو بروایت فریقین سب لوگون سے
فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی ما ان
تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی مین تم لوگونمین دو چیز گران قدر چھوڑے
جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہل بیت ہین جبتک ان دونکا
دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اور بنا بر روایت صحیح مسلم بعد امر تمسک
بہ ثقلین کے یمین مرتبہ فرمایا اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی ص ۴۶۹
اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی یعنے مین تم لوگونکو یاد دلواتا ہون چہایہ گلدستہ
دربارۂ رعایت حقوق اہل بیت اپنے کے پھر فرمایا مثل اہلبیتی کمثل
سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وہوی مثال
میرے اہل بیت کی مثل کشتی نوح کے ہی جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی
اور جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دریاے ضلالت مین غرق ہوا دیکھنا چاہیے
کہ اہل بیت کے بارہمین پیغمبر خدا نے لوگونسے کسقدر تاکیدین کی تھین مگر بعد
حضرت رسول خدا کے کون کہے اونحضرتؐ کے سامنے ہی سے منافقین اہل بیت سے منحرف ہوگئے یعنے جب حضرتؐ نے آخر وقت مین فرمایا ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا لاؤ
تم لوگ دوات و قرطاس کہ ہم لکھ دین ایک ایسا نوشتہ کہ پھر کبھی قیامت تک

گمراہ نہوگے اوسوقت عمر نے کہا انکو ہذیان ہوگیا ہی درد کا غلبہ ہوا ہی اس لکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور بہت سے منافقین عمر کے کہنے مین شریک ہوگئے افسوس باوجود تاکید پیغمبر خداؐ دربارۂ اہل بیتؑ کے عمر نے کچھ خیال نکیا حضرت رسولؐ کے سامنے ہی سے اہل بیتؑ کا دامن چھوڑ دیا اور کہا فقط کتاب خدا کافی ہی جیسا اسکو انشاء اللہ ہم بتفصیل مطاعن مین لکھینگے کہ عمر نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہین علیؑ کے واسطے خلافت لکھدین اور اسی خیال سے کہ ایسا نہو علیؑ ہماری غیبت مین خلیفہ ہوجائین لشکر اسامہ سے بھی تخلف کیا اور اسامہ کی حکایت یہ ہی کہ اوسی زمانۂ بیماری مین حضرتؐ نے خیال کیا کہ اگرچہ ہم اسقدر اہتمام علیؑ کی خلافت کے واسطے کرتے ہین مگر یہ منافقین جبتک یہان رہینگے علی کو خلیفہ نہونے دینگے اِن سبکو یہانسے کسیطرح نکالنا چاہیے پس حضرتؐ نے اسامہ کو بُلاکر فرمایا تم رُوم کی لڑائی پر جاؤ مین نے تمکو سردارِ لشکر کیا پس حضرتؐ نے بہت سے اصحاب کو جنمین ابوبکر وعمر وغیرہ بھی تھے اور جن لوگونسے خالف تھے سبکو اسامہ کے ماتحت کرکے حکم کوچ کا دیا منافقین کہنے لگے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایک غلام زادہ ہمارا سردار ہوا ور ہم اوسکی تحت حکومت ہوکے رہین پیغمبر خداؐ نے فرمایا جنگ موتہ مین (جسمین جعفر طیارؓ شہید ہوے تھے) مین نے اسامہ کے باپ کو (یعنی زید کو) تم سب کا سردار کیا تھا وہان تم لوگون نے عذر نہین کیا کہ ہم غلام کے ماتحت ہوکر نہین لڑینگے اب عذر کرتے ہو کہ اوسکے بیٹے کی سرداری ہمکو قبول نہین ہی پس بروایت ملل ونحل حضرتؐ نے اون سب سے

حکایت اسامہ

ف صحیح بخاری المطبوعہ فی بلدۃ میرٹھ فی مطبع احمدی فی باب مرض النبی وموتہ ص ۶۳۸ ج ۲ ان رسول اللہ صلعم جہز جیش اسامۃ بن زید فطعن فی امارتہ فقام رسول اللہ صلعم فقال ان تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ وان کان لمن احب الناس الی الخ

سیرۃ ابن ہشام ص ۶۶۲ ج ۲ چھاپہ مصر

فرمایا جهزوا جیش اسامة لعن الله من تخلف عنها ابھی تم سب اسامہ کے
ساتھ روانہ ہو جو شخص لشکر اسامہ سے جدا ہو خدا اوسپر لعنت کرے غرض جب
وہ لوگ جبراً قہراً تھوڑی دور گئے تو بعض منافقین (جو جو منصوبے پہلے سے
باندھے تھے اونکو خیال کرکے) بہانہ سے کہنے لگے رسول خدا بیمار ہین ایسے وقت مین
ہم اونکو چھوڑ کر لڑائی پر نہین جا سکتے یہ کہکر وہ سب وہانسے پھر آئے لعنت خدا
کا بھی کچھ خیال نکیا اور حکم رسول کو نہ مانا سمجھنا چاہیے اور انصاف کو ہاتھ سے
نہ دینا چاہیے کہ اگر رسول خدا کو ابو بکر و عمر کا خلیفہ ہونا منظور ہوتا تو ایسے وقت مین
کہ زمانہ وفات کا حضرت کی قریب تھا کیون لڑائی پر اتنی دور و دراز ان
سبکو بھیجدیتے اور حضرت علی کو اپنے پاس رکھ لیتے چونکہ حضرت مافی الضمیر سے
اون لوگونکے مطلع تھے اس سبب سے اونکو مدینہ سے باہر روانہ کر دیا تھا
اور حضرت امیر کو اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ جو لوگ ارباب شعور ہین وہ سمجھ
جائین کہ یہ تینون قابل خلافت کے نہین ہین اور یہ بھی انصافاً دیکھنا چاہیئے
کہ اگر ابو بکر و عمر قابل درجۂ خلافت کے رہتے تو پیغمبر خدا اونکے اوپر اسامہ کو سردار
اور امیر کرکے کبھی روانہ نکرتے بلکہ انمین سے کسیکو سردار لشکر کرتے کیونکہ جو ایسے
مرتبہ خلافت کا کہ تالی مرتبہ نبوت ہی قابل ہو وہ کیونکر کسیکے ماتحت حکومت
ہو سکتا ہی جیسا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کبھی پیغمبر خدا نے کسیکے
ماتحت حکومت نکیا بلکہ ہر جگہ اونھین کو سبکا سردار کیا اور چونکہ پیغمبر خدا
نے اسامہ کو ابو بکر و عمر کا سردار کیا تھا اسی سبب سے اسامہ نے ابو بکر سے
بیعت نکی اور کسا کل کی بات ہی کہ پیغمبر نے ہمکو انکا سردار اور انکو ہمارا تابع

اور

اور فرمان بردار کیا تھا آج یہ ہمارے سردار بنینگے بلکہ انکو چاہیئے کہ ہماری بیعت کرین اور خلافت ہمارے حوالہ کرین اور یہ امر بھی قابل غور ہی اور سمجھنے کی بات ہی کہ جو شخص چند آیات قرآنی کے حکم کے پہونچانیکی بھی شخصونکے اوپر زمانۂ رسول خدا مین قابلیت اور لیاقت نرکھتا ہو بلکہ خدا اور رسول کی طرف سے وہ سورہ اوسسے چھین لیا جائے اور دوسریکو دیدیا جائے وہ شخص بالکل احکام شرع اور تمام امور دین و دنیا کو بعد رسول خدا اصکے کل خلائق کے اوپر کیونکر پہونچا سکتا ہی اور تمام احکام الٰہی اور کل شرایع نبوی کا کیونکر انفاذ کرسکتا ہی اکثر مورخین و محدثین لکھتے ہین اور صحاح اہلسنت مین موجود ہی کہ جب سورۂ برات نازل ہوا تو پیغمبر خدا نے ابوبکر کو بلایا اور فرمایا کہ اس سورہ کو (یعنے دس آیتین جو ما قبل کی ہین) لیکر جا اور اہل مکہ کے اوپر پڑھ غرض جب ابوبکر نے تھوڑی راہ طی کی تو فوراً پیغمبر خدا نے قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور ابوبکر سے سورۂ برات کو لیلو اور تم جاکر اہل مکہ کے اوپر پڑھو غرض جناب امیرؑ تشریف لیگئے اور راہ مین ابوبکر سے اوس سورہ کو لے لیا ابوبکر نے غمگین ہوکر وہانسے گھر کا راستہ لیا اور پیغمبر خدا کی خدمت مین آکر سبب پوچھا حضرت نے فرمایا اسوقت جبرئیلؑ خدا کی جانب سے نازل ہوے اور کہا کہ اسکو کوئی نہین پہونچا سکتا مگر تو یا کوئی شخص تیرے اہل بیت مین سے آب ہم رجوع کرتے ہین اصل مطلب کی طرف ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ جب حضرت رسولؐ بستر بیماری پر پڑے تھے تو سب اصحاب گرد حضرتؐ کے

۴ لیاقت نہین رکھتا اور یہ شخص قابل خلافت کے نہین ہے فافہم و تدبر ۱۲ منہ

جمع تھے عمار بن یاسر اوٹھ کر کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یارسول اللہ ؐ
جب آپ دنیا سے تشریف لیجائیے گا تو ہم مین سے کون غسل دیگا فرمایا میرا
غسل دینے والا علی بن ابیطالب ہی ہر عضو کے دھونے مین ملائکہ اوسکی اعانت
کرینگے پھر مین نے کہا آپ پر نماز کون پڑھے گا فرمایا چپ رہو خدا تم پر رحم کرے
پھر حضرت امیر المومنین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ای علی جب میری روح
بدن سے نکل جائے تو تم مجکو غسل دینا اور ان دونون کپڑون سے جسکو مین پہنے ہون
یا بردیمانی سے میرا کفن کرنا اور اوٹھا کر قبر کے کنارے رکھنا پہلے جو شخص مجھپر نماز
پڑھے گا اور درود بھیجے گا وہ خداوند عالم ہوگا بعد اسکے جبرئیل افواج ملائکہ کے
ساتھ مجھپر نماز پڑھینگے پھر وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو احاطہ کیے ہوے ہین بعد
اسکے ہر آسمان کے رہنے والے یکے بعد دیگرے مجھپر نماز پڑھینگے بعد اسکے میرے
اہل بیت مجھپر نماز پڑھینگے پھر فرمایا ای بلال لوگونسے کہو مسجد مین جمع ہون
جب لوگ جمع ہوے حضرت نے عمامہ باندھا اور گھر سے مسجد مین آئے اور
منبر پر تشریف لیگئے اور حمد وثناے الٰہی بجالائے اور فرمایا ای گروہ اصحاب
ہین تمھارے واسطے کیسا پیغمبر تھا کیا مین نے بنفس نفیس جہاد نہین کیے کیا
میرے دانت شکستہ نہین ہوے کیا میری پیشانی کو کفار نے خاک وخون
آلودہ نکیا کہ خون میرے چہرہ پر جاری ہوا اور ڈاڑھی رنگین ہوگئی کیا مین
اپنی قوم سے متحمل رنج ومشقت کا نہوا کیا مین نے پتھر کو بھوک سے اپنے شکم پر
نہ باندھا اور امت کو سیر کیا سبنے کہا ہان یارسول اللہ ؐ آپنے رنج ومشقت
مین صبر کیا اور بری چیزونسے ہم لوگونکو منع کیا خدا آپکو جزاے خیر دے حضرت نے

فرمایا خدا تمکو بھی جزاے خیر دے اِس بات کو جانو کہ خدا نے قسم کھائی ہی
کہ اوس سے کوئی ظالم بچکر نہ جائیگا کسیکا ظلم اوسپر چھپ نہین سکتا اب مین
تم سب لوگونکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ جس کسی کا محمدؐ کے اوپر مظلمہ ہو وہ اوٹھ
کھڑا ہو اور اپنا عوض لے کیونکہ دنیا کا قصاص میرے نزدیک بہتر ہی کہ عقبےٰ
مین ملائکہ اور انبیا کے سامنے قصاص لیا جاے پس ایک شخص ایک کنارے
اوٹھ کھڑا ہوا کہ نام اوسکا سوادہ بن قیس تھا کہنے لگا یا رسول اللہؐ جب آپ
طائف سے آتے تھے تو مین آپکے استقبال کو گیا تھا آپ اوسوقت ناقۂ عضباء
سوار تھے اور عصاے ممشوق ہاتھ مین تھا جب آپنے اوسکو اونٹ کے واسطے
اوٹھایا تو وہ میرے پیٹ پر لگا مین نہین جانتا کہ عمداً تھا یا خطاً فرمایا
معاذ اللہ کہ عمداً ہو پھر فرمایا ای بلال خانۂ فاطمہؑ مین جاؤ اور وہی عصا
لے آؤ جب بلال مسجد کے باہر گئے تو بازار مدینہ مین پکارتے تھے کون ایسا ہی
جو قبل قیامت کے اپنے نفس سے قصاص ادا کرے کہ پیغمبر اِسوقت اپنے سے
قصاص ادا کر رہے ہین غرض جب وہ دروازہ پر جناب فاطمہؑ کے پہونچے
تو دروازہ کھلوایا اور کہا ای فاطمہؑ تمھارے باپ نے عصاے ممشوق طلب
کیا ہی جناب سیدہؑ نے فرمایا ای بلالؓ آج عصا کا کیا کام ہی بلال نے کہا
ای فاطمہؑ کیا تم نہین جانتین کہ تمھارے باپ منبر پر جاکر سب سے رخصت ہو رہے
ہین جناب سیدہ نے جب وداع کا لفظ سنا ایک فریاد کی اور رونے لگین
غرض جب بلال عصا لیکر مسجد مین آئے تو حضرت نے سوادہ کو اپنے پاس
بلایا اور فرمایا اب تو مجھ سے اپنا عوض لے اوسنے کہا یا رسول اللہؐ اوسوقت

حکایت سوادہ بن قیس

عکاسہ

نمازِ اصحاب حضرت رسالت

میرا پیٹ کھلا ہوا تھا حضرتؐ نے بھی شکم مبارک کو کھولدیا تب اوسنے عرض کی اگر
اجازت ہو تو مین اپنا منہ آپکے شکم پر رکھون حضرت نے اجازت دی اوسنے دوڑکر
شکم مبارک کا بوسہ لیا اور کہنے لگا مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا سے کیونکر
ہو سکتا ہی کہ رسول خداؐ سے مین عوض لون حضرتؐ نے فرمایا ای سوادہ تو قصاص
لیگا یا معاف کریگا اوسنے کہا مین نے معاف کیا حضرت نے فرمایا خدا بھی تیرے
گناہ کو معاف کرے بعد اسکے آپ منبر سے اوترے اور ام سلمہؓ کے گھر گئے اور
فرماتے تھے خداوندا میری امت کو آتش جہنم سے بچانا اور حساب کو انپر آسان
کرنا ام سلمہؓ نے کہا یا حضرت آپکا رنگ مبارک متغیر کیون ہی آپ غمگین کیون ہین
فرمایا اسوقت جبرئیلؑ میری موت کا پیام لیکر آئے تھے اب تمپر میرا اسلام ہو
کہ بعد اسکے پھر محمدؐ کی آواز نہ سنوگی ام سلمہؓ یہ سنکر با واز بلند رونے لگین
حضرتؐ نے فرمایا میری نور دیدہ فاطمہؑ زہراؑ کو بلاؤ یہ کہکر بیہوش ہوگئے جب
حضرت فاطمہؑ آئین اور اپنے باپ کو اس حال سے دیکھا تو ڈاڑھین مارکر
رونے لگین اور کہتی تھین میری جان آپ پر فدا ہو مین دیکھتی ہون کہ آپ
سفر آخرت کا قصد رکھتے ہین اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپکو گھیرے ہوئے ہی
کیا ہی جو اپنی بیٹی سے کچھ بات بھی نہین کرتے کچھ تسلی اور تسکین نہین دیتے
جب حضرت نے اونکی آواز سنی غش سے آنکھین کھولدین اور فرمایا ای بیٹی
اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرا سلام تمپر ہو جناب فاطمہؑ نے جو یہ سنا
دل سے ایک آہ کھینچکر کہا ای بابا اب قیامت مین آپسے کس جگہ ملاقات
ہوگی فرمایا اوس جگہ جہان خلائق کا حساب ہوتا ہوگا جناب فاطمہؑ نے

آزردن جناب سیدہ ؑ

کہا اگر وہان نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈھونگی فرمایا مقام محمود مین جہان گنہگارونکی
شفاعت کرونگا کہا اگر وہان بھی نہ پاؤن تو کیا کرونگی فرمایا پل صراط کے
پاس تلاش کرنا کہ جسوقت میری امت صراط سے گذرتی ہوگی مین وہان
کھڑا ہونگا جبرئیلؑ میری داہنی طرف اور میکائیلؑ بائین طرف اور سب فرشتے
آگے اور پیچھے میرے کھڑے ہونگے اور سب درگاہ خدا مین دعا کرتے ہونگے کہ
پروردگارا امت محمدؐ کو پل صراط سے سلامت لیجا اور حساب کو انپر آسان کر
جناب سیدہؑ نے پوچھا میری مان خدیجۂ کبریٰ کہان ہین فرمایا ایک قصر مین ہین
جسکے چار وںطرف بہشت ہی یہ کہکے حضرتؐ بیہوش ہوگئے اور خدا سے لو لگائی
جب بلالؓ نے اذان دی تو حضرت کو ہوش ہوا اور مسجد مین آئے اور نماز کو
بتخفیف ادا کیا جب فارغ ہوے تو حضرت علیؑ کو بلا بھیجا اور فرمایا مجکو فاطمہؑ کے
گھر لیچلو جب حضرت وہان آئے تو اونکی گود مین سر رکھکر آرام کیا جب امام
حسنؑ اور امام حسینؑ نے اپنے نانا کا یہ حال دیکھا تو زار زار رونے لگے اور
فرمایا ہماری جانین آپ پر فدا ہون یہ آپکا کیا حال ہی پس حضرتؐ نے اون
دونون فرزندونکو اپنے پاس بلاکر گلے سے لگالیا اسی حالت مین ملک الموت
نازل ہوے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہؐ آپنے فرمایا وعلیک
السلام پھر فرمایا ای ملک الموت تجھسے ایک حاجت ہی ملک الموت نے کہا
وہ کیا ہی فرمایا اتنا ٹھہر جاؤ کہ جبرئیلؑ میرے پاس آلین اور وہ مجھپر سلام
کرین اور مین اونپر سلام کرون وہ مجھسے رخصت ہولین اور مین اونسے
رخصت ہولون پس ملک الموت باہر آئے اتنے مین جبرئیلؑ بھی آسمان سے

آمدن ملک الموت

پہونچے ملک الموت سے ملاقات ہوئی پوچھا تمنے روح قبض کی اونھون نے
کہا ابھی نہین اسلیے کہ پیغمبر نے خواہش کی کہ تم آؤ اور وہ تمسے رخصت ہولین
تب روح قبض ہو جبرئیلؑ نے کہا ای ملک الموت تم نہین دیکھتے کہ انکے انبیا قبل
آسمان کے دروازے کھلے ہوے ہین بہشت مین حورین اپنے تئین آراستہ
کیے ہوے ہین بعد اسکے جبرئیلؑ حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا السلام علیک
یا ابا القاسم آپنے فرمایا وعلیک السلام پھر فرمایا ای جبرئیلؑ ایسی حالتمین
مجکو تنہا چھوڑے جاتے ہو جبرئیلؑ نے کہا ای محمدؐ آجکو مرنا ضرور ہی اور سب کیسکے
واسطے موت درپیش ہوا تھے نہین ملک الموت بھی آپہونچے جبرئیل نے اونسے
کہا ای ملک الموت وصیت خدا در بارۂ قبض روح محمدؐ کے خیال رکھنا پس
جبرئیلؑ داہنی طرف کھڑے ہوے اور میکائیلؑ بائین طرف اور ملک الموت
سامنے روح قبض کرنیمین مشغول ہوے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ حضرت
بار بار فرماتے تھے بلاؤ میرے حبیب کو جب کوئی آتا تھا تو اوسکی طرف سے
مُنھ پھیر لیتے تھے حضرت فاطمہؑ نے کہا مین سمجھتی ہون کہ علیؑ کو بلاتے ہین یہ کہکر
حضرت گئین اور جناب امیرؑ کو بلا لائین جب نظر پیغمبر خداؐ کی حضرت امیرؑ پر
بڑی بہت خوش ہوے اور فرمایا ای علیؑ ہمارے پاس آؤ یہانتک کہ ہاتھ
پکڑکے اپنے پاس بٹھالا اور پھر بیہوش ہوگئے اسی حال مین امام حسنؑ اور
امام حسینؑ نے بھی جب حضرت کو دیکھا تو وہ دونون شاہزادے واجداہ
واجداہ کہکر یاد کرنیلگے اور اپنے تئین اونحضرت کے سینہ پر گرادیا حضرت
امیرؑ نے چاہا کہ اونکو ہٹا دین کہ رسول خداؐ ہوش مین آئے فرمایا ای علیؑ

چھوڑ دو میرے ان دونون پھولونکو کہ مین انکی بو سونگھ لون اور یہ میری بو سونگھ لین مین انسے رخصت ہولون یہ مجھ سے رخصت ہولین کہ یہ سب بعد میرے مظلوم ہونگے اور یہ دونون شہید ہونگے خدا لعنت کرے اوسپر جو انپر ظلم کرے بعد اسکے جناب امیر المومنینؑ کو اپنے پاس لحاف کے نیچے چھپا لیا اور منھ اپنا منھ پر انحضرتؐ کے رکھ دیا اور بروایت دیگر اپنا منھ کان پر رکھ دیا اور بہت سے اسرار الٰہی وعلوم غیر متناہی تعلیم کیے یہانتک کہ حضرتؐ نے انتقال کیا اور جناب امیرؑ لحاف سے باہر آئے اور سبکو امر بصبر فرمایا اوسوقت اہل بیتؑ مین آواز رونے اور پیٹنے کی بلند تھی اور کچھ لوگ جو مؤمنین مخلصین تھے وہ بھی اس مصیبت مین شریک تھے ابن عباسؓ کہتے ہین کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپسے رسول خداؐ نے لحاف کے نیچے کیا باتین کین فرمایا حضرتؐ نے مجکو ہزار باب علم کے تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب ظاہر ہوتے ہین

سبیل چہارم امامت مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور نو مسلک ہین شعبہ تعریف امام ہین امام وہ شخص ہے کہ جو منصوص من اللہ ہو اور مقتدا اور پیشوا سب کا کل امور دین اور دنیا مین ہو مثل پیغمبر کے بہ نیابت اوس پیغمبر کے نہ بر سبیل استقلال ؛

مسلک اول بیان مین وجوب نصب امام کے جاننا چاہیے

کہ نظر بحکمت و مصلحت خدا کو امام کا مقرر کرنا ضرور ہے کئی دلیل سے **اول** یہ کہ جو دلیلین وجوب بعثت پیغمبر پر دلالت کرتی ہین جیسا ہم بحث نبوت مین مقام وجوب بعثت مین لکھ چکے ہین وہی دلیلین بعینہا یا مثل اونکے وجوب نصب

در امامت

در وجوب نصب امام

امام پر بھی دلالت کرتی ہین دوسرے یہ بات ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا جو واسطے
ادائے رسالت اور تبلیغ احکام شریعت کے مبعوث ہوے تو کچھ مخصوص
اپنے ہی زمانہ تک کے واسطے مبعوث نہوے تھے بلکہ ہمیشہ کے واسطے نبی تھے
اور حکم اونکا قیامت تک باقی ہی اور وہ حضرت اسی مدت قلیل مین اپنی
امت کے واسطے ایک کتاب مجید بھی لائے کہ جسمین محکم و متشابہ مطلق و مقید
عام و خاص سب ہی کچھ ہین اور ایک شریعت تازہ مقرر کی جسمین ہر کام
کے آداب و سنن و احکام متعلق باموردنیا و آخرت جیسے کھانا پینا طہارت
خانہ جانا مباشرت و معاشرت کرنا اور میراث و معاملات حدود و
تعزیرات نماز و روزہ حج و زکوۃ و خمس و جہاد سب ہی کچھ بیان کیے
با این ہمہ اوسی زمانہ مین بہت سے لوگون نے (جو منافق تھے) ان احکام
کی تصدیق نہین کی حضرت رسولؐ برابر درپے انفاذ و اجراء اِن احکام کے
رہے اور اپنے اوپر کیسی کیسی مشقت و رنج گوارا کیا پس کیونکر عقل اِس
بات کو قبول کرسکتی ہی کہ ایسا شخص شفیق امت نواز اپنی امت کے
درمیان مین ایک کتاب مجمل و غامض جس سے بہت سے مطلب نکل سکین
ہر شخص اپنے طور پر اوسکا مطلب لگا سکے چھوڑ جائے اور کوئی اوسکا مفسر
اور اصل معنی بتانے والا مقرر نکر جائے بلکہ اسی طرح مہمل چھوڑ دے کہ
سب دریاے حیرت و ضلالت مین بڑے غوطے کھایا کرین اور خود ایکبارگی
سب امت سے ہاتھ اوٹھالے اور کسیکو سرپرست اور شفیق اپنی پیاری
امت کے واسطے مقرر نکر جائے کہ وہ اون لوگونکی سرپرستی کیا کرے

اون احکام شریعت کا (جنکے اجرا مین پیغمبر نے کیسی کیسی مشقت اوٹھائی) حافظ و نگہبان رہے مسائل حلال و حرام کو بیان کیا کرے جو امر مشکل اور معاملات دشوار درپیش ہون حل کیا کرے اور کل امت کی رائے پر (جسمین موافق و منافق دیندار و دنیا دار فساق و فجار زاہد و ابرار سب تھے) چھوڑ دے کہ وہ لوگ بموجب اپنی خواہش کے جسکو چاہین خلیفہ بنالین اگرچہ وہ شخص جاہل محض ہو لکھنا پڑھنا کچھ نہ جانتا ہو مسائل حلال و حرام سے بھی واقف نہو بلکہ جب کوئی مسئلہ غامض پوچھے تو منہ دیکھکر رہجائے اور غیر لوگونسے پوچھ پوچھ کر جواب دیا کرے حاشا و کلا کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا تیسرے یہ بات ظاہر ہی کہ جتنے انبیا گذرے ہین جبتک کہ وہ لوگ بحکم خدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر نہین کرتے تھے تب تک دنیا سے انتقال نہین کرتے تھے جیسے حضرت آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے اور نوحؑ کے وصی سام اور موسیٰؑ کے وصی یوشع اور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا اور عیسیٰؑ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے وہکذا پس یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ پیغمبر آخرالزمانؐ جو سب انبیا سے افضل و اکمل تھے وہ برخلاف ان سبکے کسیکو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر نکر جائین اور یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہی کہ جس نبی کا جو کوئی وصی ہوا وہ اوسکے عزیزون مین سے تھا نہ غیر کوئی فتدبر چوتھے امامت مثل مرتبۂ نبوت ہی پس جبکہ امام کو لوگونکی رائے سے بنالینا جائز ہو گیا تو چاہیے کہ نبی کو بھی لوگ اپنے اختیار سے مقرر کرلیا کرین حالانکہ یہ باطل ہی اسیطرح امام کو بھی چاہیے کہ خدا کی جانب سے منصوص ہو اور بحکم خدا پیشوائے خلائق اور ہادی امت ہو

مسلک دوم شرائط امام مین بحسب مشہور امام مین تین شرطین ہونی ضرور ہین **پہلی** یہ کہ امام کو چاہیے کہ سب باتونمین تمام امت سے افضل ہو مثل شجاعت وسخاوت ومروت وخلق ودیگر صفات کمالیہ خصوصًا علم کے والّا تفضیل مفضول وترجیح مرجوح لازم آئیگی اور یہ قبیح ہی حق تعالےٰ فرماتا ہی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون آیا برابر ہو سکتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین اور وہ لوگ جو نہین جانتے پھر فرماتا ہی افمن یھدی الی الحق احق ان یُتّبع امّن لا یھدی الّا ان یُھدٰی فما لکم کیف تحکمون آیا جو شخص کہ ہدایت کرتا ہے راہ حق کی طرف وہ سزاوار تر ہی اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص جو خود راہ ہدایت نہین پاتا ہی مگر یہ کہ ہدایت کیا جاے کیا ہوا ہی تم لوگونکو کیونکر حکم کرتے ہو اِس سے ثابت ہوا کہ عالم وہادی کے ہوتے ہوے شخص غیر عالم وغیر مہتدی کبھی ترجیح نہین دیا جا سکتا **دوسری** امام کو چاہیے کہ معصوم ہو اور یہ بات اجماعیات امامیہ سے ہی اور دلائل عقلی ونقلی کتاب وسنت سے اس بارہ مین بہت ہین منجملہ دلائل عقلیہ کے یہ ہی کہ امام واسطے زجر اور روکنے خلائق کے افعال قبیحہ اور گناہونسے ہوتا ہی پس اگر معصوم نہو تو خود محتاج زاجر کا ہوگا اور اگر وہ زاجر بھی معصوم نہو تو وہ بھی محتاج ہوگا کسی دوسرے زاجر کا وہلم جرًا اور مصداق خود فضیحت دیگرے بالفصیحت کے ہوگا اور قرآن سے آیۂ لا ینال عھدی الظالمین یعنے عہد امامت ظالمونکو نہین پہونچتا اسکا شاہد ہی کیونکہ ہر فاسق ظالم لنفسہ ہی پس سزاوار عہد امامت نہین ہو سکتا اور نیز آیۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہی یعنے اطاعت کرو تمکو

خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اونکی جو صاحبان حکم تم لوگونمین ہون اس سے
بھی عصمت مفہوم ہوتی ہی کیونکہ اس سے اتحاد اطاعت خدا و رسول اور اولی الامر
ثابت ہوتا ہی اور اطاعت خدا و رسول اطاعت مطلقہ ہی پس اطاعت اولی الامر بھی
اطاعت مطلقہ ہوگی ورنہ اطلاق ایک لفظ کا ایک ہی مقام پر دو معنونمین لازم
آویگا اور یہ بالبداہتہ باطل ہی اور صاحب اطاعت مطلقہ ضرور ہی کہ معصوم ہو
ورنہ اطاعت فی المعصیتہ لازم آویگی ولا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق
اور بھی آیۂ تطہیر برہان بین اوپر عصمت کے ہی اور احادیث مین سے یدور الحق
مع علی حیث دار ہی یعنے حق علیؑ کے ساتھ پھرتا ہی جدھر وہ پھرتے ہین جیسا کہ
صحاح اہل سنت مین ہی اور دوران حق ساتھ کیسکے بدون عصمت محال ہے
اسلیے کہ خطا و معصیت حق نہین ہوسکتے بالجملہ اکثر وہ دلائل جو عصمت انبیا پر قائم
ہوے ہین بعینہا عصمت ائمہ مین بھی جاری ہین فلا تغفل مگر اہل سنت نے
جب دیکھا کہ اس شرط کے لگانیسے تو بڑی مشکل پڑیگی ہمارے امام اور خلفا ثلثہ
کی خلافت تو بالکل باطل ہوجائیگی اس سبب سے وہ معصوم ہونیکے قائل نہین
ہین کیونکہ اونکے خلفا زمانہ جاہلیت مین برابر بُت پوجا کیے شراب پیا کیے ابوبکر
نے چالیس برس کے سن مین اسلام قبول کیا بلکہ انکے بیان ثابت ہی کہ امام سے
اگر فسق و فجور ظاہر ہو جیسے چوری زنا لواطہ وغیرہ تو بھی اوسکی خلافت نہین
جائیگی وہ شخص امام مفترض الطاعۃ باقی رہیگا جیسا کہ عقائد نسفی مین ہی لا ینعزل
الامام بالفسق والجور یعنے امام سے اگر فسق اور ظلم ظہور مین آوے تو وہ
معزول نہوگا حالانکہ خدا تعالے فرماتا ہی واما الذین فسقوا فمأوٰھم النار

ص ۱۱۴
شرح چہاپہ لکھنؤ

جو لوگ فاسق ہین اونکی جگہ جہنم ہی اُس سے معلوم ہوا کہ امام کو ضرور ہی کہ اوّل عمر سے آخر عمر تک گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک و پاکیزہ ہو اور معنی عصمت کے اور بعض دلائل اوسکے مبحث نبوت کے مسلک دوم مین بیان ہوے فلا نعیدہ ھھنا ۔ مرۃ ثانیۃ **تیسری** یہ کہ امام کو چاہیے کہ سید ہاشمی ہو اور مثل پیغمبر کے والاحسب عالی نسب ہو اور نیز اون عیوب سے جو باعث نفرت خلائق ہون مبرا ہو جیسے جذام و برص و بد خلقی و بخل وغیرہ جیسا کہ مبحث نبوت مین بیان ہوا ؛

مسلک سوم طریقہ امام کے پہچاننے کا کئی طرح سے ہی **ایک** یہ کہ امام منصوص ہو یعنے رسول یا امام سابق لاحق کے واسطے نص کر جاے کہ یہ بعد ہمارے امام ہوگا جیسا کہ بارھون امام مین پایا جاتا ہے **دوسرے** یہ کہ امام افضل ہوتا ہی سب صفات کمالیہ مین تمام امت سے **تیسرے** یہ کہ وقت ضرورت و مقابلہ کے اوس سے معجزہ ظاہر ہو جسطرح محمد بن حنفیہ اور امام زین العابدین علیہ السلام سے دربارۂ امامت کے گفتگو ہوئی اور دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا تو اوسنے محمد بن حنفیہ کا کچھ جواب نہ دیا اور امام زین العابدین کا جواب دیا اور کہا بیشک آپ امام ہین مگر جب اہل سنت نے دیکھا کہ یہ سب باتین تو ہمارے خلفا مین پائی نہین جاتین نہ تو کسیکو رسول نے ان ثلثہ مین سے اپنا خلیفہ مقرر کیا نہ کوئی انمین سے فی الواقع جمیع امت سے افضل ہی نہ کوئی معجزہ ان لوگونسے ظاہر ہوا اس سبب سے یہ لوگ اِن سب باتونکے امام مین پائے جانیکے قائل نہین ہین بلکہ کہتے ہین جسکو دس یا پانچ شخص ملکر خلیفہ بنا دین

وہی خلیفۂ رسول ہی چاہے وہ شخص کیسا ہی ہو بلکہ اگر ابتداءً ایک شخص بھی کسیکو خلیفہ کرے تو وہ خلیفۂ رسول ہوجائیگا جسطرح سقیفۂ بنی ساعدہ مین عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا پس وہ کل عالم پر مفترض الطاعۃ ہوگئے

اثبات خلافت جناب امیر

مسلک چہارم اثبات امامت و خلافت حقۂ قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المؤمنین مظہر العجائب والغرائب علی بن ابیطالب علیہ السلام مین

واضح ہو کہ بڑا امر اہم دین اسلام مین اور مسئلہ معرکۃ الآرا اہل اسلام کے امر خلافت ہی سُنی کہتے ہین کہ خلیفۂ رسول بعد پیغمبر آخر الزمان کے ابوبکر بعد ازان عمر بعد ازان عثمان بعدہ حضرت علیؑ ہین اور شیعہ کہتے ہین ایسا نہین ہی بلکہ خلیفہ رسول و افضل ترین خلائق بعد او بحضرتؐ کے بلا فصل جناب امیر علیہ السلام ہین اور حضرت علیؑ کے ہوتے ہوے (جنکو پیغمبر خدا نے اکثر مقام مین کنایۃً و صراحۃً ہر طرح اپنا جانشین قرار دیا تھا) ان اصحاب ثلثہ کو کوئی عہدہ اور کسی قسم کا منصب خلیفۂ نبی کا نہین پہونچتا ہی خلاصہ مذہب شیعہ مین سیکڑون کتابین اس مطلب کے اثبات مین لکھی گئی ہین منجملہ اونکے ایک کتاب الفین ہی کہ جسمین دو ہزار دلیلین اس مطلب پر بیان ہوئی ہین لیکن ہم نظر باختصار اولاً اثبات خلافت حقہ جناب امیرؑ مین صرف ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث پر بموجب ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اکتفا کرتے ہین اور ثانیاً کچھ مطاعن خلفاء ثلثہ جس سے عدم لیاقت خلافت بلکہ نفاق و ارتداد انکا ثابت ہوتا ہی بطور نمونہ از خروارے انمین کی کتابونسے لکھینگے کہ حق و باطل شخص منصف و عاقل پر صاف ظاہر ہوجائیگا و من لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر اور دشمنان انصاف

اور صاحبانِ اعتساف کے لیے تو بیانات شافیہ اور آیات بینات وافیہ خدا اور رسول
بکار آمد نہین یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین
نہ ایمان لانا ابوجہل اور ابولہب کا باوجود سمجھانے اور معجزات دکھانے جناب
رسولخدا کے عبرت کے لیے کافی اور وافی ہی ؎

فہم سخن چون نکند مستمع		قوت طبع از متکلم مجوے	

ھدایہ جاننا چاہیے کہ مقام مناظرہ مین چند امرونکا خیال نہایت ضرور ہی
پہلا امر مناظر کو خواہ کتابۃً ہو خواہ شفاہاً چاہیے کہ طلب حق مقصود ہو اور
راہ استقامت سے باہر ہو کر جادۂ عصبیت پر قدم نرکھے مگر ہم حضرات اہلسنت
وجماعت کو (خصوصًا اون لوگونکو جو شرح ملا پڑھکے چند حدیثین صحیح بخاری ومسلم
کی یاد کرکے نیم ملا ہو گئے) دیکھتے ہین کہ چند رسالے جو تعصب سے بھرے ہوے ہین
زبانِ اردو مین تصنیف کرکے شائع کیے ہین اور اونمین وہ وہ تدلیس اور تلبیس اور
عام فریبی بتاتی شاہصاحب کی ہی کہ بیان سے باہر ہی اگر احقاق حق مدنظر ہوتا
تو ہرگز تدلیس اور تلبیس عمل مین نہ لاتے تحفہ اور اوسکے جوابات کے دیکھنے سے ہر فارسی فہم
جان سکتا ہی کہ شاہصاحب نے کسقدر مضامین خلاف واقع سے سخن سازیان
فرمائی ہین خدا اسکی جزا اونکو دے وقد فعل اور یہ سب اہتمام سخن سازی
نہ تھا مگر اسلیے کہ عوام کالانعام اور ضعفاے شیعہ اونکے دام فریب مین آجائیں۔
اور راہ استقامت کو چھوڑکر سلوک مسلک ضلالت اختیار کرین استغفر اللہ
ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؛ ایسے ہی لوگونکی نسبت مولوی
روم نے کہا ہی ؎

در اثبات مناظرہ

اے بسا ابلیس آدم طلعت است		پس بہر دستے نباید داد دست

دوسرا امر یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ حلیم ہو نہ یہ کہ بعض صحابہ کی طرح سے کمانی صحیح البخاری افظ واغلظ ہو کیونکہ نفسانیت اور غیظ وغضب کو راہ دینے سے اصل مقصود فوت ہوجاتا ہی خدا فرماتا ہی ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك یعنے ای رسول اگر تو درشت اور تند مزاج ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے اور سیرت انبیا سے ظاہر ہوتا ہی کہ جب وعظ فرماتے تھے اور اثبات حق کرتے تھے تو کفار کسقدر غیظ وغضب مین آتے تھے اور درپے ایذا رسانی وآمادۂ قتل ہوتے تھے یہی حال ہم ان حضرات اہل سنت وجماعت کا دیکھتے ہین کہ جب شیعے وعظ کہتے ہین اور اثبات حق کرتے ہین یا احقاق حق مین کوئی کتاب لکھتے ہین تو یہ حضرات اوسکے جواب سے عاجز اکر بغیظ وغضب درپے ایذا رسانی وآمادۂ قتل ہوتے ہین اور اگر اسکا موقع ہاتھ نہ آیا تو بہ بیچارگی وزبونی واغوثاہ واغوثاہ پکارتے ہوے کچہری کی طرف دوڑتے ہین اگر مرد میدان ہوتے تو بزبان قلم جواب دیتے نہ یہ کہ مجسٹر صاحب کو اپنا غوث الاعظم بناتے **تیسرا امر** جسکا لحاظ بہت ضرور ہی یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرے اپنے مخالف ہی کی کتاب سے اوسکا ثبوت دے کہ جسکو خود مخالف بھی تسلیم کرے نہ یہ کہ اپنی کتابونسے اپنے دعوے پر ثبوت لائے جسطرح سے اہل سنت فضائل ثلثہ کو صحیح بخاری ومسلم وغیرہ سے ثابت کرتے ہین بہلا خصم اونکا اس بات کو کب مانیگا واضح رہے کہ غلامان حیدر کرار وشیعیان اہل بیت اظہار کبھی فضائل اہل بیتؑ اور نفاق وارتداد

ص ۵۲۰
ج اول چھاپہ میرٹھ

بعض صحابہ کو مقام مناظرہ مین اپنی کتابونسے نہین ثابت کرتے ہین بلکہ کتب مخالفین ہی سے اپنا اثبات حق کرتے ہین اور جاننا چاہیے کہ اختیار کرنا کسی مذہب اور دین کا بطور سرسری ظن وتخمین بغیر حصول علم ویقین جائز نہین ہی بلکہ چاہیے کہ جنبۂ عصبیت کو دل سے دور کرے اور انصاف اور حق پسندی کو اختیار کرے اور بدلیل قطعی عقل ونقل متفق علیہ حقیت مذہب پہچانے نہ یہ کہ بموجب انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون کے مذہب آبائی پر چلا جاوے اسی سبب سے ہمکو ابتدا سے شوق کتب مبنی مذہب فریقین رہا اس خیال سے کہ ان دونون مذہبون مین جو حق ہوگا اوسی کو اختیار کرینگے بعد سیر کتب فریقین کے ہمکو حقیت مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی بخوبی ثابت ہوئی اور یہ بات کماحقہ متحقق ہوئی کہ حق جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا نہ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کیونکہ جناب رسول خدا فرما چکے ہین الحق مع علی وعلی مع الحق حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہین وھا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الودود۔ دلیل اول اثبات خلافت حقہ جناب امیر مین آیۂ تبلیغ ہی خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنے اے رسول جو تمکو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہی اوسکو پہونچاؤ اور اگر ایسا نکروگے تو تمنے اوسکی رسالت ہی نہین پہونچائی اور کچھ خوف نکرو خدا تمھاری حفاظت کریگا تفسیر نیشاپوری تفسیر ثعلبی تفسیر درمنثور سیوطی تفسیر اسباب النزول واحدی تفسیر ابن مردویہ

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر شاہی کہ یہ سب تفاسیر معتبرہ اہلسنت سے ہین اور شاہ
عبدالعزیز دہلوی اور اونکے شاگرد رشید رشیدالدین خان اور صاحب منتہی الکلام
نے ان تفاسیر کے مشہورہ معتبرہ ہونیکا جابجا اقرار کیا ہی آن تفسیرونمین بتفاوت
یسیر منقول ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی علی بن ابیطالب کے بارہمین روز غدیر خم
پس حکم ہوا خدا کا پیغمبر کو کہ دربارۂ علیؑ کے تبلیغ رسالت کرو پس رسول خدا نے
ہاتھ علیؑ کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ جسکا مین مولے وآقا ہون علیؑ اوسکے مولیٰ وآقا
ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو
جو علیؑ کو دشمن رکھے اور قریب اسی مضمون کے بہت سی کتب معتبرہ اہلسنت
مین بھی موجود ہی جیسے کتاب مودۃ القربیٰ کتاب فصول مہمہ کتاب توضیح
الدلائل کتاب مفتاح النجا کتاب مطالب السئول کتاب عمدۃ القاری
شرح صحیح البخاری وغیرہا اور تفسیر کبیر فخرالدین رازی مین ہی کہ ابن عباسؓ
اور براء بن عازب کہ یہ دونون صحابی جلیل القدر ہین اور اہل بیت طاہرینؑ
سے امام محمد باقر علیہ السلام یقیناً اور حتماً وجزماً اسیکے قائل ہین کہ یہ آیۂ وافی ہدیٰ
دربارۂ تبلیغ حکم ولایت اور فضیلت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے نازل ہوا
بلکہ تفسیر ابن مردویہ مین جسکو شاہ عبدالعزیز نے تحفہ مین بہت معتبر کہا ہی
منقول ہی کہ زمانۂ رسول خدا مین تلاوت اس آیت کی یون تھی یا ایھا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے ای رسول پہونچاؤ اوس حکم کو

جو نازل ہوا ہی تمہارے پروردگار کی جانب سے کہ علیؑ آقا و سردار مؤمنونکے
ہین اگر اسمیں حکم کو نہ پہونچایا تو خدا کی پیغمبری تمنے ادا نہین کی آپ ہم تفصیل
ماجرائے غدیر محدثین کے محدثین اور علما کی کتابونسے لکھتے ہین مشکوۃ شریف
مین زید بن ارقم سے روایت ہوا ہی ان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم
اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم
قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی
فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن
ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ یعنے جب
رسول خدا غدیر خم مین آئے تو ہاتھ علیؑ کا پکڑکر فرمایا آیا تم لوگ نہین جانتے
کہ مین سب مؤمنین کے لیے اونکے نفسونسے اولی بتصرف ہون (یعنے اونکا
مالک اور صاحب اختیار و سردار ہون) سبنے بالاتفاق کہا ہان آپ
ایسے ہی ہین پھر حضرتؐ نے تاکیداً فرمایا تم لوگ نہین جانتے کہ مین ہر مؤمن
کے لیے اوسکے نفس سے بہتر ہون (اوسکے امور دینی اور دنیوی مین)
سبنے کہا البتہ آپ ایسے ہی ہین تب حضرتؐ نے فرمایا بارخدایا جسکا مین مولے
و آقا ہون علی بھی اوسکا مولے و آقا ہی خدایا تو دوست رکھ اوسکو جو علیکو
دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے بعد اسکے عمر نے
جناب امیر علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو آپکو اے ابن ابیطالبؑ
صبح کی آپنے اور شام کی آپنے درانحالیکہ مولا ہوے ہر مؤمن اور مؤمنہ کے

عبارت مشکوۃ
ص ۵۵۷
چھاپہ دہلی

ص ۶۱۶ چھاپہ دہلی
ص ۵۳۵ ج اول چھاپہ لکھنؤ

اور صحیح ترمذی مین ہی کہ رسول خدا نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی در اثنائے مراجعت
چون بمنزل غدیر خم کہ از نواحی جحفہ است رسید نماز پیشین را در اول وقت
گذارد و بعد ازان رو بسوے یاران کرد و فرمود الست اولی بالمؤمنین
من انفسھم آیا نیستم من اولے بمؤمنان از نفسہاے ایشان و روایتے آنکہ
فرمود گویا مرا بعالم بقا خواندند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در میان
شما دو امر عظیم میگذارم و یکے از دیگرے بزرگ تر است قرآن و اہل بیت مرا
بہ بینید و احتیاط کنید بعد از من کہ بآن دو امر چگونہ سلوک خواہید نمود و رعایت
حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید کرد و آن دو امر از یکدیگر ہرگز جدا نخواہند شد
تا لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود بدرستیکہ خداے تعالے مولاے من است
و من مولاے جمیع مؤمنانم و بعد ازان دست علی را بگرفت و فرمود
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ حیث کان
خلاصہ ان سب مراتب کے بعد حسان بن ثابت نے پیغمبر خدا ص سے
اجازت لیکر اس بارہ مین اشعار دلچسپ کہے ہین کہ جس سے خلیفہ بلا فصل
ہونا جناب امیر ع کا بخوبی سمجھا جاتا ہی اور ان اشعار کو حسان کے بہت سے
علماے اہل سنت نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہی اونمین سے ہم فقط ایک ہی
شعر پر اکتفا کرتے ہین ؎

فقال لہ قم یا علی فانني	رضیتک من بعدی اماما وھادیا

یعنے پیغمبر خدا نے غدیر خم مین فرمایا ای علیؑ اوٹھ کھڑے ہو کہ مین راضی ہوا کہ
تم میرے بعد امام اور ہادیِ انام ہو سنیو ذرا انصاف سے دیکھو اور پردۂ
غفلت کو آنکھو نسے اوٹھا دو اور تعصب و نفسانیت کو راہ نہ دو اب اس سے
بڑھکر کونسی بات ہوگی جو خلافت علیؑ پر دلالت کرتی ہو خیال کرو اولاً اخذ کو
علم تھا کہ اب رسولؐ ہمارے دو مہینے کے مہمان ہین اور آیندہ لوگونپر حجت
خدا باقی رہی جاتی ہی اور اسوقت جو لوگ ہر اطراف و دیار کے حج کے
واسطے جمع ہوے ہین (اور بروایت ثقات مؤرخین اہل سنت ایک لاکھ
سے زیادہ تھے) متفرق ہو جائینگے اور ایسا مجمع مدینہ مین پھر نہوگا تو یہ خلیفہ
کرنا پیغمبر کا تمام اطراف مین اِس دو مہینے مین مشتہر بھی نہوگا کیونکہ اوس
زمانہ مین نہ تار برقی تھی نہ اخبار چھپتا تھا اور بعد رسولؐ کے اگر خبر معلوم بھی
ہوگی تو بہت لوگونکو اوسکی تصدیق مین شک رہجائیگا اور پیغمبرؐ کے سامنے
یہ خبر مشہور ہونیسے جسکو شبہہ ہوگا پوچھ لیگا جیسا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین
اور بہت سے علمائے اہل سنت نے اپنی کتابونمین حارث بن نعمان کی
حکایت لکھی ہو لما کان رسول اللہ ص بغدیر خم نادی الناس فجمعوا
فاخذ بید علی بن ابیطالب فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع
ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری
فاتی رسول اللہ ص علی ناقۃ حتی اتی الابطح فنزل عن ناقتہ فاناخہا
وعقلہا ثم اتی النبی ص وہو فی ملاء من اصحابہ فقال یا محمد امرتنا
عن اللہ ان نشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا منک

حارث بن نعمان فہری

وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوٰۃ فقبلناہ وامرتنا ان نصوم
شہر رمضان فقبلناہ وامرتنا بالحج فقبلناہ ثم لم ترض بہذا حتی
رفعت بضبعی ابن عمک ففضلتہ علینا وقلت من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اہذا شیٔ منک امر من اللہ فقال والذی لا الہ الا ہو
ان ہذا من اللہ فولی الحارث بن النعمان یرید راحلتہ وہو یقول
اللہم ان کان ما قال محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا
بعذاب الیم فما وصل الیہا حتی رماہ اللہ بحجر فسقط علی ہامتہ
وخرج من دبرہ فقتلہ وانزل اللہ عز وجل سأل سائل بعذاب واقع
للکافرین لیس لہ دافع یعنے جب رسول خدا غدیر خم مین پہونچے اور
لوگونکو جمع کیا اور ہاتہ علیؑ کا پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہ بات
بسبب متفرق ہونے لوگونکے تمام بلاد مین مشہور ہوئی یعنے پیغمبر نے علی کو اپنا خلیفہ
اور جانشین کیا ہی یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو بہی پہونچی یہ سنکر وہ اونٹ پر
سوار ہوکر مدینہ مین پیغمبر خدا کے پاس آیا اور اونٹ سے اوترکر اوسکو باندہ
دیا بعد اسکے حضرت کے پاس آکر بیٹہا اور اوسوقت رسول خدا کے پاس
بہت سے اصحاب بیٹہے تہے کہنے لگا ای محمد آپنے حکم کیا کہ کلمہ پڑہو اور شہادت
دو کہ خدا ایک ہی اور آپ اوسکے رسول ہین ہم لوگون نے قبول کیا آپنے
حکم کیا کہ پانچ وقت کی نماز پڑہو اسکو بہی قبول کیا آپنے حکم کیا کہ زکوٰۃ
دو یہ بہی قبول کیا آپنے حکم کیا کہ تمام مہینا رمضان کا روزہ رکہو یہ بہی ہمنے
مان لیا آپنے حکم کیا کہ حج خانۂ کعبہ کرو اسکو بہی ہم نے منظور کیا اتنی باتون پر آپ

راضی نہوے یہانتک کہ اپنے بھائی کے بازو اوٹھا کر اونکو خلیفہ کیا اور ہم سب لوگونپر
اونکو فضیلت دی اور کہا جسکا مین مولی ہون اوسکا علیؑ مولا ہی یہ بات آپکی طرف سے
تھی یا خدا کی طرف سے حضرتؐ نے فرمایا قسم ہی اوس خدا کی جو وحدہ لاشریک
ہے یہ بات خدا ہی کی جانب سے تھی یہ سنکر حارث اپنی سواری کی طرف یہ
کہتا ہوا چلا خداوندا اگر یہ بات جو محمدؐ نے کہی ہی سچ ہی تو تو اوس شخص پر
آسمان سے پتھر برسا یا عذاب دردناک نازل کر راوی کہتا ہی وہ اپنی سواری
تک نہ پہونچا تھا کہ خدا نے ایک پتھر اوسکے سر پر گرایا کہ نیچے سے نکل گیا اور
واصل بجہنم ہوا اوسوقت خدا نے یہ آیت نازل کی سال سائل الآیۃ یعنے
سوال کیا ایک سائل نے اوس عذاب کا جو کافرونکے واسطے ہی کہ اوسکو کوئی
دفع نہین کرسکتا ہر کیف انھین وجہونسے پروردگار عالم نے چاہا کہ خلائق پر
اپنی حجت بوجہ اکمل تمام کرے تاکہ قیامت مین جب خدا پوچھے کہ تمنے علیؑ کا
ساتھ کیون چھوڑا اور ثلاثہ کا ساتھ کیون دیا تو اوسپر یہ الزام عائد نہو کہ
لوگ کہین خداوندا تونے اپنے رسولؐ کو کیون حکم نہین دیا کہ وہ اپنا خلیفہ کسیکو
کر جاتے اسی سبب سے بعد وفات تیرے نبیؐ کی ہم لوگ اونکے کفن و دفن
مین بھی شریک نہوے اور کمیٹی کرکے جہان پر شورہ باطل ہوا کرتا تھا بعد جھگڑے
اور تکرار کے اپنی رائے سے ایک شخص بڈھا دیکھکر خلیفہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا
اگرچہ اس رائے مین بنی ہاشم اور علیؑ شریک نہ تھے تاہم حق تعالی نے اپنے
رسولؐ سے کسقدر تاکید کی تبلیغ رسالت مین (جو دربارہ خلیفہ کرنے علیؑ کے تھی)
فرمایا ای رسول اگر ایسا نکروگے اور اس حکم خاص کو نہ پہونچاؤگے یعنے علیؑ کو

خلیفہ نہ مقرر کردگے تو تمنے گویا ہماری کوئی رسالت ہی نہ پہونچائی ہوگی ثالثاً رسول خدا کو سبب نازل ہونے آیۂ تبلیغ کے (جو نص صریح موکد بتاکید اکید ہو خلیفہ کرنے پر علیؑ کے) ایک قسم کا خوف منافقوں کی جانب سے تھا کہ یہ لوگ علیؑ سے تو عداوت اور حسد رکھتے ہی ہین مبادا کہین بلوا کرین اس سبب سے خدا سے عرض کی خداوندا مین اس امر عظیم کی کیونکر تبلیغ کرون مجھے خوف ہو کہ یہ لوگ میری تکذیب کرین اور فساد کرین مین تجھ سے امیدوار ہون کہ مجھکو انکے شر سے بچا اور میری حفاظت کر پس واسطے تسکین رسولؐ کے خدا نے یہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس تم خوف نکرو تمکو ان لوگونسے کچھ ضرر نہ پہونچیگا خدا تمہاری حفاظت کریگا رابعاً اب اہتمام رسول خدا کو خیال کرو کہ اس شدت گرمی مین کہ تپش اور زمین کے دہکنے کی وجہ سے بعض لوگ اپنی چادر تلوونکے نیچے رکھ لیتے تھے جیسا کہ مورخین نے لکھا ہو کسقدر اہتمام کیا اولاً لوگونکو جمع کیا اور منبر نہین تھا تو پالانہاے شتر کا منبر بنایا اور ہاتھ بھی علیؑ کا پکڑا اور بلند کیا کہ سب دیکھ لین کسیکو شبہ باقی نرہے ایسا نہو کہ اپنے گھر و نہر پہونچکر کہین کیا معلوم اونھون نے کس علیکو خلیفہ کہا تھا اوس مجمع مین اس نام کے بہت سے لوگ تھے خامساً جب اونحضرتؐ نے پہلے سب لوگونسے اپنے بہتر اور اولے بتصرف ہونیکا ساتھ قول اپنے الست اولی بکم من انفسکم کے اقرار لے لیا تو ساتھ ہی اسکے فرمایا جسکا مین مولے ہون اوسکے علیؑ مولے ہین پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جسطرح نبیؐ کو امور مسلمین مین اختیار تھا اوسی طرح علیؑ کو بھی ہر طرح کا اختیار تھا اور جسطرح نبی سکے

مالک اور مختار تھے اوسی طرح علیؑ بھی سب لوگونکے مالک و مختار تھے سادسا
واسطے ترغیب لوگونکے کہ طرف علی کے رجوع کرین اور اس استخلاف کو
امر سہل سمجھکر بھول نہ جائین پیغمبر خداؐ نے علیؑ کے دوستونکے واسطے دعا اور
دشمنونکے واسطے بد دعا کی خلاصہ ان سب باتونسے اعلم الیقین خلیفہ بلافصل ہونا
جناب امیرؑ کا سمجھا جاتا ہے مگر افسوس حضرات اہلسنت مدارج نفس سوءکو
بھولے اور اونسے ہاتھ اوٹھایا اور مے محبت ابو بکری مین بمقتضائے و
اشربوا فی قلوبہم العجل ایسے سرشار ہوے کہ حب الشیء یعمی ویصم کی
مصداق ہوگئے اور زمام انصاف کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا بھلا کوئی عاقل
تجویز کر سکتا ہے کہ جسکے واسطے یہ سب اہتمام منجانب خداوند جبار اور رسول مختارؐ
ہون وہ تو خلیفہ نہو بلکہ اوسکو خبر تک نکرین اور اوس سے رائے تک نہ پوچھین
اور غیر لوگ کمیٹی کرکے خلیفۂ رسول ہوجائین ع این خلافت نستدر ظرافت
شد ۔ الحاصل جب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو علے رؤس الاشہاد اپنا
خلیفہ اور جانشین کر دیا تو باتفاق ناگہانی خلیفۂ ثانی بلکہ وہ صاحب بھی
جنکے یہ حضرت بانی سبانی تھے جناب امیرؑ کے پاس پہونچ گئے اور دیکھکر کہنے لگے
بخ بخ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ
جیسا کہ ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب مین وغیرہ نے فی غیرہ لکھا ہے
اور بنا بر روایت مشکوۃ وعلائہ نیشاپوری ھنیئا لک یا ابن ابیطالب ع
واقع ہوا ہے مبارک ہو مبارک ہو آپکو اے ابن ابیطالبؑ کہ آج سے آپ
ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے مولے ہوے اور معارج النبوۃ اور

ص ۱۷۳
جلد دوم چاپہ بمبئی

روضۃ الصفا و حبیب السیر مین لکھا ہی کہ بعد ان سب مراتب کے جناب امیر المؤمنین
اپنے خیمہ مین آکر بیٹھے پس لوگ خیمہ مین آآکر مبارکباد دیتے تھے بعد ان لوگونکے
ازواج نبی نے بھی پیغمبر خدا سے اجازت لیکر خیمۂ جناب امیر مین آکر مبارکباد دی
اور منجملہ اون اصحاب کے عمر نے بھی مبارکباد دی مگر بڑے افسوس کی بات ہی
کہ خلافت مآب نے اس اپنے قول کو روز سقیفہ بھلا دیا اور نسیاً منسیا کر دیا جبکہ
روز سب مہاجر و انصار مین جھگڑا ہوتا تھا ایک کہتا تھا ہم مین سے امیر ہو دوسرا
کہتا تھا نہین ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا تھا یہ سب جانے دو آؤ ہم تم دونون
صلح کرلین کسیلیے لڑین جھگڑین ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے ہو پھر
کوئی کہتا تھا ایسا نہین ہوگا بلکہ ہم مین سے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک
وزیر ہو جیسا کہ صحیح بخاری مین ماجرائے روز سقیفہ مین بالتفصیل مذکور ہے
آخر خلیفۂ ثانی نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور کہا آؤ ہم تمسے بیعت کرین کہ تم سب مین
بڑے ہو آوس روز عمر نے یہ نہ کہا کہ تم لوگ کیون جھگڑتے ہو علی تو موجود ہین
جنکو پیغمبر نے ہمپر اور تم سب پر خلیفہ کیا ہی اور ہم مبارکباد بھی دیچکے ہین ہماری
مبارکباد لغو ہو جائیگی مگر وہان تو یہ خیال تھا کہ اگر ہم علی کو خلیفہ کر دینگے تو
وہ کب ہمارے کہنے مین رہینگے اور اگر ہم خود خلیفہ ہو جائین تو لوگ نفسانیت
اور خواہش دنیا کی طرف نسبت دیکر چین سے رہنے نہ دینگے آؤ ابو بکر کو
خلیفہ بنا دین اول تو یہ ہمارے کہنے سے باہر نہین ہونگے دوسرے یہ بڈھے
مہان چند روزہ ہین دو تین برس مین تمام ہو جائینگے پھر تو سوائے ہمارے
اور کون ہو سکتا ہی اگر ابو بکر ہمارے واسطے وصیت نکرینگے تو ہم فوراً الزام

دینگے کہ اگر ہم تمھارا ہاتھ نہ پکڑتے اور دستگیری نکرتے تو تم کبھی خلیفہ نہوتے
اب تم ہمکو کیون محروم کیے جاتے ہو یہی سب خیال کرکے عمر نے ابوبکر کو
خلیفہ بنایا بہرحال روز غدیر خم جب یہ سب مراتب طی ہوچکے اور علیؑ کو
حضرت رسولؐ اپنا خلیفہ بنا چکے اور ابھی لوگ متفرق نہین ہوے تھے
کہ (بروایت اخطب خوارزم وبنا بر روایت ابن مغازلی فی کتابی المناقب
لعلی بن ابیطالب ع و بنا بر روایت ابن مردویہ وحافظ ابونعیم وغیرہ) یہ
آیہ نازل ہوا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا یعنے آجکے روز تم لوگونکے واسطے مین نے دین کو کامل
کردیا اور اپنی نعمت کو تمھارے اوپر تمام اور پورا کردیا (بسبب آقائی اور
سرداری امیرالمؤمنینؑ کے) اور راضی ہوا مین اور پسند کیا مین نے تم لوگونکے
دین اسلام کو بعد اسکے رسول خدا نے یہ خطبہ پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر علی
اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی
ابن ابیطالب بعدی یعنے شکر کرتے ہین ہم خدا کا اور وہ سب سے بڑا ہے
کہ ہمارے دین کو اوسنے کامل کیا اور نعمت کو اپنی تمام کیا اور ہماری رسالت
سے راضی ہوا اور اس بات سے کہ علی کو بعد میرے ولایت ہوئی خوش ہوا
اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تبلیغ نہین تھی مگر واسطے کسی امر جلیل وعظیم کے جسکے سبب سے
دین خدا کامل ہوا اور اللہ نے اپنی نعمت کو پورا کیا اور وہ نہین ہے مگر امامت
وخلافت جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کے لیے اور پیغمبر خدا نے تو خطبہ مین
تصریح فرمادیا والولایۃ لعلی بن ابیطالب بعدی یعنے ولایت

و امامت سے علی بن ابیطالب ؑ کی جو بعد میرے اونکو ہوئی ہی خدا خوش ہوا خلاصہ خدا نے خلائق پر اوس روز اپنی حجت تمام کردی اور دین نبی کو ناقص اور مہمل نہین چھوڑا بلکہ کامل کردیا اب اگر بعد اسکے بسبب ہوا جس نفسانی اور اغواے شیطانی یہ لوگ حجت خدا کو نہ جانین تو خدا پر الزام نہین آسکتا

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

واضح ہو کہ حدیث غدیر خم بہت مشہور اور متواتر ہی کہ کوئی صاحب دیانت انکار نہین کرسکتا ہمنے بنظر اختصار دو تین راویون سے لکھا ہی والّا راوی اس حدیث کے سیکڑون ہین چنانچہ ابن مغازلی نے کتاب مناقب مین لکھا ہی کہ حدیث غدیر خم کو قریب ستّر صحابیون نے روایت کیا ہی کہ اونمین بیس عشرۂ مبشرہ بھی ہین اور وہ حدیث ایسی ہی کہ ثابت ہی اور کوئی علت و نقص ہم اوسمین نہین دیکھتے ہین اور علیؑ اس فضیلت مین متفرد ہین اور کوئی اونکا شریک نہین ہی

تنبیہ اِس مقام پر اکثر اہل سنت نے جب دیکھا کہ اس حدیث سے تو بڑی قباحت لازم آتی ہی سارا کھیل بگڑا جاتا ہی بالکل حمل اجماع سقیفہ کہ انعقاد اوسکا کبھی بوجہ شرعی نہ تھا ساقط ہوا جاتا ہی ساری خلافت خلفائے ثلاثہ کی درہم و برہم ہوئی جاتی ہی تو اس حدیث مین نقص لگانے لگے اور آفتاب پر خاک ڈالنے لگے تو کہا کہ یہ حدیث متواتر نہین ہے حالانکہ ہمنے اوپر بیان کیا کہ اس حدیث کو ستّر صحابیون سے زیادہ نے روایت کیا ہی اگر اون سب روایتونکو ہم لکھین تو ایک بڑی جلد کتاب

اسی مین ہو جائے چنانچہ ابن عقدہ نے ایک کتاب مخصوص اس حدیث غدیر مین
لکھی ہی اور شیخ ابن کثیر شامی شافعی نے اپنی تاریخ مین محمد بن جریر طبری کے
حال مین لکھا ہی کہ وہ ابو المعالی جوینی شیخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ وہ
تعجب کرتے تھے کہ مین نے بغداد مین ایک جلد کتاب صحاف کے بیان دیکھی
اوسکی پشت پر لکھا تھا یہ اٹھاسیسوین جلد ہی حدیث غدیر خم کی ایسی حدیث
کو غیر متواتر کہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہی بعض مقامات مین یعنے روایت
صاوۃ ابو بکر کو جسکو آٹھ صحابہ نے روایت کیا ہی انکے علمانے اوسکو متواتر
کہا ہی بلکہ ایک حدیث کو چار ہی صحابہ نے روایت کیا ہی اوسکو بھی متواتر کہا ہے
پس تعجب ہی کہ سو صحابی کی روایت تو متواتر نہوا در آٹھ اور چار کی متواتر
ہو جائے بجز تعصب و عناد اور بغض و لداد کے اور کس امر پر محمول ہو دوسرے
یہ اعتراض کرینگے کہ ہمنے انکار کیا یہ حدیث صحیح بھی ہو تو کہین مولی کے معنے
اولی کے نہین آئے ہین بلکہ یہان دوست کے معنے مراد ہین یعنے حضرت نے
فرمایا جسکا مین دوست ہون اوسکے علی دوست ہین سبحان اللہ کشتی نجات سے
تخلف کرکے دریاے محبت ثلثہ مین ایسے غرق ہوے کہ ناقہ عشوا کیطرح
ہاتھ پاؤن مارنے لگے اور حدیث غدیر خم مین جو قاعدہ بنا رخلافت ثلثہ ہی
تاویلات باردہ کرنے لگے یہ کیا حق پوشی اور ناحق کوشی ہی ذرا انصاف سے
دیکھو کہ خداوند جبار کا تاکید کرنا اور رسول مختار کا اوس دھوپ مین
لوگونکو جمع کرنا یہانتک کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے اونکو پھیر بلایا اور جو لوگ
پیچھے رہگئے تھے اونکا انتظار کیا تا اینکہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہوے

یعنے عبارت کا ملخص
الجلال الناقص والعشرون
من صفر من کتب
مسلکا فعلے معلوما
ایکار ایست از ارمان
موصلے یعنے اوسے

کیا یہ سب اہتمام فقط اسی واسطے تھا کہ حضرت کہین جسکا مین دوست ہون اوسکے
علیؑ دوست ہین اور حضرت عمر اور سب اصحاب اور امہات مؤمنین اسی کی مبارکباد
دین کہ آج سے آپ ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے دوست ہوے یعنے ابتک تو
آپ سب مسلمانونکے پورے دشمن تھے آج سے سبکے دوست ہوگئے اس بات مین
علیؑ کو مبارکباد ندینی تھی بلکہ سب مسلمانونکو مبارکباد دینی تھی کہ علیؑ ایسا شخص
جو ہمیشہ تمہارا دشمن تھا وہ آج سے دوست ہوگیا حاشا وکلا ایسا نہین ہی بلکہ خدا کا
تبلیغ رسالت مین تاکید کرنا اور پہلے حضرت کا یہ کہنا کہ مین تم لوگونکی جانونسے اولے
نہین ہون اور سب لوگونکا اقرار کرنا کہ ہان آپ ہم سبکے نفسونسے اولی ہین بعد اسکے
فوراً حضرت کا فرمانا پس جان رکھو کہ جسکا مین مولی ہون اوسکے علی مولی ہین اور
بعد اسکے عمر کا بلکہ سب لوگونکا مبارکباد دینا کہ آج سے آپ ہمارے اور سب مؤمن
اور سب مؤمنہ کے مولے ہوے ان سب باتونسے صاف ظاہر ہی کہ مولی بمعنی اولی
بلکہ اولی بتصرف کے ہین کیونکہ اولویت کے ساتھ کوئی قید نہین ہی اور جو مقید نہین ہوا
تو محمول علے العام ہوگا اور جب محمول علے العام ہوا تو تصرف بھی اوسمین داخل
ہوگا فثبت المطلوب اور دوستی مین ایک کی ساتھ دوسرے کے کیا فخر ہی
ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا دوست ہوتا ہی حق تعالے فرماتا ہے و
المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یعنے مؤمنین اور مؤمنات
بعض اونکے دوست ہین بعض کے اب ہم مولی کو بمعنے اولی بتصرف کے انیقی
کتابونسے بلکہ صحیح مسلم سے بلکہ صحیح بخاری سے جسکو یہ لوگ بعد کتاب باری سمجھتے ہین
ثابت کرتے ہین اور ان لوگونکے اعتراضات واہیہ کو سیاہ منثور اکر دیتے ہین

ثبوت معنی اولی
از صحیح بخاری

صحیح بخاری مین ہی عن ابی ہریرۃ ان النبی ص قال ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبتہ من کان ومن ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ یعنے ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کوئی مؤمن نہین ہی مگر یہ کہ مین اولے ہون ساتھ اوسکے دنیا اور آخرت مین اگر تمکو شک ہو تو اس آیت کو پڑھ لو النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم پس جو مؤمن مرے اور کچھ مال چھوڑے چاہیے کہ اوسکا قرابت دار وارث ہو جو کوئی ہوا اور اگر دین چھوڑے یا اہل و عیال محتاج کو چھوڑے پس چاہیے کہ وہ میرے پاس آوے کہ مین اوسکا مولے ہون قسطلانی نے ارشاد الساری مین وانا مولاہ کی تفسیر مین لکھا ہی ای ولی المیت اتولے عنہ امورہ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد مولی سے ولی بمعنے متولی امور کے ہی اور جو شخص متولی امور کسیکا ہوگا تو بیشک اولی بتصرف اوسکے امور مین ہوگا اور سیاق و سباق حدیث سے (کہ پیغمبر خدا نے پہلے تو اپنا اولی ہونا بیان فرمایا اور اوسپر آیت قرآنی سے استدلال کیا بعد اسکے فرمایا جو شخص چھوڑے دین یا اہل و عیال محتاج کو اوسکو چاہیے میرے پاس آوے کہ مین اوسکا مولے ہون) صاف ظاہر ہی کہ مولی بمعنے اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہی اور تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہی ما ولکم النار ہی مولیکم ہی اولی بکم کقول لبید ؎

فغدت کلا الفرجین تحسب انہ		مولی المخافۃ خلفہا واما مہا

صحیح بخاری کتاب الاستقراض ج اول چھاپہ میرٹھ ص ۳۲۳

تفسیر بیضاوی چھاپہ دہلی ص ۳۴۹

دیکھو یہان مولے کے معنے اولے کے مفسرین نے مراد لیے ہین اور اوسپر قول لبید کے استدلال کیا ہی اور عبد الرحیم نے اِس شعر کی شرح مین لکھا ہی الفرج موضع المخافة واراد بالمولے الاولے اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہے قد تکرر ذکر المولی فی الحدیث وھو اسم یقع علے جماعة کثیرة فھو الرب والمالك والسّید یعنے ذکر مولی کا حدیث مین اکثر آیا ہی اور اوسکے معنے بہت ہین یعنے پرورش کنندہ اور مالک اور سردار کے اور بھی بہت سے لوگون نے مولے کے معنے مالک اور سردار کے لکھے ہین اِس سے ثابت ہوا کہ مولی کے معنی اولی بتصرف اور متولی امور اور مالک اور سردار کے سب ہین والحمد للہ علے ذلك پس خیال کرو کہ جو شخص بفرمودۂ رسول خدا سب لوگونسے بہتر اور اولی بتصرف اور مالک اور سردار اور متولی امور مسلمین ہو وہ کیونکر بعد نبی خلیفۂ بلافصل نہین ہوسکتا ہی حالانکہ خود جناب امیر وقت استشہاد منبر رسول پر جاکر اپنی خلافت پر اس حدیث غدیر کو دلیل لائے ہین اور لوگونسے قسم دیکر اِس حدیث کو پوچھا ہی پس بارہ شخص اوٹھے اور گواہی دی کہ یہ حدیث سچ ہی مگر انس نے گواہی نہ دی حضرت نے اوسکے حق مین بد دعا کی کہ سفیدی درمیان دونون ابرو کے اوسکے ظاہر ہوئی کہ کسی طرح چھپ نہین سکتی تھی اور اس حدیث کو ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین اور حمیدی نے شواہد النبوة مین اور ابن مغازلی نے کتاب مناقب مین اور جمال الدین عطاء اللہ شیرازی نے کتاب اربعین مین لکھا ہی اور زید بن ارقم نے بھی بروایت شواہد النبوة اور براء بن عازب نے بروایت اربعین گواہی نہین دی حضرت کی بد دعا سے وہ دونون اندھے

ص ۵۴ شرح سبعہ معلقہ چھاپہ بریلی

ص لغت ولی چھاپہ طہران

ہو گئے اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب امیر المومنین بعد رسول خدا کے
خلیفہ بلا فصل تھے اور انکے ہوتے ہوے کوئی منصب ثلثہ کو خلیفہ ہونیکا نہ تھا
خصوصًا اوس صورت مین کہ خود عمر نے بلکہ ابو بکر نے بھی بروایت کتاب صواعق
وزین الفتی مبارکباد دی ہو اور اپنا آقا اور سردار بنایا ہو تو سردار اور
رئیس اور متولی امور کے ہوتے ہوے جو اوسکا ماتحت ہی وہ کب خلیفہ اور
حاکم ہو سکتا ہی اور بعض متعصبین نے جب دیکھا کہ یہ سب تاویلین ہماری کچھ
خوب ٹھیک نہین بنتین اور خلافت خلفاے ثلثہ کی بالکل درہم و برہم ہوئی
جاتی ہی تو ہار کر کہنے لگے ہمنے مانا کہ علی خلیفہ ہین تو اس سے یہ کب ثابت ہوا
کہ حضرت علی پہلے درجہ کے خلیفہ ہین کیون نہین ہو سکتا کہ یہ خلیفہ کرنا پیغمبر کا
غدیر خم مین چوتھے درجہ کی خلافت مقصود ہو جیسا کہ ناصبی دہلوی نے بھی لکھا ہے
پس یہ بات ایسی ہی کہ ایک لڑکا بھی سنکر ہنسنے لگے کیونکہ جسکو ذرا بھی
عقل ہوگی وہ کبھی قبول نکریگا کہ پیغمبر نے اتنا اہتمام کرکے اوس گرمی مین
لوگونکو جمع کرکے چوتھے درجہ کی خلافت تو بیان کی اور تین درجے اوپر کے
اوڑا دیے کچھ ذکر تک نہ کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے عزیز و قریب کو علے
رؤس الاشہاد خلیفہ کرے اور کہے کہ یہ ہمارے بعد ہمارا خلیفہ اور تم لوگونکا
سردار اور مالک ہی تو بعد مرنے اوس بادشاہ کے کیا لوگ یہی سمجھینگے کہ
اسکو چوتھے درجہ مین بادشاہ ہونا چاہیے پہلے تین درجے مین مصاحب ملازم
رفیق لوگونکو تخت پر بٹھانا چاہیے ع براین عقل و دانش بباید گریست ؛
علاوہ اسکے اس قول سے تمہارے عین مطلب ہمارا ثابت ہوا اور خلافت

خلفاے ثلثہ کی بالکل ہوا پر ہو گئی کیونکہ جناب امیرؑ کے واسطے خلافت کے بارہ میں
نص ثابت ہوئی اور حضرات ثلاثہ کے واسطے کوئی نص پیغمبرؐ نے نہیں کی جیسا کہ
حالات شوری و سقیفہ سے ظاہر ہو پس منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص
علیہ کب مقدم ہو سکتا ہے علے الخصوص جب کہ پیغمبر خداؐ نے ابو بکر و عمر کی خلافت
سے اپنی زندگی میں انکار بھی کیا ہو اور ان دونوں کا نام سنکر منھ پھیر لیا ہو
جیسا کہ بدر الدین شبلی حنفی نے کتاب اکام المرجان فی احکام الجان میں اور
شہاب الدین احمد نے کتاب توضیح الدلائل میں ابن مسعود سے روایت
کی ہے قال استتبعنی رسول اللہؐ لیلۃ الجن فانطلقت حتی بلغنا
اعلی مکۃ فخط علی خطا و قال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت
الرجال یخدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی و بینہ
فاخترطت السیف و قلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہؐ
ثم ذکر قولہ لا تبرح حتی أتیک قال فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر
فجاء النبیؐ و انا قائم فقال ما زلت علی حالک قال لو مکثت
شہرا ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال
لو خرجت ما التقیت انا و انت الی یوم القیامۃ ثم شبک اصابعہ
فی اصابعی و قال انی وعدت ان تومن بی الجن و الانس فاما
الانس فقد امنت و اما الجن فقد رایت و ما اظن اجلی الا
وقد اقترب قلت یا رسول اللہؐ الا تستخلف ابا بکر فاعرض
عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہؐ الا تستخلف عمر

فاعرض عنی فرأیت انه لم یوافقه قلت یا رسول الله لا استخلف
علیا قال ذلک والذی لا اله غیره لو بایعتموه واطعتموه ادخلکم
الجنه عبد الله بن مسعود کہتے ہین مجکو رسول خدا نے اوس شب جس رات کو
جنونسے ملاقات ہوئی ہی اپنے ساتھ لیا یہانتک کہ ہم سب ایک مقام بلند پر
مکہ کے پہونچے پس حضرت نے گرد میرے ایک نشان کر دیا اور فرمایا تو یہانسے
آگے نہ بڑھنا یہ کہکر آپ پہاڑ مین چلے گئے اوسوقت کچھ لوگونکو مین نے دیکھا
کہ پہاڑ سے اوترے یہانتک کہ میرے اور حضرت کے درمیان مین حائل ہوگئے
پس مین نے تلوار کھینچی اور دلمین سوچا کہ جاؤن ان لوگونکو مارکر رسول خدا کو
چھوڑا لاؤن ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ حضرت نے یہانسے ہٹنے کو منع فرمایا ہی
ابن مسعود کہتے ہین یہ خیال کرکے مین برابر وہین کھڑا رہا یہانتک کہ صبح ہوئی
اور حضرت تشریف لائے فرمانے لگے تو برابر اسیطرح کھڑا ہی مین نے کہا اگر
آپ ایک مہینے تک تشریف نہ لاتے تو بھی مین یہانسے نہ ٹلتا بعد اسکے جو میرے
دل مین گذرا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا اگر تو یہانسے ٹلتا تو پھر مجھ سے
اور تجھ سے قیامت ہی مین ملاقات ہوتی بعد اسکے حضرت نے اپنی انگلیونکو
میری انگلیونمین دیکر فرمایا مین وعدہ کیا گیا تھا کہ میرے ساتھ جن وانس
دونون ایمان لائینگے انسان تو ایمان لائے اور جنات کو بھی تو نے
دیکھا اب مین گمان کرتا ہون کہ میری موت قریب ہو پھر ابن مسعود کہتے ہین
مین نے کہا یا رسول اللہ پھر آپ ابوبکر کو خلیفہ کیون نہین کر جاتے یہ سنکر
حضرت نے منہ پھیر لیا مین سمجھا کہ حضرت کو ابوبکر کا خلیفہ ہونا منظور نہین ہی

تب مین نے کہا عمر کو خلیفہ مقرر کیجیے پھر حضرت نے منہ پھیر لیا تب مین سمجھا کہ عمر کا بھی خلیفہ ہونا حضرت کے موافق مرضی نہین ہی تب مین نے کہا علیؑ کو خلیفہ کیجیے فرمایا ہان یہ ہو سکتا ہی قسم خدا کی اگر تم لوگ علیؑ کی بیعت کروگے اور اونکی اطاعت کروگے تو خدا تم لوگونکو بہشت مین داخل کریگا اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب جناب امیرؑ مین عبداللہ بن مسعود سے اسطرح روایت کی ہی کہ ایک روز مین رسول خداؐ کے ساتھ ایک میدان مین موجود تھا دیکھا مین نے کہ رسول خداؐ نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی مین نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کیون ٹھنڈھی سانس کھینچتے ہین فرمایا اے ابن مسعود میری موت کا پیام آگیا مین نے کہا یا رسول اللہ اب آپ کسیکو خلیفہ مقرر کر جائیے حضرت نے فرمایا تو نے کسکو تجویز کیا ہی مین نے جواب دیا ابو بکر کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے بعد اسکے پھر ٹھنڈھی سانس کھینچی مین نے کہا کیا ہی جو آپ ٹھنڈھی سانس کھینچتے ہین فرمایا میری موت کا پیام آگیا مین نے کہا کسیکو خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے کہا عمر بن الخطاب کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے بعد اسکے پھر ٹھنڈھی سانس کھینچی مین نے کہا یہ کیا سبب ہی جو آپ بار بار آہ سرد کھینچتے ہین فرمایا چونکہ موت کا پیام آگیا مین نے کہا آپ ضرور کسیکو اپنا خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے کہا علی بن ابیطالبؑ کو فرمایا ہان مگر تم لوگ ہرگز اسپر عمل نہ کروگے قسم خدا کی اگر تم لوگ اسپر عمل کرو تو خدا تم سب کو بہشت مین داخل کریگا اور اس روایت کو اور بھی محدثین اہل سنت نے اپنی کتابون مین لکھا ہی بہرکیف یہ ثابت ہوا کہ پیغمبر خداؐ کو ابو بکر اور عمر کا

خلیفہ ہونا ہرگز منظور نہین تھا اور حضرت علیؑ کا خلیفہ ہونا بدل وجان منظور تھا
کہ حضرت نے فرمایا اگر تم لوگ علیؑ کی بیعت اور انکی اطاعت کروگے تو تم سبکو
خدا بہشت مین داخل کریگا فجاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان
زھوقا یہانتک اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ جب پیغمبر خداؐ نے علیؑ کو سب لوگونکے سامنے
اپنا خلیفہ اور جانشین کردیا اور خلیفۂ ثانی نے مبارکباد بھی دی اور ابوبکر و
عمر کی خلافت پر پیغمبر خداؐ راضی بھی نہ تھے تو پھر کیا وجہ ہی کہ اصحاب ثلاثہ
خلافت علیؑ سے منحرف ہوگئے اور خود خلیفہ بنگئے اسکی وجہ ہم انھین کی کتاب سے
لکھتے ہین غزالی نے اپنی کتاب سر العالمین وکشف ما فی الدارین مین
لکھا ہی واجمعت الجماھیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق
الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب
بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ فھذا
تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ذلک غلب الھوی لحب الریاسۃ
وحمل عمود الخلافۃ وعقود النبوۃ وخفقان الھواء فی قعقعۃ الرایات
واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاھم کاس الھوی
فحملھم الی الخلافۃ فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم
واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون یعنے جمہور نے اس حدیث
غدیر خم کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہی اور سبکا اسپر اتفاق ہی کہ رسولخداؐ نے
فرمایا جسکا مین مولی ہون اوسکے علیؑ مولی ہین پس عمر بن خطاب نے کہا
مبارک ہو مبارک ہو آپکو ای ابو الحسنؑ کہ آپ کو صبح ہوئی درانحالیکہ آپ

ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے مولے ہوئے بعد اسکے غزالی کہتا ہی کہ یہ کہنا عمر کا خلافت
علیؑ کو مان لینا ہی اور اس استخلاف پر راضی ہونا ہی اور حضرت علی کو حاکم سمجھنا ہی
مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت
فانی کے غلبہ کیا ایک ریاست عظمی کا ہاتھ آتا اور جھنڈا خلافت کا ہر دیار و امصار
مین گڑجانا اور پھر ہرونکا علم کے ہوا پر اوڑنا اور ہوا کا بیرقونسے لپٹنا اور سوارونکا
دو طرفہ جلوس مین چلنا اور گھوڑونکی ٹاپونکا مثل جال کے معلوم ہونا اور
ملکون اور شہرونکا فتح ہونا ان سب خیالات نے اون لوگونکو جام خواہش
نفسانی پلاکر مخمور کردیا اور اسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ کردیا اور جیسے قبل اسلام
کے تھے ویسے ہی پھر ہوگئے اور اس عہد مبارکبا دکو اون لوگون نے پس پشت
ڈالدیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنے چیز کو کہ حکومت چند روزۂ دنیا ہے
خرید کیا پس کیا بری چیز اون لوگون نے مول لی اس قول سے غزالی کے صاف
حق و باطل ظاہر ہوگیا ع والحق ما شهدت به الاعداء ؛ دلیل
دوم اثبات خلافت حقۂ جناب امیر المؤمنین علیہ الصلوۃ والسلام مین
حدیث منزلت ہی صحیح بخاری مین ہی قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لعلی
اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی یعنے رسولخدا نے
حضرت علیؑ سے فرمایا آیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری جگہ ہو جسطرح ہارون
موسی کی جگہ تھے اور صحیح مسلم مین عامر بن سعد سے منقول ہی امر معاویة بن
ابی سفیان سعدا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب فقال اما
ما ذكرت ثلاثا قالهن رسول الله ص فلن اسبه لان تكون لی

صحیح بخاری مطبوعہ نولکشور صفحہ ۵۲۶ چاپہ پہر تھ جلد دوم

صحیح مسلم صفحہ ۴۶۷ چاپہ کلکتہ جلد دوم

واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله ص یقول له
خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله ص خلفتنی مع النساء
والصبیان فقال له رسول الله ص اما ترضی ان تکون منی بمنزلة
هارون من موسی الا انه لا نبوة بعدی وسمعته یقول یوم خیبر
لاعطین الرایة رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله قال
فتطاولنا لها فقال ادعوا لی علیا قال فاتی به ارمد نبهق فی
عینیه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الایة
ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم الایة دعا رسول الله ص علیا
وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهلی یعنے معاویہ بن ابی
سفیان نے سعد سے کہا کیا سبب ہی کہ تو ابو تراب کو برا نہین کہتا سعد نے
کہا جب تو نے پوچھا تو مین بیان کرتا ہون تین فضیلتین ہین جنکو رسول خدا
علی کے حق مین بیان کیا ہی اس سبب سے مین اونکو برا نہین کہ سکتا ہر آئینہ
اگر اون فضیلتونمین سے میرے واسطے ایک بھی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا
ناقہ ہاے سرخ سے جو نفیس ترین بضاعت عرب ہی یعنے تمام دنیا و مافیہا سے
سعد کہتا ہی مین نے سنا رسول خدا ص کو جبکہ علی کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر بعض
لڑائیونمین تشریف لیگئے تھے اور علی نے کہا یا رسول اللہ ص آپ مجکو عورتون
اور لڑکونکے ساتھ کیون چھوڑے جاتے ہین تو حضرت نے جواب دیا
کیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری جگہ پر ہو جسطرح ہارون موسی کی جگہ پر تھے
مگر یہ کہ تمکو میرے بعد نبوت نہوگی اور دوسرے یہ کہ مین نے سنا رسول خدا کو

روز خیبر فرماتے تھے مین علم دونگا اوس شخص کو جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین سعد کہتا ہی یہ خبر سنکر ہم سب متمنی تھے کہ رایت فتح حضرت ہمکو عنایت کرین بعد اسکے فرمایا بلاؤ علیؑ کو پس علیؑ آئے اور آنکھون مین اونکی آشوب چشم ہو گیا تھا پیغمبر خداؐ نے آب دہن آنکھون مین لگایا فوراً اچھا ہو گیا اور وہ علم ظفر شیم حضرت امیرؑ کو دیا اور خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی اور تیسری فضیلت جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنآئنا وابنآئکم ونسآئنا ونسآئکم تو پیغمبر خداؐ نے ساتھ لیا علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہل بیت ہین واضح ہو کہ اس حدیث منزلت کو بھی بہت سے راویون نے روایت کیا ہی اور سنیونکے بہت سے علما اور محدثین نے اپنی کتابون مین لکھا ہی ہم فقط انمین دو کتابونکی حدیثون پر کہ معتمد علیہ اور معمول بہ سنیونکی ہین اکتفا کرتے ہین ومن لم یقنع بالیسیر لم یشبع من الکثیر آپ دیکھا اور سمجھو اس بیان سعد کو پہلے تو خلافت جناب امیرؑ کو ثابت کیا مقصود یہ تھا کہ جسکو رسول خداؐ اپنا خلیفہ کر جائین وہ خلیفہ برحق ہی نہ غیر کوئی اور خلیفہ برحق کو کیونکر بُرا کہہ سکتے ہین پھر بعد اسکے منزلت و قدر اور محبت خدا و رسولؐ ساتھ جناب امیرؑ کے بیان کی مطلب یہ تھا کہ جسکو خدا و رسولؐ دوست رکھین اوسکو کب بُرا کہنا چاہیے بعد اسکے منجملہ اہل بیت ہونا علیؑ کا آیت قرآنی سے ثابت کیا غرض یہ تھی کہ جنکے بارے مین رسول خداؐ فرما گئے ہون کہ دو چیز گران قدر تم لوگونمین مین چھوڑے جاتا ہون

اگر انکے ساتھ تمسک ہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک تو کتاب خدا اور دوسرے میرے اہل بیت ہین جیسا کہ صحاح اہل سنت مین موجود ہی تو جسکا یہ مرتبہ ہو اوسکو بُرا کہنا کب روا ہی دیکھنا چاہیے کہ سعد نے پہلے تو خلافت جناب امیرؑ بعد اسکے محبت خدا و ندقدیر پھر منجملۂ اہل بیت بشیر و نذیر ہونا جناب امیرؑ کا پیش معاویہ ثابت کیا مگر ان حضرات اہل سنت کو خیال کیجیے کہ خلافت جناب امیرؑ کو تو اسطرح سنایا کہ باوجود نص کے اور پیغمبر خداؐ کے خلیفہ کرجانیکے حضرت علیؑ کی خلافت کے قائل نہین ہین ہم پوچھتے ہین کہ اگر جناب امیرؑ بعد پیغمبر خداؐ کے خلافت کے قابل نہ تھے تو پھر جو تھے درجہ کی خلافت کے قابل کیونکر ہوگئے اور اگر خلافت کے قابل اور سب سے اولےٰ تھے بنص نبوی اور فضائل مین تمام صحابہ سے افضل تھے باقرار محدثین اہل سنت اور معصوم اور تمام رجس سے بری تھے بشہادت آیۂ تطہیر تو پھر منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ اور فاضل کے ہوتے ہوے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوے جائز الخطا اور غیر معصوم کب خلیفہ ہوسکتا ہی آپ رہا دوسرا امر یعنے محبت جناب امیرؑ کی پس خلافت مرتبۂ رابعہ سے ظاہر ہی کہ حضرات ثلاثہ انکے نزدیک اول اقدم بمحبت ہین جسکی محبت کے خدا و رسولؐ کے نزدیک نصوص ہون بلکہ احب خلق الی اللہ والی الرسولؐ ہو جیسا کہ حدیث طیر وغیرہ سے بھی ظاہر ہی جسکی شان مین رسولخداؐ نے بسبب استحاد کے فرمایا ہو علےؑ منّی وانا من علےؑ ولا یؤدی عنی الا انا و علےؑ علیؑ مجھ سے ہی اور مین علیؑ سے

ہون نہین ادا کرسکتا میرے کام کو کوئی مگر مین اور علیؑ ایسے بزرگوار کی خطاؤنکو واسطے
چھپانے خطاہاے ثلاثہ کے محض بکذب و افترا ثابت کرین جیسا کہ ناصب دہلوی نے
اپنے تحفۂ مسروقہ مین در پردہ تقریر نصاب لکھا ہی تو کیا یہی معنے محبت کے ہین اور
زمانۂ معاویہ مین تو علانیہ منبر و پر جناب امیرؑ کو بحکم معاویہ (جسکو اہلسنت خلیفۂ رسولؐ
جانتے ہین) لوگ بُرا کہتے تھے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم سے بھی ظاہر ہوا بلکہ بنی امیہ و عباسیہ
کے زمانہ مین تو فضائل اہل بیتؑ کو جو بیان کرتا تھا اوسکو قتل کرڈالتے تھے جیسا کہ
حالات سادات کشی اور سیر و تواریخ سے ظاہر ہی اور جو فضائل دشمنانِ
دین کے بیان کرتا تھا اوسکو انعام دیتے تھے یہی وجہ ہی کہ فضائل بعض صحابۂ
منافقین کے جابجا مشتہر ہوے جسپر آجتک بناے اکثر مذاہب ہی اور فضائل اہلبیتؑ
باوجود چھپانے کے بموجب اے الحقّ یعلوا ولا یُعلےٰ اسقدر رہگئے جسپر مدار
مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ہی اب رہی تیسری بات یعنے قرآن اور اہل بیتؑ
تو قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اوسکو جلادیا جیسا ہم مطاعن ثالث مین لکھینگے
اور اہلبیتؑ کے ساتھ جو جو سلوک کیے ظاہر ہی برابر درپے ایذا رسانی کے رہے
آخرکار نام و نشان تک مٹادیا ایک امام زین العابدین علیہ السلام بچ رہے
جنکے سبب سے نسل نبیؐ باقی رہگئی اونکے ساتھ بھی جو جو سلوک کیے ظاہر ہے کہ
بار بار جبر کرکے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لیگئے باوجودیکہ رسول خداؐ
بتاکید فرماگئے تھے اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم
اللہ فی اہلبیتی یعنے مکرر فرمایا تھا کہ مین درباره اپنے اہلبیتؑ کے تم لوگونکو
خداکو یاد دلاتا ہون کہ خدا سے خوف کرنا اور میرے اہل بیت سے دشمنی نکرنا

ص ۴۶۹
صحیح مسلم چھاپہ کلکتہ
جلد دوم

ابتدار خلافت جو بسبب عمر کے اہل بیتؑ کے ہاتھ سے نکل گئی تو اوسنے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ شہادت حضرت امام حسینؑ تک پہونچا دیا

بدکردنِ شمر ہم زبدکردنِ اوست	خونِ شہدا تمام برگردنِ اوست

چنانچہ تاریخ بلاذری مین لکھا ہی لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب عبد اللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ امّا بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلّت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین فکتب الیہ یزید امّا بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوت متخذۃ و فرش ممہدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنہا فان یکن الحق لغیرنا فابوک اوّل من اسّس ہذا وابتزّ واستاثر بالحق علی اہلہ ومن ہہنا قیل قتل الحسین یوم السقیفۃ یعنے جب ذبیح راہ خدا مظلوم کربلا حسین بن علی شہید ہوے تو خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تہا امّا بعد ای یزید معلوم کر کہ تیرے سبب سے بہت بڑی مصیبت عالم مین پیدا ہوئی اور بہت بڑا واقعہ جانکاہ سرزد ہوا اور اسلام مین بسبب شہادت حسین بن علیؑ کے بڑا امر عظیم حادث ہوا اور دین مین رخنہ پڑ گیا یہ خط دیکھکر یزید نے عبد اللہ بن عمر کو جواب لکھا امّا بعد معلوم کر ای احمق بیوقوف کہ تو ہمارے تئین کیا نصیحت کرتا ہی ہمکو تو گھر بنے بنائے ہوے اور فرش بچھے بچھاے ہوے اور تکیے لگے لگائے ہوے ملے اگر یہ حق غیر شخص کا تہا تو تجکو چاہیے کہ پہلے اپنے باپ کے تئین نصیحت کر کیونکہ پہلے اوسنے یہ بنا ڈالی ہے اور بزور و غلبہ حق کو غیر کے لے لیا انتہی اسی سبب سے لوگ کہتے ہین کہ

امام حسین اوسی روز شہید ہوے جس روز سقیفۂ بنی ساعدہ مین شوری ہوا اور عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور اہل بیت رسولؐ کو جو اوسکے مستحق تھے محروم رکھا

چہ خوش گفتہ است شخصے این لطیفہ	کہ کشتہ شد حسین اندر سقیفہ ؛

علاوہ براین ابتک یہ حال ہی کہ کوئی اہلسنت سے کسی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے حکم پر نہ تو اصول مین نہ فروع مین عمل کرتا ہی بلکہ اصول مین تو ابو الحسن اشعری اور ابو المنصور ماتریدی کے قول پر عمل کرتے ہین اور فروع مین ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک وغیرہ کے قول پر چلتے ہین بلکہ کوئی عالم اور کوئی محدث انکا کسی ائمہ اثنا عشرؑ سے اعتقاداً روایت نہین کرتا انکی روایت کو قابل اعتبار نہین سمجھتا ہی صحیح بخاری موجود ہی ایک روایت بھی بخاری نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل نہین کی ہی حالانکہ اونحضرتؑ سے چار ہزار راویون نے اخذ حدیث کیا ہی بلکہ اوستاد[۱] بخاری کما فی میزان الاعتدال وغیرہ کہتا ہی کہ ہمکو اونکی طرف سے شک پایا جاتا ہی طرفہ یہ ہی کہ اسے بخاری نے اپنے سقیم مین خوارج اور منافقین سے روایت کی ہی مگر امام جعفر صادق علیہ السلام کو قابل[۲] روایت نہین سمجھتا ہی اور نیز میزان الاعتدال مین ہی کہ ابو طاہر نے کہا ہی کہ امام رضاؑ اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین نقل کرتے ہین اور علی بن محمد عراق مدنی نے کتاب تنزیہ الشریعۃ مین امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیس بشیئ لکھا ہی یعنے معاذ اللہ وہ کچھ نہین ہین اور عقیلی نے کتاب الضعفاء مین امام موسی کاظم علیہ السلام کو ضعفاے رواۃ مین لکھا ہی اور شارح منہاج نے لکھا ہی کہ قیاس نکرنا مسائل دینیہ مین مذہب اہل بیتؑ ہی اور عمل کرنا قیاس پر

مخالفت اہلسنت با اہلبیت و تخلف ایشان از کلمات و تخلف ایشان از سنن و مناہج

[۱] قولہ استاد بخاری ابن ابی حاتم عن سعید الطحان عن جعفر بن محمد قال ما کذب علی ابی قط ما کذب علی ابی قط ما کذب علی ابی قط

[۲] قولہ قابل روایت نہین سمجھتا ہی ابن ابی حاتم عن ابیہ عن ابی زرعۃ عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول حدثنی جعفر بن محمد وکان ثقۃ مامونا

مذہب ابوحنیفہ و شافعی وغیرہ کا ہی ملا جامی نے نفحات مین سمعانی سے نقل کی ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام خرگوش کو حرام جانتے تھے حالانکہ بفتوائے ابوحنیفہ اہلسنت سب نوشجان کرتے ہین تو کیا متمسک بہ اہلبیتؑ ہونیسے (جو باعث نجات و دوزخ سے ہی) یہی مراد ہی اور کیا اونکی اطاعت اور پیروی کے یہی معنی ہین کہ اونکے قول پر عمل نکرین بلکہ برخلاف اونکے قول کے عمل کرین بلکہ اونکی شان مین فرمائیں یہ کچھ نہین ہین **اب ہم** رجوع کرتے ہین اصل مطلب کیطرف واضح ہو کہ پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؑ کو بہ نسبت اپنے بمنزلہ حضرت ہارون فرمایا اور کہا کہ ہارون مین اور تم مین سوائے نبوت کے کچھ فرق نہین ہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ جو جو باتین حضرت ہارون کے واسطے تھین وہ سب حضرت علیؑ کے واسطے بھی ہونی چاہئین الا النبوۃ وخصائصھا جیسا کہ استثناء سے ظاہر ہوتا ہی کیونکہ استثناء عام سے ہوتا ہی اسی سبب سے حضرتؐ نے نبوت کو جناب امیرؑ سے استثناء کیا یعنے تم ہمارے بعد نبی البتہ نہوگے پس اگر کچھ اور بھی فرق ہوتا تو چاہیے تھا کہ ضرور مثل نبوت کے اوسکو بھی استثناء فرماتے اور جب کسی اور چیز کو مستثنےٰ نہ کیا تو عام اپنے عموم پر باقی رہگیا اور یہ ظاہر ہی کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ و نائب تھے جیسا کہ اخلفنی فی قومی سے ظاہر ہی اور مفترض الطاعۃ بھی تھے ساری امت کو اونکی اطاعت و پیروی واجب تھی کیونکہ اطاعت نائب و خلیفہ رسول واجب ہی اسی طرح جناب امیرؑ بھی خلیفہ و نائب رسول ہوئے اور ساری امت پر اونکی اطاعت واجب ہوئی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ حضرت ہارون سب امت موسےٰ سے افضل تھے جیسا کہ محمد بن یوسف الکنجی نے

استدلال از لفظ منزلت بر خلافت جناب امیرؑ

کفایۃ الطالب مین بعد ذکر حدیث منزلت کے لکھا ہی وکان ھارون افضل الامۃ موسیٰ فوجب ان یکون علیؑ افضل من کل امۃ محمدؐ اور نیز حضرت ہارونؑ معصوم تھے کیونکہ وہ قابل نبوت اور شریک موسیٰ فی ادار الرسالۃ تھے اور جو ایسا ہوا وسکو معصوم ہونا ضرور ہی پس اسیطرح جناب امیرؑ بھی سب امت محمدیؐ سے افضل ہوے اور معصوم ٹھہرے پس خلیفہ و رئیس کے ہوتے ہوے رعایا و مرؤس اور مفترض الطاعۃ و مُطاع کے ہوتے ہوے مطیع و فرمان بردار اور افضل کے ہوتے ہوے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوے غیر معصوم کب خلیفہ اور امام ہوسکتا ہی وذلک واضح کالنور علی شاھق الطور ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور اور واضح ہو کہ یہ روایت منجملہ احادیث دالہ علی الخلافۃ کے واسطے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہی جس سے خلیفۂ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا بنص نبوی ثابت ہی مگر اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے تو خلافت ثلاثۂ اجنبیہ بالکل باطل ہوئی جاتی ہی سارا قصر مشید جو باجماع اہلکاران سقیفہ قائم ہوا ہی منہدم ہوا جاتا ہی سوچے کہ اس حدیث مین بھی کچھ بات بنانی چاہیے اور اسکو بھی کسی طرح غلط کر دینا چاہیے تاکہ خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پائے آخر کہنے لگے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت امیرؑ کو اوسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک کہ لڑائی سے واپس آوین تو خلافت بعض وقت سے خلافت کل وقت کی کہان ثابت ہوئی پس یہ کہنا انکا محض تدلیس اور تلبیس ہی اولاً جواب اسکا یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس مضمون کی ہین سب مطلق ہین کسی مین یہ قید نہین ہی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا ہو کہ تم میرے خلیفہ ہو جبتک

مین لڑائی سے واپس آؤن معترض نے یہ تقیید کہان سے ایجاد کی بلکہ استصحاب تقضی
اسی کا ہی کہ جبتک کوئی حکم مخالف نہ پایا جائے تب تک حکم سابق اپنے حال پر
باقی رہے اور عدم خلافت کو کسی حدیث سے اہلسنت ثابت نہین کر سکتے پس
خلافت حضرت امیرؑ کی بلاشبہہ موافق اس حدیث کے قائم و باقی رہگئی اگر
کوئی کہے کہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ہارونؑ کے ساتھ تشبیہ دی اور ہارون کو
حضرت موسیٰؑ نے اوسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک کوہ طور سے واپس آئین
تو ہم کہینگے کہ یہ قول بھی محض بے دلیل ہی کیونکہ حضرت موسیٰؑ کا کلام مطلق ہی مقید
الی زمانِ الرجوع نہین ہی جیسا کہ فرمایا یاھارون اخلفنی فی قومی ظاہر ہی
کہ یہ کلام مطلق ہی مقید نہین ہی اور نہ مفسرین نے کوئی قید ذکر کی ہی اگر مقید ہوتا
تو حضرت موسے فرما دیتے یاھارون اخلفنی فی قومی الی ان ارجع

ثانیاً حدیث منزلت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ ماعدا النبوۃ کل منازل
ہارونی جناب امیرؑ مین پائے گئے اگر ایسا نہو تو خصوصیت استثنا نبوت بیکار
ہوجائیگی اور بنص قرآنی ثابت ہی کہ منزلتہائے ہارونی سے وزارت یعنے
نیابت اور شراکت فی ادار الرسالۃ بھی ہی جیسا کہ سوال حضرت موسیٰؑ
واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ
فی امری اور قبول کرنا جناب باری کا قد اوتیت سؤلک یاموسے
ثابت ہی پس سوال موسیٰؑ وزارت و شراکت کا فی وقتٍ دون وقتٍ
نہ تھا اسی طرح وزارت و نیابت جناب امیرؑ بھی مخصوص فی وقتٍ دون
وقتٍ نہوگی پس یہ کہنا کہ استخلاف فی وقتٍ خاص مراد ہی غلط ہوگیا

ثالثاً اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ مثل حضرت ہارونؑ کے معصوم اور افضل خلائق اور مفترض الطاعۃ تھے جیسا کہ استثنا سے ظاہر ہے پس اسی سے ہمارا مطلب ثابت ہی کہ جب حضرت امیرالمؤمنین معصوم اور افضل خلائق اور مفترض الطاعۃ تھے تو بیشک وقت حیات اور بعد وفات سرور کائناتؐ ہر حال مین یہی خلیفہ تھے تخصیص کسی وقت کی بلا مخصص بعید از عقل ہی رابعاً اس حدیث سے جناب امیرؑ نے روز شوری اپنی خلافت پر استدلال کیا ہی جیسا ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے اپنی کتابون مین لکھا ہی پس اگر یہ حدیث مخصوص بوقت خاص ہوتی تو اس سے استدلال صحیح نہوتا اور صحابہ اسپر سکوت نکرتے بلکہ رد کرتے اور کہتے کہ اس سے تو خلافت منقطعہ ایک وقت خاص مین پائی جاتی ہی آپنے خلافت تامہ کہانسے نکالی خامساً کنز العمال مین کہ نہایت کتاب معتبر اہلسنت کی ہی مذکور ہی عن عمر قال لن تنالوا علیا فانی سمعت رسول اللہؐ یقول ثلثۃ لان تکون لی واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت عند النبیؐ وعندہ ابوبکر وابوعبیدۃ بن الجراح والجماعۃ من اصحاب النبی فضرب بیدہ علی منکب علی فقال انت اول الناس اسلاماً واول الناس ایماناً وانت صنی بمنزلۃ ھارون من موسیٰؑ یعنے عمر نے کہا تم لوگ علیؑ کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے مین نے تین باتون مین سے علیؑ کے حق مین سنا کاش ان مین سے ایک بات بھی میرے واسطے ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا اوس چیز سے جسپر آفتاب پڑتا ہی (یعنے تمام دنیا وما فیہا سے) مین ایک روز رسول خداؐ کے

پاس موجود تھا اور بھی چند اصحاب مثل ابو بکر و ابو عبیدہ وغیرہ کے حضرت کے
پاس موجود تھے پس پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ علیؑ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا تم اوّل
شخص ہو از روے اسلام کے اور اول ناس ہو از روے ایمان کے اور تم
مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہو موسےٰ سے اور اس روایت کو اخطب خوارزم نے
کتاب مناقب مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور بھی بہت سے علمائے
اہلسنت نے اپنی کتابو مین لکھا ہی پس خلیفہ ثانی کا تمنا کرنا اور اسی طرح سعد بن
ابی وقاص کا بھی آرزو کرنا (کما ذکر) اور یہ کہنا کہ اگر ہمکو یہ فضیلت ہوتی تو تمام
دنیا و مافیہا سے بہتر تھا درصورت ارادۂ خلافت منقطعہ لغو ہو جاتا ہی کیونکہ سیاق
عبارت اسیکا مقتضی ہی کہ دس پانچ روز کی خلافت اور حکومت کی تمنا کرنا
اور اوسکو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دینا ان سبکا مقصود نہ تھا بلکہ وہی منزلت
ہارونی جو عبارت وزارت و خلافت تامہ سے ہی مراد تھی سادگا
ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ پیغمبر خدا نے بعد فرمانے حدیث منزلت کے جناب امیرؑ سے
بتصریح فرمایا ہی کہ تم میرے خلیفہ ہو ہر مؤمن کے لیے بعد میرے نسائی نے کتاب
الخصائص مین لکھا ہی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون
من موسی الا انك لست بنبي ثم قال انت خليفتي يعني في كل مؤمن
بعدی یعنے پیغمبر خدا نے حضرت امیرؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے
موسےٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہین ہو بعد اسکے فرمایا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنے بعد میرے
ہر مؤمن کے لیے تم خلیفہ اور امام ہو یہ حدیث ایسی ہی کہ جس سے خلیفۂ بلافصل
ہونا جناب امیرؑ کا بخوبی ثابت ہوا اور خلافت ثلاثۂ اجنبیہ بالکل باطل ہو گئی

ص ۱۸ چھاپہ لاہور

سابعًا یہ حدیث کچھ مخصوص حضرت نے غزوۂ تبوک ہی مین نہین فرمائی ہی
بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات مختلفہ مین حضرت نے فرمایا ہی علیؑ منّی
بمنزلة هارون من موسیٰؑ جیساکہ بعض حدیث صحیح بخاری ومسلم وترمذی
ومشکوۃ وغیرہ کی بھی مطلق ہی کچھ ذکر اوسمین غزوۂ تبوک کا نہین ہی کتاب
ریاض النضرۃ مین لکھا ہی جبکہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی سے مواخات
نہین کی اور حضرت امیرؑ کو اسکا خیال ہوا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا والذی بعثنی
ما اخرتك الا لنفسی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه
لا نبیّ بعدی قسم خدا کی جسنے مجکو مبعوث کیا مین نے توقف نہین کیا تمھاری
مواخات مین مگر اپنے لیے (یعنے تم میرے بھائی ہو) اور تم مجھسے بمنزلہ ہارون
کے ہو موسےؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور یہ مواخات ابتدا زمانۂ
تشریف آوری رسول خداؐ مدینہ مین قبل جنگ احد کے واقع ہوئی تھی
کیونکہ اسی حدیث کے آخر مین ہی فکان رسول اللہؐ وعلیؑ اخوین وکان
حمزة بن عبد المطلب وزید بن حارثة مولیٰ رسول اللہؐ اخوین
الحدیث یعنے پس رسول خداؐ اور علیؑ یہ دونون بھائی ہوے اور حمزہ
بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ (جو رسول خداؐ کے غلام تھے) یہ دونون
آپسمین بھائی ہوے وھکذا اور جنگ احد کہین قبل غزوۂ تبوک کے واقع ہوئی
تھی بالجملہ حدیث منزلت کو جناب خاتم النبیین نے شان مین حضرت امیر
المؤمنین کے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا ہی مثل وقت مواخات کے جیسا ابھی
بیان ہوا اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے جیسے ملا علی متقی نے کنز العمال
صـ ۲۶۶ ج ۶

ص ۱۵۴ / ۱۷۹

اور شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب
مین اسکو لکھا ہی اور نیز وقت ولادت باسعادت امام حسنؑ اور اسی طرح
وقت ولادت امام حسینؑ کے جبرئیلؑ امین نے جناب خاتم المرسلین کو مبارکباد
دی اور امیر المومنینؑ کی شان مین رب العالمین کی طرف سے حدیث منزلت
کو بیان کیا شہاب الدین دولت آبادی نے ہدایۃ السعداء مین اور قاضی
حسین مالکی نے تاریخ الخمیس مین اور محب الدین طبری نے ذخائر العقبی مین
لکھا ہی جسکا ماحصل یہ ہی کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوے تو جناب فاطمہؑ نے حضرت
امیرؑ سے فرمایا اس مولود کا کچھ نام رکھو جناب امیرؑ نے فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ مین
رسول خداؐ پر سبقت کرون جب پیغمبر خداؐ کو یہ بات معلوم ہوئی تو حضرتؐ نے
بھی فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ مین پروردگار عالم پر سبقت کرون پس اوسوقت
حکم خدا ہوا ای جبرئیل میرے دوست کے یہان لڑکا پیدا ہوا ہی تم جاؤ اور میری
طرف سے مبارکباد دو اور کہو کہ پروردگار عالم کہتا ہی ای حبیب میرے علیؑ
سے بمنزلۂ ہارون کے ہی موسےٰ سے پس چاہیے کہ نام اس مولود کا باسم فرزند
ہارون کے رکھو جب جبرئیل نے پیام خدا پہونچایا تو حضرت نے فرمایا فرزند
ہارون کا کیا نام تھا جبرئیلؑ نے کہا شبر حضرت نے فرمایا ہماری زبان تو عربی
ہی تب جبرئیل نے کہا حسن نام رکھیے حضرت نے حسنؑ نام رکھا اور اسی طرح
امام حسینؑ کی ولادت کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ جبرئیل نے بعد پیام خدا
پہونچانیکے کہا اس مولود کا نام شبیر باسم فرزند ہارون رکھیے حضرتؐ نے
فرمایا ہماری زبان عربی ہی جبرئیل نے کہا حسینؑ نام رکھیے پیغمبر خداؐ نے حسینؑ نام

رکھا اس روایت سے نہایت قدر و منزلت اس حدیث منزلت کی ثابت ہوئی
کہ یہ حدیث احادیث قدسیہ مین سے ہی جسکو پروردگار عالم نے خود شانمین
جناب امیر المومنین قبلۂ دنیا و دین کی ارشاد فرمایا ہی و ذلك فضل الله
یؤتیه من یشاء اسیطرح حدیث منزلت کو جناب رسالت مآب نے شان
مین شاہ خیبر گیر حضرت امیر کی روز خیبر ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ ابن مغازلی نے
اور اخطب خوارزم نے کتاب المناقب مین اور محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ
الطالب مین (وغیرہم نے فی غیرہا) لکھا ہی اسیطرح اس حدیث کو رسولخدا نے
وقت سد ابواب صحابہ سوائے باب مدینۃ العلم کے ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ اسکو
بھی ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب مین لکھا ہی الغرض
اسیطرح بہت سے مقامات مین حضرت نے فرمایا ہی علی منی بمنزلة هارون
من موسیٰ اس وجیزہ مین سبکا لکھنا مناسب نہین ہی چنانچہ سید علی ہمدانی نے
کتاب مودۃ القربی مین لکھا ہی عن الصادق عن آبائه قال النبی لعلی
فی عشرة مواضع انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ یعنے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے
دس مقام مین حضرت علیؑ کی شان مین فرمایا ہی انت منی بمنزلة هارون
من موسیٰ اب شاہ جی صاحب تحفہ کا اس حدیث کو مخصوص غزوہ تبوک سے
کرنا غلط ہو گیا اور انکا مکر و فریب اور سخن سازیان ظاہر ہو گئین بعض
اہلسنت اعتراض کرتے ہین کہ اگر خلافت تامہ مراد ہوتی تو پیغمبر خدا کیون
محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا خلیفہ کر جاتے اور ابن ام مکتوم کو

پیشنمازی کے واسطے مقرر کرجاتے پس جواب اسکا اولاً یہ ہی کہ محمد بن مسلمہ
یا سباع بن عُرفطہ کو خلیفہ کرنا پیغمبر خدا کا غزوہ تبوک مین یا اور کبھی محض غلط ہی
یہ بات نواصب و دشمنان امیر المؤمنین نے محض واسطے منانے فضائل
نفس رسول کے دلسے بنا کر لکھی ہی چنانچہ محمد بن یوسف شامی نے کتاب
سبل الہدی والرشاد مین بعد اس اختلاف کے (یعنے رسول خدا غزوہ تبوک
مین کسکو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے) لکھا ہی کہ عبد البر نے اور ابن دحیہ نے اسکو
ترجیح دی ہی اور صحیح یہی ہی کہ علیؑ کو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے نہ محمد بن مسلمہ
وغیرہ کو اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے لکھا ہی کہ جناب امیرؑ ہی کو پیغمبر خدا
نے مدینہ کا خلیفہ کیا تھا **ثانیاً** ہم اوپر لکھ چکے کہ اس حدیث کو پیغمبر خدا نے
مخصوص غزوہ تبوک ہی مین نہین فرمایا تھا بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات
مختلفہ مین فرمایا تھا کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہی موسےٰ سے آپ رہی
پیشنمازی ابن ام مکتوم کی پس یہ بھی مثل سابق کے فاسد و دور از واقعیت ہی
اولاً ثبوت اسکا ہمارے کتب سے چاہیے قول مخالف ہمارے واسطے حجت
نہین ہو سکتا **ثانیاً** بنا بر مذہب تمہارے اس پیشنمازی مین تو کوئی فضیلت
نہین ہی تمہارے یہانکی حدیث مین ہی صلوا خلف کل بر و فاجر جیسا کہ
شرح عقائد نسفی مین ہی تو جب ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوئی
تو ایسی پیشنمازی مین کونسی فضیلت ہی اور جناب امیرؑ کو اگر پیشنمازی کے واسطے
نفرمایا تو اونکی خلافت کیونکر جلیگی **ثالثاً** بفرض تسلیم پیغمبر خدا اونکو فقط
پیشنمازی کے واسطے چھوڑ گئے تھے کچھ خلیفہ اپنا نہین مقرر کیا تھا اہل مدینہ کو

اونکا مطیع اور فرمان بردار نہین قرار دیا تھا اور جناب امیرؑ کو تو بنص صریح فرمایا تھا انت خلیفتی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اور بعض روایت سے جو استخلاف ابن ام مکتوم کا پایا جاتا ہی وہ باطل ہی جیسا کہ بیان سابق سے ظاہر ہوا اور اونکا نابینا ہونا بھی دلیل عدم لیاقت مرتبۂ خلافت کی ہی بعض اہلسنت نے یہ بات نکالی کہ بالفرض اگر خلافت تا سہ اس حدیث سے مراد ہو تو چونکہ حضرت ہارون نے حضرت موسےؑ کے سامنے انتقال کیا اور اونکی خلافت جاتی رہی اسیطرح حضرت امیرؑ کی بھی خلافت منتقض ہوگئی اور جاتی رہی سبحان اللہ خلفاے ثلاثہ کی محبت مین ایسے ازخود رفتہ ہوگئے کہ خلافت جناب امیرؑ کو بالکلیہ مٹانے لگے حالانکہ خود خلیفۂ چہارم ہونیکے قائل ہین ہم کہتے ہین کہ حضرت موسے کو اگر حضرت ہارون پر اعتماد نہ تھا اور قابل خلافت تا تہ کے حضرت ہارون نہ تھے تو کیون اونکو اپنی قوم پر بمصداق اخلفنی فی قومی کے خلیفہ کرکے چلے گئے تھے اور یہ ظاہر ہی کہ اگر حضرت موسی کوہ طور پر سے نہ آتے تو حضرت ہارون برابر اونکے خلیفہ رہتے کیونکہ حضرت موسی کو ہارون پر اتنا اعتماد تھا کہ خدا سے فرمایا اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری پشت کو میری اونکے سبب سے قوی کر اور اونکو میرے کام مین (یعنی اداے رسالت مین) شریک کر پس اسی طرح پیغمبر خداؐ بھی جب غزوۂ تبوک مین بقول تمھارے تشریف لیگئے تو جناب امیرؑ کو اپنا قائم مقام کر گئے اس سے ظاہر ہی کہ اگر رسول خداؐ اوس جنگ سے تشریف نہ لاتے تو جناب امیرؑ برابر قائم مقام اور خلیفہ رسول کے باقی رہتے کیونکہ پیغمبر خداؐ کو بھی حضرت علیؑ پر ایسا ہی اعتماد تھا

جواب بسبب وفات حضرت ہارون ع

کہ مثل حضرت موسے کے فرمایا فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی
وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ظہری خداوندا کشادہ کر تو سینہ میرا اور
آسان کر تو امر میرا اور گردان تو وزیر میرا میرے اہل بیت سے علی کو جسکے سبب سے
پشت میری قوی ہو جیسا کہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہی اب ہم پوچھتے ہین
کہ اگر کوئی بادشاہ بادشاہان اولے العزم سے اپنے کسی بھائی کو جس سے
نہایت اختصاص اور اتحاد اور قرابت قریبہ رکھتا ہوا اپنا جانشین کرے اور
سب رعایا کو اوسکا مطیع و فرمان بردار قرار دے اور اپنی حکومت و ریاست
اوسکو سپرد بھی کرے مگر قضاے الہی سے وہ جانشین اوسکے سامنے مرجائے
اور بعد ایک زمانہ کے دوسرا بادشاہ بھی اپنے بھائی کو جس سے نہایت
اتحاد اور قرابت قریبہ رکھتا ہوا اوسی طرح علے رؤس الاشہاد اپنا خلیفہ و جانشین
کرے تو وہ کیا یہ نہین کہہ سکتا کہ مین نے اپنے بھائی کو وصی کیا جسطرح فلان
بادشاہ نے اپنے بھائی کو وصی کیا تھا اور بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ یہ سب
اعتراضات ہمارے کچھ قوی نہین ہین تو یہ بات نکالی کہ یہ حدیث اخبار احاد سے
ہی معارض اجماع کے (جو ابو بکر کی خلافت پر ہوا) نہین ہو سکتی سبحان اللہ
فضیلت ثلثہ مین جو حدیث آپ لوگ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے روایت کرتے
ہین وہ تو بہت صحیح ہی اور جناب امیرؑ کی فضیلت مین جو حدیث اوس کتاب مین
ہو وہ اخبار احاد مین سے ہو جائے پایۂ اعتبار سے ساقط ہو یہ کیا ناانصافی اور
حق پوشی ہی اور یہ حدیث ہمنے صحیح بخاری سے جو بزعم تمہارے اصح الکتب بعد
کتاب قبل کتاب باری ہی لکھی ہی تو پھر وہ کتاب اصح الکتب کہان رہی حالانکہ

اثبات تواتر و صحت حدیث منزلت

اس حدیث کو بیس صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص و ابو سعید خدری و ابن عمر و ابن عباس و جابر و زید بن ارقم و ابو ہریرہ و معاویہ وغیرہم کے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین اور ابن حجر مکی نے صواعق مین لکھا ہی نہایت تعجب کی بات ہی کہ روایت پیشنمازی ابوبکر جسکو بزعم اپنے یہ لوگ آٹھ صحابہ سے روایت کرتے ہین اور اوسکو متواتر سمجھتے ہین جیسا کہ ابن حجر نے صواعق مین لکھا ہی کہ چونکہ آٹھ صحابہ نے اسکو روایت کیا ہی اس سبب سے یہ حدیث متواتر ہی حالانکہ یہ حدیث شیعونکے یہان ہرگز ثابت نہین ہی وہ تو متواتر قرار پائے اور حدیث منزلت جو متفق علیہ بین الفریقین ہی اور جسکو بیس صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہی وہ اخبار احاد مین سے ہو جائے آرے حبک الشیء یعمی ویصم البتہ بعض نے خوف خدا کر کے لکھا بھی ہی کہ یہ حدیث متواتر ہی چنانچہ محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب مین لکھا ہی ھذا حدیث دخل فی حد التواتر اور سیوطی نے بھی اس حدیث کو متواترات مین سے شمار کیا ہی اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء مین لکھا ہی فمن المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور یہ جو لکھا ہی کہ اجماع کو یہ حدیث باطل نہین کر سکتی تو ہم اس اجماع کو خود باطل سمجھتے ہین باطل چیز کو کوئی کیا باطل کریگا کیونکہ اجماع جب صحیح ہوتا کہ اسمین اہل بیت اور بنی ہاشم بھی شریک ہوتے حالانکہ نہ بنی ہاشم شریک تھے اور نہ جناب امیرؑ اسمین شریک تھے بلکہ جناب امیرؑ کو تو ان حضرات نے خبر تک نہ کی اور نہ اونسے رائے

باب مناقب علی ع

لہ یہ حدیث ایسی ہی کہ متواتر ہی

ذکر اس حدیث کا ۱۲

علامہ شیرازی سے یہ حدیث ۱۲

بمنزلہ ھارون من موسیٰ ۱۲

ابطلان اجماع بر خلافت بکر

بوبھی آور اگر مطلق اجماع سے خلافت ثابت ہو تو چاہیے کہ یزید سب سے بڑا خلیفہ
ہو کیونکہ جتنا اجماع یزید کی طرف تھا ویسا اجماع تو خلیفۂ اول کو بھی نصیب
نہوا بلکہ شرائط امامت مین انکے علمائنے لکھا ہی کہ تین باتونسے ایک بھی اگر
کسی مین پائی جاے تو وہ امام ہی یا تو قہر وغلبہ سے وہ حاکم اور امیر ہو جائے
یا اوسکو خلیفۂ مقدم خلیفہ اپنا کر جائے یا اوسکی طرف سب لوگونکا اجماع ہو
جیساکہ شارح مقاصد نے لکھا ہی پس یزید مین تو یہ تینون باتین یکجا پائی گئین
قہر وغلبہ تو بدیہی ہی کہ خاندان رسالت کا بظاہر نام ونشان تک مٹا دیا اور
استخلاف بھی ظاہر ہی کہ معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین وخلیفہ کیا تھا جیساکہ
عبد البر نے استیعاب مین اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہی اور اجماع کا
حال تو سب جانتے ہین کہ لاکھون آدمی اوسکی خلافت کے قائل تھے بلکہ امام
حسین کو اسی واسطے شہید کیا کہ وہ سب کہتے تھے یزید کی بیعت کرو بس بنابر
انکے اصول کے چاہیے کہ یزید کی خلافت اوّل درجہ کی ہو اور وہ ملعون
سب سے نیونکا امام برحق اور خلیفہ مطلق ہو جیساکہ بعض اہل سنت اوسکی حقیت
خلافت کے قائل بھی ہوے ہین بلکہ اوسکے مقابلہ مین امام حسین علیہ السلام کو
خاک بدہانش باغی اور خارجی ٹھہرایا ہی آخر درجہ شاہ صاحب نے اس
حدیث منزلت کا جواب یہ لکھا ہی کہ درصورتیکہ اس حدیث سے خلیفہ ہونا
حضرت ایٔر کا ثابت ہوتا ہی تو اس سے یہ کہان نکلا کہ ابوبکر وعمر وعثمان
خلیفہ نہونگے سبحان اللہ باین معقولیت وباین محدثیت اتنا نہ سمجھے کہ جب
خلافت جناب امیرؑ کی بنص نبوی ثابت ہوئی تو پھر دوسرکو کیا استحقاق

باقی رہا منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ کب خلیفہ ہو سکتا ہی یہ کلام شاہ صاحب کا ایسا ہی ہی کہ معتقدین مسیلمہ کذاب جب قائل ہون تو کہین کہ ہمنے مانا کہ محمد پیغمبر برحق ہین مگر اس سے یہ کہان نکلا کہ مسیلمہ نبی نہین ہی اور الطاف ربانیہ سے یہ بات ہی کہ جسطرح سے مشابہت جناب امیر علیہ السلام کی ازروے حدیث منزلت کے ساتھ حضرت ہارون کے (جو خلیفہ اول حضرت موسے کے تھے) ثابت ہی اوسیطرح مشابہت جناب امیر کی ساتھ حضرت یوشع کے بھی (جو خلیفہ اور وصی ثانی اونحضرت کے تھے) حدیث اور آیت قرآنی سے ثابت ہی دیکھو جسطرح حضرت یوشع کے واسطے ردشمس ہوا اوسطرح جناب امیر کے واسطے بھی ردشمس ہوا جیسا کہ ازالۃ الخفاء وجامع التواریخ وغیرہ مین ہی اور جسطرح حضرت یوشع کو خدا نے فتی کہا ہی اوسیطرح جناب امیر کو بھی فتے کہا ہی قرآن مین یوشع کی بہ نسبت حق تعالے فرماتا ہی واذ قال موسی لفتاہ اور غزوۂ احد مین جناب امیر کی شان مین آیا ہی لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار وفی ہذا کفایۃ لطالب الحق والیقین وارغام لآناف الجاحدین والمنکرین یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

مسلک پنجم مطاعن مین اور اوسمین چار طریق ہین **طریق اول** مشتمل اوپر طعن ابوبکر کے واضح ہو کہ جب جناب فاطمہ نے بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے سنا کہ ابوبکر نے باغ فدک پر قبضہ کیا تو حضرت تشریف لائین اور کہا ای ابوبکر یہ باغ ہمارا حق ہی پیغمبر خدا ہمکو دیگئے ہین اوسوقت

ابوبکر نے جناب سیدہؑ سے گواہ طلب کیے تب حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ کو
جناب فاطمہؑ گواہ لائیں اور ان حضرات نے گواہی دی کہ بیشک پیغمبر خداؐ
فاطمہؑ کو باغ فدک دیگئے ہین ابوبکر نے گواہی کو ان برگزیدگان خدا کی رد کردیا اور
جناب سیدہؑ کو کچھ نہ دیا جیسا کہ ابن حجر نے صواعق[1] محرقہ مین اور ابن ابی الحدید نے
شرح[2] نہج البلاغہ مین اور سمہودی نے کتاب جواہر العقدین مین اسکا اقرار
کیا ہی قال سمہودی فاتته فاطمة فقالت له ان رسول الله اعطاني
فدك فقال هل لك على ذلك بينة فجائت بعلي فشهد لها ثم
جائت بام ايمن فقالت انست تشهد انی من اهل الجنة قال بلى
قالت فانا اشهد ان النبی اعطاها فدك فقال ابوبكر رجل
وامراة تستحقيها انتی موضع الحاجة یعنے فاطمہؑ ابوبکر کے پاس آئین اور
فرمایا یہ باغ فدک ہمارا ہی پیغمبر خداؐ ہمکو دیگئے ہین تب ابوبکر نے کہا تمہارے
پاس کوئی گواہ ہی جناب سیدہؑ حضرت امیرؑ کو گواہ لے آئین پس حضرت علیؑ نے
ویسا جناب فاطمہؑ نے کہا تھا ویسی ہی گواہی دی بعد اسکے ام ایمن کو گواہ
لے آئین اوسوقت ام ایمن نے کہا ای ابوبکر تم گواہی دیتے ہو کہ مین اہل بہشت
سے ہون ابوبکر نے کہا ہان تب ام ایمن نے کہا مین گواہی دیتی ہون کہ
پیغمبر خدا نے جناب فاطمہؑ کو فدک عطا کیا ہی اوسوقت ابوبکر نے فاطمہؑ سے
کہا تم ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر چاہتی ہو کہ فدک لیلون اور
صاحب کتاب مفتاح الفتوح نے (علی ما نقل عنہ) لکھا ہی ان فاطمة ادعت
ان رسول الله اباها نحلها فدك فطلب منها البينة فجائت

[1] ص ۱۱ باب دوم فصل ۲۹۳ جلد دوم

یعلے والحسن والحسین وام ایمن فرد بعضهم بجر النفع وبعضهم لعدم بلوغ نصاب الشهادة یعنے فاطمہؑ نے دعوی کیا کہ رسول خداؐ نے فدک ہمکو دیگئے ہین ابو بکر نے گواہ طلب کیے پس علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ام ایمنؓ کو فاطمہ گواہ لے آئین پس ابو بکر نے بعض کی گواہی تو بگمان کشش نفع کے اور بعض کی گواہی بسبب نہ پہونچنے حد معین کے رد کردی آور صاحب مواقف اور شارح مواقف نے لکھا ہے فان قیل ادعت فاطمة انه نحلها اے اعطاها فدکا نحلة وعطیة وشهد علیه علے والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن وهی امرأة اعتقها رسول الله ص وکانت حاضنة اولاده فزوجها من زید فولدت له اسامة فرد ابو بکر شهادتهم فیکون ظالما قلنا اما الحسن والحسین فللفرعیة لان شهادة الولد لا تقبل لاحد ابویه واجداده عند اکثر اهل العلم وایضا هما کانا صغیرین فی ذلك الوقت واما علے وام ایمن فلقصورهما عن نصاب البینة وهو رجلان او رجل وامراتان یعنے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب فاطمہؑ نے فدک کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ پیغمبر خداؐ ہمکو دیگئے ہین اور اس بات پر علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ام کلثوم بلکہ ام ایمنؓ نے گواہی بھی دی (اور یہ وہ عورت ہین جنکو پیغمبر خداؐ نے آزاد کردیا تھا اور زید سے نکاح کردیا کہ اونسے اسامہ پیدا ہوے اور یہ ام ایمن برابر اولاد رسولؐ کی دایہ رہین) تو پھر ابو بکر نے ان لوگونکی گواہی کیون رد کردی تو ہم جواب دینگے کہ حسنؑ وحسینؑ کی گواہی تو اسواسطے ابو بکر نے رد کی کہ یہ دونون

ص ۶۰۹ شرح مواقف چاپ دوم انطانیہ

اونمین فاطمہؑ کے لڑکے تھے اور گواہی اولاد کی ابوین اور اجداد کے حق مین اکثر کے
نزدیک مقبول نہین ہی علاوہ اسکے یہ دونون اوسوقت کم سن تھے اور علی اور
ام ایمن کی شہادت اسواسطے رد کی کہ یہ دونون مدعین سے گواہی کے کم تھے
اور گواہی مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکا ہونا ضرور ہی آب صاحبان
انصاف ذرا غور کرین اور دیکھین کہ ابوبکر نے اس دعوی فاطمہؑ کو (جو حضرت
نے فرمایا نحلنیھا واعطانیھا رسول اللہ ص یعنے فدک ہمکو پیغمبر خدا ص دیگئے ہین)
کسطرح رد کیا پہلے تو کہا کہ اس دعوی پر اپنے گواہ لاؤ حالانکہ جناب فاطمہؑ
بنص آیہ تطہیر معصومہ تھین اور اہل بیت نبوت سے تھین اونپر احتمال کذب کرنا
محض بیجا تھا اور جب جناب سیدہؑ حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ کو گواہ
بھی لائین تو بعد گواہی ان حضرات کے ابوبکر نے کچھ خیال نکیا اور یہ سمجھکر
ٹالدیا کہ علیؑ انکے شوہر ہین وہ انھین کی ایسی کینگے اور حسنینؑ بھی انھین کے
لڑکے ہین وہ بھی انھین کی ایسی کینگے اور ام ایمن ایک عورت ہین ایک عورت
کی گواہی سند نہین آب ہم اس سمجھ کو ابوبکر کی باطل کرتے ہین اولاً ابوبکر
کا گواہ طلب کرنا محض لغو تھا کیونکہ گواہی جب چاہیے کہ شئی مدعیٰ بہ بر قبضہ
نہو اور باغ فدک حضرت فاطمہؑ کے قبضہ مین تھا والقبض دلیل الملک پس
خلاف حکم شرع ہی کہ قابض سے گواہ طلب ہون آور دلیل اسپر قطع نظر اجماع ایما
کے روایت شیخ علی متقی کی کنز العمال مین اور سیوطی کی درمنثور مین ہے

حیث قالا عن ابی سعید الخدری لما نزلت وات ذا القربی
حقہ دعا رسول اللہ ص فاطمۃؑ فاعطاھا فدک یعنے ابوسعید خدری سے

منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ای رسولؐ جو تمھارا قرابت دار ہی اوسکو
حق اوسکا دیدو تو پیغمبر خداؐ نے فاطمہؑ کو بلایا اور اونکو فدک عطا کیا اور صاحب
روضۃ الصفا نے لکھا ہی بعضے سیگویند کہ حضرت رسالتؐ بسوئے فدک
امیر المؤمنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر واقع شد بر آن منہج کہ
امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خاص از ان رسول اللہؐ باشد پس
جبرئیل فرود آمد و گفت کہ حق تعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ گفت
کہ خویش کیانند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہؑ است حوائط فدک را
باو بدہ و انچہ از ان خدا و رسول است در فدک ہم بدو بدہ پیغمبرؐ فاطمہؑ را
بخواند و برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہؐ
پیش ابو بکر آوردہ و گفت این کتاب رسولخدا است برائے من و حسنؑ
و حسینؑ نوشتہ است آس سے ثابت ہوا کہ باغ فدک قبضہ مین جناب فاطمہؑ
کے تھا اسواسطے کہ اعطاء بدون اقباض باوجود حکم خدا کے اور لکھنے وثیقہ کے
بعید از عقل ہی کیونکہ خدا نے کہا کہ فدک فاطمہؑ کو دیدو تو اگر رسول خدا نے
نہین دیا یا دیا اور قبضہ نہین کرایا تو معاذ اللہ خدا کے حکم کی تعمیل حضرتؐ نے نہین
کی لان الھبۃ بدون الاقباض کلاھبۃ اور درصورتیکہ ابو بکر نے گواہ بھی
طلب کیے تو دو حال سے خالی نہین یا ابو بکر کے نزدیک یہ حضرات شاہدین
سچے تھے یا سچے نہین تھے درصورت اولی ابو بکر کو موافق اپنے علم کے عمل کرنا
لازم تھا کما ھو مسلم بین الفریقین اور درصورت ثانیہ یعنے ابو بکر کے
نزدیک یہ حضرات سچے نہن تھے تو یہ گمان باطل ابو بکر کا محض خیال خام تھا

ص ۱۳۵
چھاپہ بمبئی

اولاً جناب سیدہ کو خیال کیجیے جو بضعۂ رسولؐ اور عدیل مریم اور سیدۃ النساء ہون
کما فی کتب حدیث اور معصوم اور بری از رجس ہون بشہادت آیۂ تطہیر وہ کیونکر جھوٹ
دعوی کر سکتی ہین ثانیاً جناب امیرؑ کو خیال کیجیے جو اہل بیت مین داخل ہون
اور تمسک کا اونکے ساتھ پیغمبر خدا نے حکم دیا ہوا و نفس پیغمبر ہون بشہادت
آیۂ مباہلہ اور معصوم ہون بمفاد آیۂ تطہیر اور احب خلق الی اللہ ہون اور
مدینۂ علم ہون اور بمنزلۂ ہارون کے ہون اور مصداق علیؑ مع الحق بھی ہون
اور باقرار شاہ صاحب سچے بھی ہون کما قال فی تحفتہ المسرورۃ و از
جملۂ آنہا علی مرتضی است کہ باجماع شیعہ معصوم و باجماع اہلسنت محفوظ و
صادق است پس عقل کب گوارا کر سکتی ہی کہ ایسا شخص محض دنیا کے واسطے
جھوٹی گواہی دے اور سب مسلمین کے حق کو چاہے کہ ہمین کو ملجاے حاشا
وکلا خصوصا اوس صورت مین کہ جب احکم الحاکمین نے خود گواہی کو جناب
امیرؑ کی قبول کیا ہو تو پھر ابو بکر کو گواہی مولاے انس و جان کی رد کرنیکا
کیا منصب تھا بیضاوی نے فواتح مین اور نظیری نے خصائص علویہ مین اور
ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور محمد صالح کشفی نے مناقب مرتضوی مین روایت
کی ہی کہ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب
یعنے کہ اے رسول کہ کافی ہی واسطے گواہی کے درمیان ہمارے اور تمھارے
اللہ اور وہ شخص جسکے پاس علم کتاب اور اسم اعظم ہی اسمین مقصود اوس
شخص سے علی ہین اب خیال کیجیے حال حسنینؑ کو جو کہ آل عبا مین داخل ہون اور
مصداق آیۂ تطہیر اور حدیث تمسک اور حدیث سفینہ ہون اور جنکے واسطے

ص ۵۳۲ صحیح بخاری چھاپہ میرٹھ

ص ۴۷۷ صحیح مسلم جلد دوم چھاپہ کلکتہ

رسولخدا ص فرماتے ہون اللّٰھمّ انی اُحبّھما فاَحبّھما اور جنکی شان مین اکثر فرمایا ہو الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ پس جن بزرگوارونکو خدا ورسول دوست رکھین اور جو سردار جوانان اہل بہشت ہون کیا اونکا یہی کام ہی کہ جھوٹی گواہی دین آپ خیال کیجیے ام ایمن رض کو جنکی ملاقات کو رسولخدا ص اونکے گھر جایا کرتے ہون اور جو بشارت دی گئی ہون ساتھ بہشت کے کب عقل گوارا کرتی ہی کہ ایسی عورت جھوٹی گواہی دے اور عذر صغر سن حسنین جیسا کہ شارح مواقف نے کیا ہی بہ نسبت ایسے دوستان خدا کے بتنی ہی اوپر قیاس حال اولیاء اللہ کے اپنے شیوخ ثلثہ پر جنکا مرتبہ علم وعقل وعرفان یہ تھا کہ چالیس چالیس برس تک بت پرستی اور شراب خواری مین مبتلا رہے حالانکہ بدیہی ہی کہ حال انبیا اور اوصیا اور اولیا کا مثل حال سائر ناس کے نہین ہی اسلیے کہ یہ لوگ مؤید ومسدد من اللہ من بدو الفطرۃ ہین اور صغیر اور کبیر انکے کمال وعقل ودانش اور عرفان مین یکسان ہین مثل سورہ کے خورد و بزرگ قرآن عزت وشان مین مساوی ہین جیسا کہ اٰتینا ہ الحکم صبیا اور انی فی الکتاب وجعلنی نبیا قصہ حضرت عیسی ویحیی مین اسپر شاہد ہی اور کافی ہی خصوصیت اس مقام کے لیے جو روایت کی ہی بخاری نے کتاب الجہاد مین کہ جب ایام رضاعت مین امام حسن علیہ السلام نے بعض تمرات صدقہ کو اوٹھا لیا تو جناب رسولخدا نے فرمایا کخ کخ اما تعلم ان الصدقۃ حرام علینا ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ یہ اعتراض جناب رسولخدا ص کا امام حسن ع پر جائے استبعاد نہین ہی کہ حال امام حسن کا دوسرونکے حال پر قیاس نکرنا چاہیے

۱ ص ۵۳ صحیح بخاری چاپہ میرٹھ

۲ ص ۶۲۳ صحیح ترمذی چاپہ لکھنؤ

۳ ص ۶۲۳ صحیح مسلم چاپہ کلکتہ

کان الحسن فی تلک الحال کان یطالع اللوح المحفوظ یعنے امام حسن علیہ السلام اوسی سن مین مطالعۂ لوح محفوظ کرتے تھے اور بہت مناسب اس مقام کے ہی حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جو سن طفولیت مین گفتگو بہلول سے کی ہی جیسا کہ صاحب صواعق محرقہ نے نقل کی ہی اور بھی اوسی کتاب صواعق مین کہ کتب معتبرۂ اہلسنت سے ہی حال حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مین لکھا ہوا ہی کہ ایک روز گذر ہوا مامون خلیفہ عباسی کا طرف اونحضرت کے کہ درمیان لڑکونکے کھڑے ہوے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے اور سن اونحضرت کا نو برس کا تھا پس سب لڑکے موکب دیدبہ سواری خلیفہ دیکھکر بھاگ گئے مگر وہ حضرت جیسے کھڑے تھے اوسیطرح کھڑے رہگئے جب مامون قریب آیا تو اونے کہا کہ ای لڑکے تو بھی سب لڑکونکی طرح سے کیون نہ بھاگا اونحضرت نے فوراً بزبان فصیح و ملیح جواب دیا کہ راہ تنگ نہ تھی کہ مین تیرے لیے کشادہ کرتا اور مین نے تیرا کچھ گناہ بھی نہین کیا تھا کہ تجھ سے ڈرتا اور تجھ سے گمان بد بھی نرکھتا تھا کہ بلاجرم تو کسی کو آزار دیگا پس متعجب ہوا مامون اونحضرت کے حسن کلام اور حسن صورت سے اور پوچھا کہ تمھارا اور تمھارے باپ کا کیا نام ہی اونحضرت نے فرمایا محمد بن علی الرضا پس اونے کہا رحم اللہ اباک اور گھوڑا آگے بڑہایا جب عمارات سے باہر گیا تو اپنے باز شکاری کو شکار پر چھوڑا پس وہ باز نظر دلسے غائب ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے جانب بالا سے پھرا تو اوسکی منقار مین ایک چھوٹی مچھلی تھی یہ دیکھکر مامون کو نہایت تعجب ہوا اور اپنے گھر کیطرف پھرا جب اوسمقام پر پہونچا جہان سب لڑکے مجتمع تھے تو دیکھا کہ سب لڑکے بھاگ گئے مگر امام محمد تقی

حکایت لطیف

علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہین پس اوسنے کہا ای محمد میرے ہاتھ مین کیا ہی اونحضرت نے
فرمایا کہ دریاے قدرت خدا مین بہت سی چھوٹی مچھلیان ہین کہ بادشاہونکے باز
اوسکا شکار کرتے ہین اور وہ بادشاہ اوس سے سلالۂ خاندان نبوت کا امتحان کرتے ہین
یہ سنکر مامون نے کہا انت ابن الرضا حقاً اور اونحضرت کو اپنے ساتھ لایا اور
نہایت اعزاز و اکرام اونحضرت کا کرتا تھا بسبب اسکے کہ اوسپر کمال علم و فضل اور
عقل و دانش اونحضرت کی باوجود اس صغر سن کے ظاہر ہوئی تھی اور ارادہ
کیا کہ اپنی بیٹی کو نکاح مین اونحضرت کے دے مگر عباسیون نے اوسکو منع کیا
(اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ مثل اپنے باپ کے انکو بھی اپنا ولی عہد کرے)
تب مامون نے کہا کہ مثل اس لڑکے کے علم و حلم و معرفت مین کوئی دنیا مین نہین ہی
عباسیون نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ یہ لڑکا علماء کا مقابلہ کیا کرسکتا ہی اور بلایا
یحییٰ بن اکثم کو کہ اوس زمانہ مین سرآمد علماے روزگار تھا اور اوس سے
کہا کہ ہم تجکو بہت مال و زر دینگے اگر اس لڑکے کو بند کردے غرض جمع ہوے علما
اور اراکین دولت اور مامون نے امام محمد تقیؑ کے واسطے ایک عمدہ مسند بچھائی
پس یحییٰ نے اپنی دانست مین بہت بہت مشکل سوالات کرنے شروع
کیے اور وہ حضرت بلا تامل جوابہاے شافی دیتے تھے کہ ہر شخص سے صداے
احسنت بلند تھی آخر الامر خلیفہ نے اصرار کیا کہ کوئی ایک سوال آپ بھی
یحییٰ سے کرین پس امام علیہ السلام نے فرمایا اے یحییٰ کیا کہتا ہی تو دربارہ
اوس مرد کے کہ نظر کی اوسنے طرف ایک عورت کے ابتداے روز مین تو وہ
حرام تھی بعد اوسکے دن چڑھے وہ حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت حرام ہوئی پھر

عصر کے وقت وہ حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت حرام ہوئی پھر عشا کے وقت
حلال ہوگئی پھر آدھی رات کو حرام ہوئی پھر صبح کو حلال ہوگئی یحییٰ نے کہا
مین نہین جانتا پس فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وہ ایک لونڈی اجنبیہ تھی
کہ ابتداے یوم مین اوسپر نظر بشہوت کی تھی تو وہ حرام تھی پھر دن چڑھے
اوسکو مول لے لیا تو وہ حلال ہوگئی پھر ظہر کو اوسکو آزاد کر دیا پھر عصر کو اوس سے
تزویج کی پھر مغرب کو اوس سے ظہار کیا پھر عشا کو کفارہ دیا پھر نصف شب کو طلاق
رجعی دی پھر صبح کو مراجعت کی پس مامون نے عباسیون سے کہا دیکھا تمنے
اوسکو جسکا انکار کرتے تھے پس اوسی جلسے مین اپنی بیٹی ام الفضل کے ساتھ
نکاح کر دیا انتہے ما اردنا نقلہ الحاصل حسنین علیہما السلام امام محمد تقیؑ اور امام
حسن عسکریؑ سے بیشک افضل تھے پس کہنا اونکا ابوبکر سے قومن مقام ابینا
ازراہ طفولیت نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ نے اسکو
محمول لزکین پر کیا ہی اور کہا ہی کہ الصبی صبیؑ ولو کان نبیاً یہ کہنا اونکا محض
غلط ہی کوئی سند اسپر قائم نکی اور حال اولیاء اللہ اور کل اطفال کا ایک کر دیا
اسی طرح سے شارح مواقف کا عذر صغر سن اور عدم تکمیل نصاب بہ نسبت
معصومین کے غیر معقول اور قابل سماعت ارباب عقول نہین ہوسکتا ہے
اس ہمارے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر نے محض نفسانیت اور نادانی
اور طمع دنیاے فانی اور ایذا رسانی اہل بیت رسول یزدانی کے خیال سے
اس دعوی کو جناب فاطمہؑ کے نہ سنا اور ایسے بزرگوار ونکی گواہی کو
قبول نکیا کیونکہ ابوبکر کو اسمین اگر لحاظ حکم شرع مقصود ہوتا تو ہرگز اوسپر

عمل ہوتا حالانکہ ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ ابو بکر نے فقط ایک شخص کے دعوے کو
بدون سنے گواہ کے نافذ رکھا ہی مشکوۃ مین ہی عن جابر قال لما مات رسول
اللہ ص وجاء ابا بکر مال من قبل العلاء بن الحضرمی فقال ابو بکر
من کان له علی النبی ص دین او کانت له قبله عدة فلیاتنا قال جابر
فقلت وعدنی رسول اللہ ص ان یعطینی هکذا وهکذا وهکذا
فبسط یدیه ثلاث مرات قال جابر فحثی لی حثیة فعددتها فاذا
هی خمسمائة وقال خذ مثلیها یعنے جابر کہتے ہین جب رسول خدا ص نے
انتقال کیا اور ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کی جانب سے مال آیا اوسوقت
ابو بکر نے کہا جس شخص کا نبی کے اوپر دین ہو یا پیغمبر نے کچھ اوس سے وعدہ
کیا ہو وہ ہمارے پاس آوے جابر کہتے ہین مین نے ابو بکر سے کہا مجھ سے
رسول خدا ص نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو اتنا اتنا مال دینگے پس ابو بکر نے تین
مرتبہ دونون ہاتھ بڑھا کر میری طرف پھینکا جب مین نے اوسکو گنا تو وہ پانسو
درہم تھے بعد اسکے ابو بکر نے کہا اسکی دوا تنا اور لے لو یہان پر انکے علما خود
حیران ہین کہ ابو بکر نے دعوی کو ایک شخص کے بدون سنے گواہ کے کیون
قبول کیا جیسا کہ بعض حواشی صحیح بخاری مین بھی موجود ہی سبحان اللہ جابر نے
(جو کہ صحابہ مین سے تھے) جب آکر مانگا تو اونسے ابو بکر نے گواہ طلب نہ کیے
اور ڈیڑھ ہزار درہم بمو جب اسے مال منقت دل بیرحم دیدیے اور
فاطمۂ پارۂ جگر رسول نے جب اپنی چیز مانگی اور دعوی کیا تو اونسے گواہ
طلب کیے اور بعد گواہی کے بھی کچھ نہ دیا مرحبا ہی چاہیے ع این کار

ص ۴۰۸
چھاپہ دہلی

از تو آید و مروان جنین کنند۔ واضح ہو کہ اولاً جناب سیدہ نے دعوی ہبہ کا کیا
اور سپہ ابوبکر نے گواہ طلب کیے جب حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ نے گواہی
دی تو ابوبکر نے گواہی کو ان حضرات کی بالطائف الحیل رد کر دیا تب جناب
سیدہؑ نے مجبور ہو کر دعوے میراث کا کیا اس خیال سے کہ اسمین تو
ابوبکر کو کچھ عذر نہو گا کیونکہ مین بیٹی رسولؐ کی ہون سوائے میرے اور
کون وارث ہی اسطرح سے بھی فدک میرا ہی مال ہی اسکو بھی ابوبکر نے ایک
حدیث اپنے دل سے بنا کر اوڑا دیا جیسا کہ صحیح بخاری مین عائشہ سے منقول ہی

ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ص سألت ابابکر الصدیق بعد وفاۃ رسول
اللہ ص ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ ص مما افاء اللہ علیہ فقال
لھا ابوبکر ان رسول اللہ ص قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت
فاطمۃ بنت رسول اللہ ص وھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت
وعاشت بعد رسول اللہ ص ستۃ اشھر یعنے فاطمہ دختر رسول خدا نے
بعد وفات پیغمبر خداؐ کی ابوبکر سے سوال کیا کہ جو میرے باپکا ترکہ ہی اوس چیز
مین سے جو خدا نے اونکو عنایت فرمایا تھا وہ میراث میری ہی مجکو دے
ابوبکر نے جواب دیا کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو چیز
ہم چھوڑ جائین وہ سب صدقہ ہی یہ سنکر فاطمہ دختر رسولؐ غضبناک ہوئین
اور ہمیشہ جلی آئین اور پھر ابوبکر سے ملاقات نکی اور ہمیشہ کنارہ کش رہین
یہانتک کہ انتقال کیا حالانکہ بعد رسول خداؐ کے چھ مہینے تک زندہ رہین
اور پھر صحیح بخاری مین عائشہ سے منقول ہی ان فاطمۃ والعباس اتیا

صحیح بخاری ص ۴۳۵ جلد اول چاپ پیر محمد

صحیح بخاری ص ۹۹۵ جلد دوم چاپ پیر محمد

ابابکر یلتمسان میراثهما من رسول اللہ ص وهما یومئذ یطلبان ارضیهما
من فدك وسهمه من خیبر فقال لهما ابوبکر سمعت رسول اللہ ص
یقول لا نورث ما ترکنا صدقة انما یاکل ال محمد من هذا المال
قال ابوبکر واللہ لا ادع امرا رایت رسول اللہ ص یصنعه فی
وهجرته فاطمة ولم تکلمه حتی ماتت یعنے فاطمہؓ و عباسؓ دونون
ابوبکر کے پاس آئے اور اپنی میراث کو جو رسول خدا ص نے چھوڑا تھا طلب کیا
اور دونون اوس روز اپنی زمین یعنے فدک کو اور عباس اپنا حصہ مال
خیبر مین سے بھی ابوبکر سے مانگ رہے تھے ابوبکر نے جواب دیا مین نے پیغمبر خدا
سے سنا ہی وہ فرماتے تھے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ جاتے
ہین وہ سب صدقہ ہی ہان اولاد رسولؐ کو کچھ تھوڑا سا اسمین سے کھانیکو
دینا چاہیے بعد اسکے ابوبکر نے کہا قسم خدا کی جس امر کو مین نے رسول خدا کو
کرتے دیکھا اوسیطرح مین بھی کرونگا راوی کہتا ہی فاطمہؓ یہ سنکر ابوبکر
کے سامنے سے چلی آئین اور پھر ابوبکر سے کلام نکیا یہانتک کہ دنیا سے انتقال
کیا اور صحیح مسلم مین ہی ان فاطمة بنت رسول اللہ ص ارسلت الی
ابی بکر الصدیق تسالہ میراثها من رسول اللہ ص مما افاء اللہ علیه
بالمدینة وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول
اللہ ص قال لا نورث ما ترکنا صدقة انما یاکل ال محمد فی هذا
المال واني واللہ لا اغیر شیئا من صدقة رسول اللہ ص عن
حالها التی کانت علیها فی عهد رسول اللہ ص ولاعملن فیها

ص ۱۵۱ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

بما عمل رسول اللہ ص فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئا فوجدت
فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فھجرتہ ولم تکلمہ حتی توفیت وعاشت
بعد رسول اللہ ص ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی بن
ابیطالب لیلا ولم یوذن بھا ابابکر وصلی علیھا علی انتھی موضع
الحاجۃ یعنے فاطمہ دختر رسول خدا نے ابوبکر سے میراث طلب کی جو جو چیز
خدا نے اپنے رسول کو مدینہ مین دی تھین اور باغ فدک کو بھی طلب کیا
اور جو چیز کہ باقی تھی خمس خیبر سے اوسکو بھی مانگا ابوبکر نے جواب دیا رسول خدا
کہہ گئے ہین کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جاتے ہین وہ سب
صدقہ ہی البتہ اولاد رسول کو کچھ تھوڑا سا کھانیکو اسمین سے ملنا چاہیے
اور اب ہم جو صدقہ رسول کا ہی اور جسطرح رسول کے زمانمین تھا اوسمین
تغیر نہین دیسکتے اور جسطرح رسول نے عمل کیا ہی اوسیطرح ہم بھی عمل کرینگے
پس ابوبکر نے انکار کیا اور کچھ بھی فاطمہ کو نہ دیا اوسوقت فاطمہ ابوبکر پر
غضبناک ہوئین اور پھر کلام نکیا یہانتک کہ انتقال کیا اور بعد رسول خدا کے
چھ مہینے تک زندہ رہین جب فاطمہ نے انتقال کیا تو اونکے شوہر علی بن
ابیطالب نے شب کے وقت دفن کیا اور ابوبکر کو جنازہ پر آنیکی اجازت
نہ دی اور خود حضرت علی نے فاطمہ پر نماز پڑہی آپ صاحبان انصاف
اور منصفان دوراز اعتساف ذرا غور کرین اور دیکھین اس ظلم کو وہ باغ
جو خاص رسول خدا کا تھا مال غنیمت سے نہ تھا کسی کے لڑنے سے ہاتھ
نہین آیا تھا اور اوسکو پروردگار عالم نے اپنے حکم سے فاطمہ کو دلایا تھا

اس حق کو ابو بکر نے غصب کر لیا ہزار حیف اون فاطمہؑ کو ابو بکر نے حق سے محروم کیا اور رنج دیا جنکی تعظیم کے واسطے پیغمبر خداؐ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اور وہ فاطمہؑ جو معصومہ تھین بشہادت آیہ تطہیر اور جنکی شان مین پیغمبر خداؐ فرماتے تھے فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ فاطمہؑ سردار ہی زنان بہشت کی اور فرماتے تھے فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی فاطمہ پارۂ جگر میری ہی جسنے اوسکو غضبناک کیا اوسنے مجکو غضبناک کیا اور بھی فرماتے تھے فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاھا فاطمہ پارۂ جگر میری ہی جس سبب سے اوسکو اذیت ہوتی ہی اوس سبب سے مجکو بھی اذیت ہوتی ہی اب ہم کہتے ہین اس کلام سے ابو بکر کے فاطمہؑ غضبناک ہوئین جیسا کہ غضبت فاطمۃ سے ظاہر ہی اور یہ غضبناک ہونا جناب سیدہؑ کا ابو بکر کی وجہ سے تھا تو ابو بکر نے فقط فاطمہؑ کو غضبناک نہین کیا بلکہ پیغمبر خداؐ کو بھی غضبناک کیا و اغضاب النبیؐ علے حد الشرک اور پھر ہم کہتے ہین کہ جناب سیدہؑ کا ابو بکر پر غضبناک ہونا اور مرتے دم تک کلام نکرنا اور جنازہ پر آنیکے واسطے منع کرنا اور نماز پڑھنے کی روادار نہونا بلکہ ابو بکر پر بد دعا کرنا ان سب باتونسے صاف ظاہر ہی کہ جناب فاطمہؑ کو بڑا صدمہ ہوا اور نہایت رنج پہونچا اور جب کسیکو صدمہ و رنج پہونچیگا تو ضرور روح و قلب کو ایذا ہوگی اور پیغمبر خداؐ فرما چکے ہین یوذینی ما اذاھا تو اس ایذاے فاطمہؑ سے بیشک پیغمبر خداؐ کو بھی ایذا پہونچی ہوگی اور خداوند جبار فرماتا ہی ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ یعنے جو لوگ خدا کو

ص ۵۳۲ صحیح بخاری

ع

اور اوسکے رسول کو اذیت پہونچاتے ہین اونپر خدا لعنت کرتا ہی دنیا و آخرت مین
اس سے جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہی خیال کرو جسکے سبب سے بضعۂ رسول کو بلکہ خود
رسول کو ایذا پہونچے اور دختر رسول اوس سے بسبب اونکے حق نہ دینے کے
دنیا سے ناراض جائین اور مرتے دم تک بسبب رنج کے اوس سے کلام نکریں
اور جنازہ پر آنے دینے کی روادار نہون تو ایسا شخص کب دین پیغمبر پر
باقی رہ سکتا ہی ؎

ہرگز م باور نمے آید ز روے اعتقاد	حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن

اس مقام پر خود انکے اکثر علما کی عقل دنگ ہی دریاے حیرت مین غوطہ زن
ہورہے ہین ورطۂ ہلاکت مین پڑے ہاتھ پاؤن مار رہے ہین کچھ بات بنائے نہین
بنتی چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے مشکل ترین
قضایا قضیہ فاطمۂ زہرا است زیرا کہ اگر بگوئیم کہ او جاہل بود باین سنت یعنے
حدیث کہ ابو بکر نقل کردہ بعید است از فاطمہ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق
نیفتاد او را بسماع این حدیث از ان حضرت مشکل میشود کہ بعد از استماع
از ابی بکر و شہادت سائر صحابہ بر آن چرا قبول نکرد و اگر غضب او پیش
از سمع حدیث بود چرا برنگشت از غضب تا آنکہ امتداد کشید و تا زندہ بود
مہاجرت کرد انتہی بہرکیف جب اہلسنت نے دیکھا کہ کوئی بات بنائے نہیں
بنتی ہی اور خلافت پناہ مین نقص لگا جاتا ہی تو آخر مجبور ہوکر یہ بات بنائی
کہ ابو بکر نے فاطمہ کو قصداً غضبناک نہین کیا بلکہ وہ خود غضبناک ہوئین جیسا
شاہ صاحب نے اپنے تحفۂ مسروقہ مین لکھا ہی اسکا جواب اولاً یہ ہی کہ

ص ۲۳۴ چھاپہ لکھنؤ

قصد امور قلبیہ سے ہی جیسا کہ خود شاہ صاحب نے جواب مین طعن دوم کے مطاعن عمر سے
لکھا ہی و قصد از امور قلبیہ است کہ بر آن غیر از خدائے تعالی دیگرے مطلع نمیتواند
شد پس کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ ابو بکر کا قصد غضبناک کرنیکا نہ تھا نہایت
تعجب کی بات ہی کہ شاہ صاحب یہان کو اس مقام پر خلاف اپنے قول کے اطلاع
ہوگئی کہ ابو بکر کا قصد بضعۂ رسول کو غضب مین لانیکا نہ تھا اگر یہ کہین کہ ہمارا
حسن ظن یہی کہتا ہی کہ ابو بکر ہرگز قصد اغضاب کا نہ تھا پس یہ قول مقابلہ مین
شیعونکے کہنا نہایت عقلمندی کی ہر شئے کیلئے ہم بھی اونکے عادات اور اطوار سے
خوب واقف ہین ہم خوب جانتے ہین کہ بیشک ابو بکر کو مقصود غضبناک کرنا
اور محروم رکھنا اور رنج دینا بضعۂ رسول کو تھا کہ جسپر قرائن حالیہ اور مقالیہ
دال ہین ثانیاً معنے اغضاب کے غضب مین لانا اور آزردہ کرنا ہی خواہ
کسی فعل کے سبب سے ہو خواہ کسی گفتگو کے ساتھ پس جو شخص عمداً جان بوجھکر
ایسا کام کرے جو باعث کسی کے غضب کا ہو تو سبب اوس غضب کا وہی
شخص ہوا اور فمن اغضبها مین داخل ہوا ثالثاً یوذینی ما اذاها مین
ما سے خیر ذوی العقول مراد ہی جسمین قصد نہین پایا جاتا اسی طرح اغضبنی
مین بھی قصد معتبر نہین ہوگا کیونکہ ایذا اور اغضاب ایک ہی قسم ہی رابعاً
ہم پوچھتے ہین کہ اغضاب نبی مین آیا قصد معتبر ہی یا نہین اگر قصد معتبر نہین ہی
تو یہان اغضاب فاطمہ مین بھی قصد معتبر نہوگا لعدم الفارق بینهما اور
اگر قصد معتبر ہو تو چاہیے کہ بلا قصد غضب اگر کوئی ایسی بات کیا کرے جو باعث
غضبناک ہونے نبی کا ہو تو اسمین کچھ مضائقہ نہو حالانکہ باجماع مسلمین یہ

باطل ہی خامساً شکوہ مین ہی کہ عمر کو تھوڑا سا تورات کہین سے ملگیا خوشی خوشی
رسول خدا کے پاس لاکر کہا یا حضرت یہ تورات ہی حضرت نے اسکے جواب مین
خموشی اختیار کی پھر عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا تب تو رنگ پیغمبر خدا کا
متغیر ہوا ابوبکر نے عمر سے کہا تو مرجاے اور لوگ تجھپر روئین تو نہین دیکھتا چہرۂ
مبارک کو رسول خدا کے عمر نے چہرۂ مبارک کو دیکھکر کہا مین پناہ مانگتا ہون
غضب خدا اور غضب رسول سے پس اگر قصد معتبر ہوتا تو عمر کا پناہ مانگنا غضب خدا
اور غضب رسول سے کیا معنے عمر نے کیون نہ کہا یا حضرت مین نے قصد نہین
کیا تھا آپ خود غضب مین آئے میرا کیا قصور ہی آپ کیون میرے تئین نصیحت
کرتے ہین اسی طرح ابوبکر سے کیون نہ کہا کہ تم ناحق مجکو گالیان دیتے ہو اور
بد دعا کرتے ہو مین نے قصداً پیغمبر کو غضبناک نہین کیا ہی مجھے اعتصاب کب مقصود
تھا اور ابن الخطیب نے مستطرف مین اور زمخشری نے ربیع الابرار مین
لکھا ہی کہ شراب کے بارہ مین تین آیتین نازل ہوئین سبب نزول آخر
آیہ یہ تھا کہ حضرت عمر نے بھی شراب پی اور حالت نشہ مین ایک ہڈی کو
اونٹ کے جبڑے کی اوٹھا کر بیچارہ عبدالرحمن بن عوف کے سر پر ایسا مارا
کہ سر اوسکا پھٹ گیا بعد اسکے بیٹھ کر جو کفار بدر کی لڑائی مین مارے گئے تھے
اونپر اسود بن یعفر کے اشعار پڑھکر رونا شروع کیا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ وہ
لوگ کہان ہین جو جوان اور بڈھے تھے اور چاہ بدر مین ڈال دیے گئے
کیا مجکو ڈراتا ہی ابن کبشہ (یہ کنایہ ہی رسول خدا سے) کہ ہم لوگ پھر
زندہ ہونگے حالانکہ یہ بدنہاے مردہ اور کھوپریان کیونکر زندہ ہوسکتی ہین

کون شخص ایسا ہی جو میری طرف سے خدا سے کہدے کہ مین نے آجسے روزہ رکھنا چھوڑ دیا خدا سے کہدو کہ اب کھانا پینا میرا بند کرو جب یہ خبر رسول خدا کو پہونچی تو حضرت غصہ مین نکلے اور ردائے مبارک کھینچتے جاتے تھے پس حضرت نے کوئی چیز جو دست مبارک مین تھی اوٹھا کر اوس سے مارا اوسوقت حضرت عمر ہوش مین آئے اور کہنے لگے کہ پناہ مانگتا ہون مین غضب خدا اور غضب رسولؐ سے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون یعنے جزاین نیست کہ چاہتا ہی شیطان کہ تم لوگونمین عداوت اور دشمنی ڈالدے بوجہ شرابخواری اور قمار بازی اور چاہتا ہی کہ تم لوگونکو باز رکھے نماز سے اور ذکر خدا سے پس آیا تم لوگ باز آوگے عمر نے یہ سنکر کہا کہ شراب سے اب مین باز آیا الحاصل اگر اغضاب مین قصد معتبر ہوتا تو جسوقت پیغمبر خدا نے غضبناک ہوکر مارا تو عمر نے یہ کیون نہ کہا کہ مین نے بقصد اسکے شراب نہین پی تھی کہ آپ غضبناک ہون اور نہ اس قصد سے اشعار پڑھے آپ کیون مجکو مارتے ہین اور کیون غضبناک ہوتے ہین سا وسگا ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ فقط غضبناک ہونیسے جناب فاطمہؑ کے خدا غضبناک ہوتا ہی صواعق محرقہ مین ہی عن النبیؐ انہ قال یا فاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی لرضاک اور کتاب مدارج النبوۃ مین ہی ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ ویرضی برضاھا یعنے فاطمہؑ کے غضبناک ہونیسے خدا غضبناک ہوتا ہی

ف ۲ ای ازاذوا فاطمۃ بما یکرہ من امر الدین او الدنیا کما فی المرقاۃ حال تو دوم نیز مفید نباشد بلکہ مفید آنست کہ مراد ایذا بامر دین باشد چنانکہ در شان نزول آیہ مذکورہ گذشت

اور فاطمہؑ کے خوش ہونیسے خدا خوش ہوتا ہی تو یا تیر اغضاب وغیرہ کا
کچھ ذکر نہین ہی محض غضبناک ہونیسے فاطمہؑ کے خدا بھی غضبناک ہوتا ہی پس
معلوم ہوا کہ ابوبکر نے خدا کو بھی غضبناک کیا سا بعًا خود شیخین نے اقرار
اغضاب کا بھی کیا ہی جیسا کہ ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین
لکھا ہی کہ عمر نے ابوبکر سے کہا انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا چلو
فاطمہؑ کے یہان کیونکہ ہم لوگون نے اونکو غضبناک کیا ہی اس ہمارے لکھنے سے
بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر نے (بلکہ عمر نے بھی) فاطمہؑ کو غضبناک کیا اور جب
فاطمہ کو غضبناک کیا تو رسولخدا کو بھی بلکہ خدا کو بھی غضبناک کیا فقد باء
بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم وبئس المصیر **خلاصہ**
ان لوگونسے اس مقدمۂ فدک مین کوئی بات بنائے نہین بنتی کیونکہ جناب
فاطمہؑ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر و عمر سے ناراض جانا بخوبی انکی کتابونسے
ثابت ہی اور فاطمہ کے غضبناک ہونیسے رسولخداؐ کا بھی غضبناک ہونا ثابت
ہوا اور پیغمبر خداؐ کا غضبناک کرنیوالا کافر ہی اس سے جو نتیجہ نکلا وہ بھی ظاہر ہے
آخر مجبور ہوکر کہنے لگے کہ ابوبکر نے جاکر فاطمہؑ سے عذر کیا اور اونکو راضی کیا
جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہی یہ عذر انکا بدتر از گناہ ہی حاشا وکلا ہرگز
فاطمہؑ ابوبکر سے خوش نہین گئین بلکہ دنیا سے ناراض گئین جیسا فلم تکلمہ
حتے مماتت سے ظاہر ہی اور وصیت کرنی اس بات کی کہ ابوبکر جنازہ پر
نہ آئے اس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ ہرگز راضی نہین ہوئین علاوہ اسکے
ہم پوچھتے ہین کہ اگر جناب فاطمہؑ حق پر تھین تو باوجود دیے رہنے فدک کے

اور حق نہ دینے کے عذر کرنا کیا معنے اور اگر حق پر نہ تھین تب بھی عذر کرنا لغو تھا بلکہ تنبیہ کرنی چاہیے تھی کہ خیال باطل سے باز رہین علاوہ اسکے اِس عذر کرنیسے تو معلوم ہوا کہ بیشک ابوبکر کی خطا تھی کیونکہ بغیر قصور کیے کسی سے عذر کرنا اور اوسکو راضی کرنا کیا معنے آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک پھر کیف اب ہم جناب سیدہ کا ابوبکر سے ناراض جانا اور کسی طرح راضی نہونا بلکہ ابوبکر پر بددعا کرنا اونھین کی کتاب سے ثابت کرتے ہین ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین روایت کی ہی ان عمر قال لابی بکر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا فانطلقا جمیعا فاستاذنا علی فاطمۃ فلم تاذن لھما فاتیا علیا فکلماہ فادخلھما علیھا فلما قعد اعندھا حولت وجھھا الی الحائط فسلما علیھا فلم ترد علیھما السلام فتکلم ابوبکر فقال یاحبیبۃ رسول اللہ واللہ ان قرابۃ رسول اللہ احب الی ان اصل من قرابتی وانک احب الی من عائشۃ ابنتی ولوددت یوم مات ابوک انی مت ولا ابقی بعدہ افتراک لعرفک وحق فضلک وشرفک واصنعک حقک وموارثک من رسول اللہ الا وانی سمعت من رسول اللہ یقول لا نورث ماترکناہ ھو صدقۃ فقالت ارایتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ تعرفانہ وتعقلانہ قالا نعم فقالت انشدکما باللہ الم تسمعا من رسول اللہ یقول رضاء فاطمۃ من رضائی وسخطھا من سخطی ومن احب فاطمۃ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ

فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی قالا نعم سمعناہ من
رسول اللہ قالت انی اشہد اللہ وملائکتہ انتما اسخطتمانی وما
ارضیتمانی ولئن لقیت النبی لاشکونکما الیہ فقال ابوبکر عائذا
باللہ من سخطہ وسخطک یا فاطمۃ ثم انتحب ابوبکر باکیا کاد نفسہ
ان تزھق وھی تقول واللہ لادعون اللہ علیک فی کل صلوٰۃ
یعنے عمر نے ابوبکر سے کہا چلو فاطمہ کے یہان کیونکہ ہم لوگون نے اونکو غضبناک
کیا ہی پس ابوبکر اور عمر دونون آئے اور فاطمہؑ سے مکان مین جانیکی اجازت
چاہی مگر اونحضرت نے اجازت ندی تب دونون مایوس ہوکر علیؑ کے
پاس آئے اور اونسے کچھ باتین کین پس حضرت امیرؑ اون دونونکو خانہ
جناب فاطمہؑ مین لے آئے جب وہ دونون حضرت فاطمہؑ کے پاس بیٹھے
جناب سیدہؑ نے دیوار کی طرف منھ پھیر لیا پھر اون دونون نے حضرت پر
سلام کیا فاطمہؑ نے کچھ جواب ندیا تب ابوبکر نے کہا ای دختر رسولؐ قسم
خدا کی قرابت دار رسول کو مین بہتر جانتا ہون اس سے کہ مین اپنے
قرابت دار کے ساتھ سلوک کرون اور میرے نزدیک تم بہتر ہو عایشہ سے
اور جس روز تمھارے باپ نے انتقال کیا اوس روز اگر مجکو موت
آتی اور مین مرجاتا تو بہتر تھا اور تم جانتی ہو کہ مین تمھاری بزرگی اور
شرافت کو خوب پہچانتا ہون باوجود اسکے کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمھارا
حق اور میراث نہ دیتا مگر اسکا سبب یہی تھا کہ مین نے رسول خداؐ سے
سنا تھا وہ فرماتے تھے ہمارے مال کا کوئی وارث نہین ہی جو ہم چھوڑ جائین

وہ سب صدقہ ہی تب فاطمہؑ نے کہا اگر مین ایک حدیث رسول خداؐ کی تم دونون آدمیونسے بیان کرون تو پہچانوگے اور سمجھوگے اون دونون نے کہا البتہ تب سیدہؑ نے کہا مین تم دونونسے خدا کی قسم دیکر پوچھتی ہون کہ تمنے کیا رسولخداؐ سے نہین سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے فاطمہؑ کی خوشی سے میری خوشی ہی اور اوسکے رنج سے میرا رنج ہی اور فرماتے تھے جو فاطمہؑ کو دوست رکھے اوسنے مجکو دوست رکھا اور جو فاطمہؑ کو راضی رکھے اوسنے مجکو راضی رکھا اور جسنے فاطمہؑ کو رنج دیا اوسنے مجکو رنج دیا ابوبکر اور عمر نے جواب دیا ہان رسولخداؐ سے یہ ہمنے سنا ہی تب جناب فاطمہؑ نے کہا مین خدا کو اور ملائکہ کو گواہ رکھکے کہتی ہون کہ تم دونون نے مجکو رنج دیا اور غضبناک کیا اور ہرگز راضی اور خوش نہین رکھا اور جب مین ملاقات کرونگی نبیؐ کی تو تم دونون کی شکایت کرونگی ابوبکر نے کہا ای فاطمہؑ مین پناہ مانگتا ہون خدا کے غضب سے اور تمھارے غضب سے بعد اسکے ابوبکر نے پکار پکار کر رونا شروع کیا قریب تھا کہ روح بدنسے نکلجائے اور جناب سیدہؑ کہتی جاتی تھین ای ابوبکر مین تجھپر ہر نماز مین بد دعا کرونگی اس روایت سے بخوبی ثابت ہوا کہ جناب فاطمہؑ ابوبکر اور عمر دونونسے ناراض گئین اب ہم اس حدیث کو ابوبکر کی (یعنے ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا ہی جو مال چھوڑجاتے ہین وہ سب صدقہ ہی) باطل کرتے ہین اولاً ہم اس حدیث کو خود قول سے ابوبکر کے باطل کرتے ہین کہ ابوبکر نے اقرار کیا ہی کہ البتہ اولاد نبی وارث ہوتی ہی مسند احمد بن حنبل مین ابوطفیل سے منقول ہی قال لما قبض رسول اللہ

ابطال حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ
بطلان حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ
کتاب فصل الخطاب وراثت ابی الانبیاء
فی تنقیح المقال فی الخطاب فی وراثت ابی الانبیاء
المطبوعہ فی بلدۃ طہران فی شہر ۱۲ منہ

ارسلت فاطمة الی ابی بکر انت ورثت رسول الله ص ام اهله
قال فقال لا بل اهله قالت فاین سهم رسول الله ص قال فقال
ابو بکر انی سمعت رسول الله ص یقول ان الله اذا اطعم نبیا
طعمة ثم قبضه جعله للذی یقوم من بعده فرایت ان ارده
علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول الله اعلم
یعنے ابو طفیل کہتا ہی جب پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا تو فاطمہؑ نے ابو بکر سے
کہا پیغمبر خدا کا تو وارث ہی کہ اونکی اولاد وارث ہی ابو بکر نے کہا مین نہین
وارث ہون بلکہ اونکی اولاد وارث ہی اوسوقت فاطمہؑ نے کہا پس ترکہ
رسولؐ کا کہان ہی ابو طفیل کہتا ہی ابو بکر نے جواب دیا مین نے رسولخداؐ سے
سُنا ہی وہ فرماتے تھے جب خدا کسی نبیؑ کو کچھ معاش عطا کرتا ہی اور اوس
نبیؑ کو اپنے پاس بلا لیتا ہی تو وہ عطیہ اوس شخص کے واسطے ہوتا ہی جو
اوس نبی کا قائم مقام ہو پس مین نے بہتر اسکو دیکھا کہ اوس مال کو
سب مسلمین کو دیدون اوسوقت فاطمہؑ نے کہا تو نے جو بات رسولخداؐ سے
سنی ہی اوسکو خوب جانتا ہی اس روایت سے ثابت ہوا کہ ابو بکر نے اقرار
کیا کہ وارث پیغمبر خداؐ کی اونکی اولاد ہی سبحان الله دروغ گو را حافظہ
نباشد کبھی تو کہتے ہین کہ پیغمبر کا کوئی وارث ہی نہین ہوتا پیغمبر کا مال سب
صدقہ ہی کبھی کہتے ہین کہ نہین پیغمبر کی اولاد وارث ہوتی ہی کبھی کہتے ہین
کہ پیغمبر کا ترکہ سب خلیفہ کا حق ہوتا ہی اس اضطراب کلام اور تناقض
مقام کو دیکھنا چاہیے کہ گاہے چنین وگاہے چنان اگر پیغمبر کا مال سب خلیفہ

صاحب کا ہوا تو نہین معلوم کہ اولاد نبیؐ وارث کس چیز کی ٹھہری اور اس سے زیادہ لطف کی بات دیکھنے کے قابل ہی کہ جب جناب سیدہؑ نے دعویٰ کیا ہی تو ابوبکر نے ایک وثیقہ بھی لکھ دیا اور فدک واگذاشت کر دیا جب خلیفۂ ثانی نے ابوبکر سے پوچھا کہ یہ رقعہ کیسا ہی تو ابوبکر نے جواب دیا کہ یہ نوشتہ اوسکا ہی جو فاطمہ کو اپنے باپ سے میراث پہونچی ہی یہ سنکر عمر نے اوس رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا خلیفۂ اول کا بھی کچھ لحاظ نکیا اگرچہ جناب سیدہؑ کی بد دعا سے اوسحضرت کا بھی بدولت ابولؤلؤ کے ایسا ہی حال ہوا سبط ابن جوزی نے کتاب مرآۃ الزمان مین لکھا ہی عن علی بن الحسینؑ جائت فاطمۃ بنت رسول اللہؐ الی ابی بکر وھو علی المنبر فقالت یا ابابکر اَفی کتاب اللہ ان ترث ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر ابوبکر باکیا ثم قال یا بائی انت ثم نزل فکتب لھا بفدک و دخل علیہ عمر فقال ما ھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ میراثھا قال فما ذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ یعنے علی بن الحسینؑ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ ابوبکر کے پاس آئین اوسوقت ابوبکر کو منبر پر دیکھا فرمایا ای ابوبکر کیا قرآن مین خدا نے کہ دیا ہی کہ تیری بیٹی تیری وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث نہون یہ سنکر ابوبکر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا میرے باپ دادا سب تمپر فدا ہون تم حق پر ہو بعد اسکے منبر سے اوتر کر ایک رقعہ بمضمون واگذاشت فدک لکھ دیا اتنے مین باتفاق ناگہانی خلیفۂ ثانی کا گذر ہوا پوچھا

یہ رقعہ کیسا ہی ابو بکر نے کہا یہ رقعہ مین نے فاطمہؑ کو جو میراث اوسکو اوسکے
باپ سے پہونچی ہی لکھدیا ہی یہ سنکر عمر نے کہا اب تم سب مسلمانونکو کہانسے
دوگے حالانکہ سب عرب تمھاری طرف سے جہاد کرتے ہین یہ کہکر عمر نے
اوس رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا بہرکیف اس روایت سے بھی ثابت ہوا
کہ خود ابو بکر نے اقرار کیا کہ فاطمہ کو جو میراث پہونچی تھی اوسکا رقعہ لکھدیا
الحمد للہ کہ حدیث ابو بکری خود ابو بکر ہی کی زبان سے باطل ہوگئی ثانیاً
سوائے ابو بکر کے اور کوئی دوسرا اسکا راوی نہین ہی اکثر اہلسنت نے اسکا
اقرار کیا ہی اور ابن ابی الحدید نے اپنی شرح مین اور ابن حجر نے صواعق
محرقہ مین بھی اسکی تصریح کی ہی اور صحیح بخاری مین ہی ارسلت ازواج النبیؐ
عثمان الی ابی بکر یسألنہ ثمنھن یعنے ازواج نبیؐ نے عثمان کو ابو بکر کے
پاس بھیجا کہ ثمن حصہ ہم لوگونکا میراث رسولؐ مین سے دے بس تعجب ہی کہ
اس حدیث کو سوائے ابو بکر کے اور کسی سے پیغمبرؐ نے نہین کہا بلکہ خلیفہ ثالث
کو بھی خبر نہ تھی کہ ابو بکر کے پاس پیام ازواج نبیؐ کا لیکر گئے ثالثاً جناب
امیر المؤمنینؑ جو کہ باب علم تھے اور قائل سلونی قبل ان تفقدونی
تھے اور اقضائے خلق تھے اور اکثر فرماتے تھے اگر مسند بچھائی جائے اور
مین اوسپر بیٹھون تو فیصلہ کرسکتا ہون معاملات اہل تورات کو اونکی
تورات سے اور صاحبان انجیل کو اونکی انجیل سے اور اہل زبور کو اونکی
زبور سے اور اہل فرقان کو اونکے فرقان سے تو ایسا شخص اس حدیث
سے واقف نہوا اور فاطمہؑ کو منع کرین بلکہ اونکی طرف سے گواہی دین

باب اول فصل اول ص ۵۷۶ جلد دوم چاپہ میرٹھ

اور جو شخص کہ معنے کلالہ کے نہ جانتا ہو وہ اس حدیث سے واقف ہو حالانکہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو پہلے رسولخداؐ فاطمہؓ اور علیؓ اور عباسؓ اور سب ازواج کو سنا دیتے کیونکہ ان لوگونکو احتیاج تھی میراث لینے کی حضرت رسولؐ بیشک بموجب وانذر عشیرتک الاقربین سب سے فرما دیتے کہ تم لوگ بعد ہمارے دعوے نکرنا کیونکہ ہمارا مال سب صدقہ ہے تعجب ہی کہ گھر کی بات گھر والے جنکو احتیاج تھی نہ جانین اور غیر شخص جسکو احتیاج نہ تھی وہ جان لے رابعاً یہ حدیث صریح مخالف آیات قرآنی کے ہی خدا قرآن مین فرماتا ہی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین یعنے بیٹونکو دوہرا حصہ دو اور بیٹیونکو اکہرا حصہ دو یہ آیت عام ہی کسیطرح کی تخصیص نہین ہی نہین تو خدا کہدیتا کہ بیٹی کو نبیؐ کی حصہ نہ دو کہ اولاد پیغمبر وارث نہین ہوتی پیغمبرونکا مال سب صدقہ ہی جسطرح خدا نے وصیت اور دین کو فرمادیا ہی کہ دین اور وصیت مقدم ہی اور پھر خدا فرماتا ہی وورث سلیمان داؤد یعنے وارث ہوے سلیمانؑ داؤدؑ کے تفسیر بیضاوی مین ہی النبوۃ او العلم او الملک یعنے وراثت سے خواہ نبوت مراد لین خواہ علم خواہ ملک سب معنے مراد ہوسکتے ہین اور زمخشری نے ربیع الابرار مین لکھا ہی ورث سلیمان من ابیہ الف فرس سلیمان کو اپنے باپ سے ہزار گھوڑے ورثہ مین ملے تھے اور تفسیر بیضاوی مین بھی ہی روی انہ علیہ السلام غزا دمشق ونصیبین واصاب الف فرس وقیل اصابہا ابوہ من العمالقۃ فورثہا منہ یعنے منقول ہی

کہ سلیمان کو لڑائی مین دمشق اور نصیبین کے ہزار گھوڑے ملے تھے اور بعضون نے
کہا ہی کہ وہ ہزار گھوڑے اونکے باپ کو یعنے داؤد کو گروہ عمالقہ سے ہاتھ آئے تھے
اور سلیمان کو وہ ہزار گھوڑے باپ کے ورثہ مین ملے تھے اور پھر خدا
(حکایۃ عن زکریا) فرماتا ہی وانی خفت الموالی من ورائی وکانت
امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب
واجعلہ رب رضیا یعنے زکریا نے دعا کی پروردگارا مین ڈرتا ہون اپنے
بنی اعمام سے جو میرے بعد رہ جائینگے اور میری بی بی بانجھ ہی پس عطا کر مجھے
اپنی طرف سے ایک فرزند کہ میرا اور اپنی مانکا (جو آل یعقوب سے تھین)
وارث ہو اور خدا وندا اوسکو پسندیدہ اور صالح کر اس مقام پر اکثر اہلسنت
کہتے ہین کہ ان آیات مین مراد وراثت سے وراثت علم ہی یہ محض ان لوگونکا
خیال خام اور فریب وہی عوام ہی کیونکہ وراثت حقیقتاً مال ہی مین ہوتی ہی
اور علم مین اگر پائی بھی جائیگی تو بطور مجاز کے ہوگی اور حقیقت کو چھوڑ کے
مجاز کو اختیار کرنا بلا ضرورت جائز نہین ہی اور علم تو ایک شئی جدید کا حاصل
کرنا ہی نہ وارث ہونا جیسا کہ مشہور بھی ہی ع میراث پدر خواہی وعلم پدر آموز
قطع نظر اسکے ہمنے اوپر بیان کیا کہ سلیمان کو ہزار گھوڑے اپنے باپ کے ورثہ
مین ملے تھے آخر یہ گھوڑے مال نہین تھے تو اور کیا تھا ہان اگر یہ جواب دین
کہ وہ بھی ہزار گھوڑے علم ہی کے تھے جو تمام دوڑتے پھرتے تھے اور حضرت
سلیمان اونپر سوار ہوا کرتے تھے تو البتہ ع ولا یرضی بہ الا الحمار
آب رہی دوسری آیت اوسمین بھی معنے علم کے نہین بنتے کیونکہ اگر وراثت

علم مراد ہو تو زکریا کا یہ کہنا پروردگار امجکو خوف ہی اپنے بنی اعمام سے اسکے کیا معنے اس بات کا خوف کرنا کہ بنی اعمام میرے بعد کہین بنی نہو جائین اور عالم نہو جائین یہ نبی کی شان سے بعید ہی پیغمبر کب چاہیگا کہ میرے بعد اور عزیز و اقارب نبی اور عالم نہون فقط میرے ہی بیٹے کو نبوت اور علم حاصل ہو اور نیز اگر وراثت سے نبوت و علم مراد ہوتی تو حضرت زکریا کا یہ دعا کرنا کہ اوس نبی کو پسندیدہ اور صالح کر لغو ہو جاتا ہی یہ مثل اسکے ہی کہ کوئی دعا کرے خداوندا ایک پیغمبر بھیج مگر وہ عقلمند ہو بیوقوف نہو اور علم بھی رکھتا ہو جاہل نہو نیان پر اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ پیغمبر ہو کر مال کا لالچ کیون کیا اور یہ کیون ڈرے کہ ہمارا مال بنی اعمام نہ لیلین تو ہم کہینگے کہ حضرت زکریا اپنے بھائیونکے حالات سے واقف تھے کہ یہ اشرار بنی اسرائیل مین سے ہین (جیسا کہ بیضاوی نے بھی لکھا ہی) اور جانتے تھے کہ اگر ان لوگونکو ہمارا ترکہ اور مال ہاتھ لگیگا تو فسق و فجور مین صرف کرینگے کیونکہ اونکی عادات سے واقف تھے اسی سبب سے جب خدا سے لڑکا مانگا کہ اونکے مال کا وارث ہو تو اوسکے ساتھ یہ بھی دعا کی خداوندا اوس لڑکے کو صالح اور پسندیدہ کر مقصود یہ تھا کہ یہ بھی کہین ہمارے مال کو بنی اعمام کی طرح سے امور باطل مین صرف نکرے الغرض ہمارے اس لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ حدیث لانورث کی محض وضعی ہی ابوبکر نے دل سے بنا کر بسبب طلاقت لسانی اور بخیال ایذا رسانی کے اپنی زبان پر جاری کیا اور شاید یہی وجہ ہی کہ عمر نے ابوبکر کو ایک روز اپنی زبان پکڑ کر کھینچتے دیکھا کہا یہ کیا کرتے ہو خدا تمھارے

گنا ہونکو نبخشدیگا ابوبکر نے کہا اسی کمبخت زبان نے مجکو بڑے بڑے مہلکہ مین
ڈالدیا شاید اوسوقت اس حدیث کا بنانا یاد آگیا ہوگا یہانتک ایک شبہ اور
رہگیا ہی جسکو اہلسنت بھی اکثر مقام اعتراض مین بیان کرتے ہین وہ یہ ہی کہ
اگر باغ فدک حق اہلبیت کا تھا تو جناب امیرؑ نے اپنے زمانہ خلافت مین اوسکو
کیون نہ لیا اور اوسمین متصرف کیون نہوئے اور حسنینؑ کو اوس سے محروم
کیون رکھا جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ یہ بات سب پر ظاہر ہی کہ اگر کوئی
شخص کسی مصلحت سے اپنا حق واپس نکرے تو یہ دلیل اسکی نہین ہوسکتی کہ یہ حق
اوسکا ابتدا ہی سے نہ تھا اب ہم اون مصالح کو جنکے سبب سے جناب امیرؑ نے
اوسمین تصرف نکیا بیان کرتے ہین اوّلاً وجہ اسکی یہ تھی کہ جب حضرت فاطمہؑ
نے دعوی فدک کا کیا کہ پیغمبر خدا ہمکو دیگئے ہین تب ابوبکر نے گواہ طلب کیے
جناب سیدہؑ حضرت امیرؑ اور حسنین کو گواہ بھی لائین ابوبکر نے ان برگزیدگان
خدا کی گواہی کو بھی رد کردیا تب جناب فاطمہؑ نے دعوی میراث کا کیا کہ اسمین تو
ابوبکر کو عذر نہوگا اوسکو بھی خلافت پناہ نے ایک حدیث بنا کر غلط کردیا ان
سب باتونسے جناب سیدہؑ کو بڑا رنج ہوا اول تو خود انحضرت کو اپنے
دعوی مین جھوٹا سمجھنا اور پھر گواہی کو جناب امیرؑ اور حسنین کی رد کرنا اس سے
جو صدمہ اور رنج حضرت کو پہونچا ظاہر ہی کہ مرتے دم تک ابوبکر سے کلام
نکیا اور بعد اسکے حضرت نے منہ پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا بلکہ بد دعا کی اور
جبتک زندہ رہین ان ظلمو نپر برابر روتی رہین اور مرتے وقت وصیت کی کہ ابوبکر
میرے جنازہ پر نہ آوے بموجب وصیت کے جناب امیرؑ نے بھی ابوبکر کو

اجازت نماز پڑھنے کی ندی جیسا کہ ولم یوذن بھا ابا بکر سے ظاہر ہی جب
یہ سب حالات اور صدمہ اور رنج جناب سیدہ کا حضرت امیر نے اور
حسنین نے اپنی آنکھونسے دیکھا اور کچھ زمانہ دراز بھی نگذرا تھا کہ بھول جاتا تو
حضرت علی کو گوارا نہوا کہ جس چیز سے بیبی رسول کی محروم رہگئی اور کچھ اوسمین سے
اوسکو نصیب نہوا اور اسی رنج مین مرگئی اوسکو ہم لیکر اپنے تصرف مین لائین
اور حسنین کو اوسمین سے دین اور حسنین ہر حال مین حکم مین اپنے پدر بزرگوار کے
راضی تھے اور رنج و مصیبت مین شریک تھے اور کبھی راے سے جناب امیر
کی مخالفت نکرتے تھے بلکہ اونکے امور کو اپنے حق مین اولے و اصلح سمجھتے تھے
بالجملہ یہ بات اکثر ہی کہ جب اپنے کسی دوست کو کسی چیز سے رنج پہونچتا ہی تو
اوس چیز سے نفرت کلی ہوجاتی ہی جیسا کہ امام حسین نے بعد شہادت عزیز
و انصار کے (جنکو اپنی آنکھونسے پیاسا شہید ہوتے دیکھا تھا) جب درویش
پانی لایا تو اوسمین سے نہ پیا اور فرمایا جس سے ہمارے عزیز و انصار محروم
گئے اوسکو ہم کیونکر گوارا کرین اور پھر حدیث مین ہی چونکہ امام زین العابدین
نے معرکہ کربلا مین اپنے پدر بزرگوار کے سر مبارک کو بدن سے جدا نوک نیزہ پر
نصب دیکھا تھا اس سبب سے بعد معرکہ کربلا مدت العمر حضرت نے
کلہ گوسفند نوش نکیا ثانیاً حضرت امیر نے نہ لینے مین فدک مغصوبہ کے
پیغمبر خدا کی پیروی و تاسی کی جیسا کہ منقول ہی انہ سئل لای علۃ ترک
علی فدک کما ولی الناس قال للاقتداء برسول اللہ لما فتح مکۃ
وقد باع عقیل دارہ فقیل لہ یا رسول اللہ ھل ترجع الی دارک

قال هل ترك عقيل لنا دارا انا اهلبيت لا نسترجع شيئا اخذ منا ظلما یعنے امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ جناب امیرؑ کو جب خلافت ظاہری ہوئی تو کیون فدک کو قبول نہین کیا جواب دیا کہ حضرت علیؑ نے اس امر مین رسولخداؐ کی پیروی کی کیونکہ جو مکان پیغمبر خداؐ کا مکہ مین تھا اوسکو عقیل نے بغیر مرضی رسولخداؐ کی بیچ ڈالا تھا جب مکہ فتح ہوا تو لوگون نے کہا یا حضرت اب اپنا مکان بھی لے لیجیے پیغمبر خداؐ نے جواب دیا اوس مکان کو عقیل نے باقی کب رکھا اور ہم اہلبیت عصمت وطہارت سے جو چیز ظلم کرکے بغیر مرضی کوئی لے لیتا ہی تو ہم لوگ اوسکو خود سے نہین لیتے اور نہ اوسکے لینے مین کوشش کرتے ہین اسی سبب سے جناب امیرؑ نے بھی کوشش نکی اور جب اپنے اختیار مین ہوا تو خود سے اوسکو قبول نہین کیا ہان اگر کوئی شخص خوف خدا کرکے اور حق پہچانکے شئی مغصوب کو کسی اہلبیت معصوم کو اپنی طرف سے واپس کرے تو اوسکو رد بھی نہین کرینگے کیونکہ اہلبیت نبی کہ امام اور معصوم ہین رحیم ہوتے ہین یہی سبب ہی کہ جب بعض اہلبیت کو بعض خلفائے جور نے حق سمجھکر فدک واپس کیا ہی تو لے بھی لیا ہی ثالثاً قطع نظر ان جوابات کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیرؑ کو جب اس امر کی مہلت ملی کہ وہ حضرت فدک پر اپنا قبضہ کرتے اور اپنے طور پر اوسکا انتظام کرتے اور اوسکے محاصل اور منافع سے خود تصرف کیا کرتے یہ امام تارک دنیا ہین جنھون نے دنیا کو تین طلاق دیے یہ وہ ہین جنکی شان مین ویؤثرون علے انفسهم ولو كان بهم خصاصة آیا یہ وہ ہین جنکی شان مین ویطعمون الطعام علے

حبه مسکیناً ویتیماً واسیراً بلکہ تمام سورۂ ہل اتی نازل ہوا سئل خلفائے
جور کے طالب جیفۂ دنیا نہ تھے کہ سب امر ونکے پہلے اپنی ہی معاش کی فکر کرتے
حضرت تو درستی وانفاذ احکام شرع مین برابر مصروف رہے جسکے
سبب سے سب دشمن ہوگئے برابر لڑائیان رہین پس یہ ظاہر ہی کہ الاھم
فالاھم حضرت کو درستی سے اور احکام شرع کے کب فراغت حاصل
ہوئی جو اسکی طرف متوجہ ہوتے اور سبکے پہلے اپنے ہی آذوقہ کی فکر کرتے
خصوصاً اوس صورت مین کہ سب دشمن ہو رہے تھے خلفائے ثلاثہ کا دم
بھرتے تھے حضرت کے قتل کا بہانہ ڈھونڈھتے تھے اگر حضرت ایسا کرتے
تو لوگ دنیا طلبی اور جر نفع کی نسبت کرتے اور بیشک کہتے کہ اس خلافت
و فدک کی خواہش انکو اسی واسطے تھی کہ اپنی زندگی آرام سے بسر کرین
چنانچہ حضرت امیر اور حسنین کی گواہی اسی جر نفع کے خیال سے رد کردی
گئی واضح ہو کہ باغ فدک کو خلفائے بنی امیہ وعباسیہ نے چند مرتبہ
اولاد فاطمہ حق سمجھکر واپس کیا ہی چنانچہ صاحب معجم البلدان و دیگر
مورخین لکھتے ہین واللفظ للاول فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ
کتب الی عاملہ بالمدینۃ یامرہ برد فدک الی ولد فاطمۃ فکانت فی
ایدیھم ایام عمر بن عبد العزیز فلما ولی یزید بن عبد الملک قبضھا
فلم یزل فی ایدی بنی امیۃ حتی ولی ابو العباس السفاح الخلافۃ
فدفعھا الی الحسن بن علی بن ابی طالب فکان ھو القیم علیھا
یفرقھا فی بنی علی بن ابیطالب فلما ولی منصور خرج علیہ

عباسیہ فدک را بالاولاد فاطمہ دادند

بنو الحسن قبضها عنهم فلما ولی المهدی بن منصور الخلافة اعادها
الیهم ثم قبضها موسی الهادی ومن بعده الی ایام المامون فجاءه
رسول بنی علیؑ فطالبها نامان یسجل لهم بها فکتب السجل وقرء
علیه المامون فقام دعبل وانشد ؎

اصبح وجه الزمان قد ضحکا		ردّ مامون هاشما فدکا

یعنے جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا تو اوسنے عامل مدینہ
کو لکھ بھیجا کہ باغ فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کردے پس وہ فدک قبضہ میں
فرزندان فاطمہ کے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک رہا جب یزید بن عبد الملک
بادشاہ ہوا اوسنے پھر لے لیا اور برابر قبضہ میں بنی امیہ کے رہا یہانتک کہ
ابو العباس سفاح جو پہلا بادشاہ عباسیہ سے تھا تخت پر بیٹھا تو اوسنے
بھی حسن بن حسن بن علی کو فدک واپس کر دیا اور وہ برابر اوسپر قابض
رہے اور اولاد علی کو اوسمیں سے تقسیم کرتے رہے یہانتک کہ منصور عباسی
تخت پر بیٹھا اور اولاد حسن نے اوسپر خروج کیا تب اوسنے اون کو گوشے
فدک چھین لیا جب مہدی بن منصور بادشاہ ہوا اوسنے پھر اولاد فاطمہؑ کو
فدک پھیر دیا بعد اسکے موسی ہادی جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے پھر لے لیا
یہانتک کہ زمانہ مامون رشید کا آیا اوسوقت فرزندان علیؑ نے واسطے
مانگنے فدک کے کسیکو مامون رشید کے پاس بھیجا مامون رشید نے قبول کیا
اور ایک کاغذ لکھدیا اور اوس پیام لانے والے کو پڑھکر سنا دیا اوسوقت
دعبل جو کہ شاعر تھے مارے خوشی کے اوٹھ کھڑے ہوئے اور ایک قصیدہ

نظم کیا جسکے پہلے شعر کا مطلب یہ ہی زمانیمین لوگونکو خوشی ہوئی اور رنج وغم
دور ہوا اِس سبب سے کہ مامون رشید نے اوس باغ فدک کو جو حق
اہلبیت کا تھا بنی ہاشم کو واپس کر دیا یہ روایت یعنے واپس کر دینا فدک کا
اولاد فاطمہؑ کو بہت سی کتابونمین اہلسنت کی ہی ہمنے بنظر اختصار فقط ایکہی
کتاب سے لکھا اس سے ظاہر ہوا کہ شیخین کے ندینے سے حق اولاد فاطمہ کا
نہین جاتا رہا بلکہ دعوی اون لوگونکا برابر باقی رہا اور خلفائے بنی امیہ
اور عباسیہ نے بھی اس دعوی کو ان لوگونکے قبول کیا اور حق سمجھکر واپس
کر دیا اگر حق ان لوگونکا نہوتا تو وہ سب بھی ندیتے کہ سکتے تھے کہ باغ فدک
تم لوگونکا خاص حق نہین ہی بلکہ یہ رسولؐ کا ترکہ ہی اور پیغمبر کا مال سب صدقہ ہی
اب ایک شبہ اور باقی رہگیا یعنے جب ابوبکر نے یہ کہا کہ رسولؐ کا مال سب
صدقہ ہی اور حق مسلمین کا ہی تو اوس زمانہ مین اہل اسلام ہزارون بلکہ لاکھون
تھے اور آمدنی فدک کی بہت کم تھی تو بعد تقسیم سب لوگونکے شاید ابوبکر کو
کہ منجملہ مستحقین کے تھے پورا ایک پیسا بھی حصہ مین نہ ملتا پس بعید ہی کہ اتنے کے
واسطے ابوبکر نے غیر کے حق کو لے لیا ہو یہ شبہ باطل ہی اسوجہ سے کہ
حاکم کو اس قسم کے مال مین اختیار ہی جسقدر جی چاہے آپ لیلے اور جتنا جی
چاہے دوسرے کو دیدے سب مسلمین پر برابر تقسیم کرنا لازم نہین ہی بلکہ یہ تو
محال ہی کیونکہ بہت سے مسلمین بلاد بعیدہ مین ایسے تھے جنکا نام تک ابوبکر کو
معلوم نہوگا اور اسی سبب سے اس آمدنی خیبر و فدک کو عمر نے خاص
اپنے واسطے رکھا اور کسیکو نہ دیا جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم مین بھی ہے

صہ ۱۵۴ صہ کلان

واما خیبر و فدک فامسکھما عمر یعنے خیبر اور فدک پر عمر نے اپنا قبضہ کیا قطع نظر اسکے ایک حکومت اور ریاست کا قائم ہونا اور لوگونکا بطمع مال گھیرے رہنا اور یا خلیفۃ رسول اللہ کہنا یہ کیا تھوڑا تھا علاوہ اسکے اوس باغ کی آمدنی بھی کثیر تھی چنانچہ انس بن مالک نے روایت کی ہی کہ عمر نے واسطے تشخیص قیمت نصف فدک کے (جو بعد جنگ خیبر کے اہل فدک نے پیغمبر خدا سے نصف پر مصالحہ کیا تھا) ابو الہیثم بن التیہان و قروہ بن عمرو حباب بن صخر و زید بن ثابت کو بھیجا پس اونھون نے نصف زمین فدک اور نصف درختونکی قیمت پچاس ہزار درہم لگائے پس عمر نے وہ پچاس ہزار اون لوگونکو دیکر شام کی طرف نکالدیا اور مولانا مجلسیؒ نے روایت کی ہی کہ اہل فدک خدمت رسول خدا مین آئے اون لوگونسے یہ بات طے ہوئی کہ اگر وہ زمین اپنے قبضہ مین رکھین تو چوبیس ہزار دینار خراج دیا کرین کہ بحساب ہندوستان کے لاکھ روپے سے زیادہ ہوتا ہی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ ابوبکر نے سوچا کہ یہ مال کثیر اگر اہلبیت کے ہاتھ آئیگا تو بقدر ضرورت اپنے مصرف مین خرچ کرینگے اور باقی سب راہ خدا مین اپنے عزیزونکو اور شیعونکو اور مددگارونکو دیا کرینگے جیسا کہ سورۂ ہل اتے شاہد حال ہی اور اس جود و عطا کی وجہ سے سب لوگ انکی طرف رجوع کرینگے اور یہ امر سبب انکے غلبہ اور شان و شوکت کا ہوگا اور ہماری طرف کوئی رجوع نکریگا اور خلافت مین ہماری رخنہ پڑجائیگا یہی سب خیال کرکے ابوبکر نے جناب فاطمہؑ کو اونکے حق سے محروم رکھا آپ اہل انصاف ان باتونسے قطع نظر کرکے دیکھین کہ حق تعالے

صفحہ ۳۸۰ سورہ حشر

قرآن مین فرماتا ہی ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل یعنے جو کچھ دیا ہی خدا نے اپنے رسول کو اہل قریٰ سے (کہ وہ بنی نضیر وغیرہ تھے اور مراد اون قریون سے فدک وخیبر وغیرہ ہی جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے) پس وہ حصہ خدا کا اور رسول کا اور ذوی القربے کا اور یتیمون اور مسکینون اور ابن السبیل کا ہی اونھین اہلبیت مین سے کما فی مجمع البیان پس اگر جناب سیدہ کو ابوبکر نے بسبب انتقال پیغمبر خدا کے ذوی القربے سے خارج کر دیا تو ہم پوچھتے ہین کیا حق فاطمہ کا فقرا و مساکین کے برابر بھی نہ تھا کہ ابوبکر نے اونکو محروم نکیا ہوتا آخر مروت وحمیت عرب کیا ہو گئی تھی اگر ابوبکر نے اپنی طرف سے ہبہ کر دیا ہوتا تو کیا نقصان تھا آخر پیغمبر کا اتنا بھی حق نہ تھا کہ اونکی پارۂ جگر محروم نہ پھیری جائے اور ناراض نکی جائے کیونکہ جس بزرگ کے سبب سے دین ہاتھ آیا ہو اور وہ بزرگ اپنی اولاد کے واسطے مکرر وصیت بھی کر گیا ہو تو کیا مروت یہی چاہتی ہی کہ اوسکی اولاد محروم رکھی جاے اور ناراض کی جاے خصوصاً اوس حالت مین کہ جب یہ سب شان وشوکت وحکومت وریاست اوسی کے باپ کی جگہ پر بیٹھنے کے بدولت حاصل ہوئی ہو اولاً تو ابوبکر کو ہر طرح کا اختیار تھا کیونکہ بتصریح انکے علماء کے امام کو ہر طرح کا اختیار ہی جسکو جتنا جی چاہے دے اسی سبب سے ابوبکر نے جابر کو بغیر پوچھے لوگونکے اور بغیر مطالبہ گواہ وتبیند کے فقط اونکے کہنے پر مال بحرین سے دونون ہاتھ

بھر کر ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپیے دیدیے کاش یہان بھی جناب سیدہؑ کو اپنی طرف سے فدک دیدیا ہوتا کہ اسقدر فیما بین رنج و ترک مکالمہ واقع نہوتا تا نیگا ہم کہتے ہین کہ ابوبکر نے اگر سب مہاجرین و انصار سے اس فدک کے دیدینے کو پوچھا بھی ہوتا تو یقین تھا کہ وہ لوگ کبھی انکار نکرتے یہانتک ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین کیا اچھی بات لکھی ہے کہ جب جنگ بدر فتح ہوئی تو داماد ابوالعاص بن ربیعہ جو کہ شوہر زینب کا تھا (جنکو اہلسنت بطن خدیجہ سے جانتے ہین) قید ہو کر آیا اور قیدیون کے شمول مین حضرت کے سامنے کھڑا ہوا جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیونکے چھڑانیکے واسطے جزیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کے چھڑانیکے واسطے کچھ اسباب بھیجا کہ منجملہ اوسکے ایک گلوبند تھا جسکو خدیجہ نے جہیز مین دیا تھا یہ دیکھکر رسول خدا کو رقت طاری ہوئی اور مسلمانونسے سعی کرکے ابوالعاص کو چھڑوا دیا اور وہ اسباب بھی زینب کو واپس کر دیا ابن ابی الحدید کہتا ہے اس روایت کو مین نے ابوجعفر نقیب یحییٰ بن زید کے سامنے بیان کیا نقیب کہنے لگا اے ابن ابی الحدید تمنے دیکھا ابوبکر اور عمر کو ان لوگونسے اتنا بھی نہوسکا کہ فاطمہؑ کو خوش کرتے اور اونکے ساتھ احسان کرتے اور سب مسلمانونکو راضی کرکے فدک فاطمہؑ کو دیدیتے کیا فاطمہؑ زینب سے بھی مرتبہ مین کم تھین حالانکہ فاطمہؑ سیدۂ نساء عالمیان ہین ایک مقام پر ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ مین نے علی بن الفارقی سے جو کہ مدرس مدرسہ بغداد کے تھے پوچھا کہ فاطمہؑ نے جو دعوے فدک کا کیا تو اس دعوے مین

قصہ ابوالعاص

ص ۳۰۸ جلد دوم شرح نہج البلاغہ

وہ سچی تھین یا جھوٹی اوس مدرس نے کہا بلکہ سچی تھین مین نے کہا پھر کیا وجہ ہی کہ ابوبکر نے فدک نہین دیا تب وہ ہنسے اور کہنے لگے بھائی اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر اگر باغ فدک فاطمہؑ کو دیدیتے تو لامحالہ سچا سمجھکر دیتے تو دوسرے روز وہ آکر کہتین یہ خلافت بھی ہمکو دیدے یہ بھی ہمارے شوہر کا حق ہے تو اوسوقت ابوبکر سے کچھ جواب نہ چلتا کیونکہ سچا تو اونکو سمجھ ہی چکے تھے انکار کیونکر کرسکتے تھے فی الواقع حضرات انمین سب باتونکو خیال کرکے ابوبکر نے جناب فاطمہؑ پارۂ جگر رسولؐ کو اونکے حق سے محروم رکھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؏

طریق دوم مشتمل اوپر مطاعن عمر کے **طعن اول** واضح ہو کہ اعظم مصیبت اہل اسلام پر جو باعث خلائق کی گمراہی کا قیامت تک ہوئی اور جسکو یاد کرکے ابن عباس رویا کرتے تھے کہ سنگریزے مسجد کے تمام بھیگ جاتے تھے وہ دوات وقلم نہ لانے دینا عمر کا ہی وقت بیماری پیغمبرؐ کے جبکہ اونحضرتؐ نے فرمایا لاؤ دوات وقلم کہ مین لکھ دون ایک ایسا نوشتہ کہ تم لوگ کبھی گمراہ نہوگے عمر نے کہا یہ مرد ہذیان بکتا ہی انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی آخر نہ لانے دیا اور وہ ہدایت نامہ لکھنا موقوف رہا تفصیل اسکی یہ ہی صحیح بخاری مین ابن عباس سے منقول ہی لما حضر رسول اللہ ص وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی ص ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال فقال عمر ان النبی ص قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا

کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا
یکتب لکم النبی ص کتابا لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال
عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند النبی ص قال رسول اللہ قوموا
قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ
ما حال بین رسول اللہ ص ان یکتب لھم ذلک الکتاب من
اختلافھم ولغطھم یعنے جب وقت وفات رسولخدا ص کا قریب پہونچا
اوسوقت بہت سے لوگ اوس گھر مین مع عمر بن الخطاب کے جمع تھے
پیغمبر خدا ص نے فرمایا قریب آؤ مین لکھ دون ایک نوشتہ تا بعد اسکے تم
لوگ گمراہ نہو عمر نے کہا نبی کو درد کا غلبہ ہوا ہی تم لوگونکے پاس قرآن
موجود ہی فقط قرآن کافی ہی یہ سنکر آپسمین لوگونکے جو اوس گھر مین جمع تھے
اختلاف ہوا بعض تو کہتے تھے لے آؤ پیغمبر تم لوگونکے واسطے لکھ دین تا بعد
اونکے گمراہ نہو اور بعض اونمین سے وہی بات کہتے تھے جو عمر نے کہی تھی یعنے
کچھ ضرور نہین ہی فقط قرآن کافی ہی جب بہت غل اور اختلاف ہوا تو رسولخدا
نے فرمایا اوٹھ جاؤ یہانسے راوی کہتا ہی ابن عباس رض کہا کرتے تھے کیا مصیبت
تھی وہ مصیبت جو بات حائل ہوگئی اور مانع ہوئی اس بات سے کہ رسولخدا
کچھ لکھ جاتے اور یہ امر بسبب اون لوگونکے شور وغل مچانے کے اور اختلاف
کرنیکے موقوف رہا اور پھر باب الجہاد مین صحیح بخاری کے موجود ہی عن
ابن عباس انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکے حتی خضب
دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ ص وجعہ یوم الخمیس

ص ۴۲۹ چھاپہ میرٹھ

فقال ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا
ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ھجر رسول اللہ ص قال دعونی
فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ بثلاث
اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت
اجیزھم ونسیت الثالثۃ یعنے ابن عباس رض سے مروی ہی کہ اونھون نے
روز پنجشنبہ کو یاد کیا اور کہا کہ پنجشنبہ کیا روز تھا یہ کہکر رونیلگے یہانتک کہ
سنگریزے زمین کے اونکے آنسوؤنسے تر ہوگئے کہنے لگے رسولخدا کو روز پنجشنبہ
بیماری کی شدت ہوئی تو فرمایا تم لوگ ایک کاغذ لے آؤ تم لوگون کے
واسطے مین کچھ لکھ دون کہ بعد اسکے کبھی گمراہ نہو یہ سنکے لوگ آپسمین جھگڑنے
لگے حالانکہ نبی کے پاس ہرگز جھگڑنا نہ چاہیے بلکہ اون لوگون نے کہا
رسولخدا کو ہذیان ہوگیا ہی یہ سنکر پیغمبر نے فرمایا چھوڑ دو مجکو جس حالتمین
مین ہون وہ بہتر ہی اوس سے جسکو تم لوگ کہتے ہو اور حضرت نے مرنیکے
وقت تین امرونکے واسطے وصیت کی ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے
باہر کردینا دوسرے جسطرح مین اپنے سامنے وافدین کے ساتھ سلوک
کیا کرتا تھا تم بھی کیا کرنا تیسری بات راوی کہتا ہی مجکو یاد نہین رہی
کہ یہ حدیث یعنے عمر کا پیغمبر خدا کو نہ لکھنے دینا صحیح بخاری مین سات جگہ
موجود ہی ہمنے بنظر اختصار فقط ایک روایت پہلی جلد سے اور ایک روایت
دوسری جلد سے لکھی اور یہ حدیث اسی مضمون کی صحیح مسلم مین بھی تین
راویون سے منقول ہی ایک مختصر روایت اسمین کی بھی ہم لکھ دیتے ہین

ف واضح ان رسولان وھمان اصابیان ۱۲ منہ

ص ۷۸ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

قال رسول اللہ ص ایتونی بالکتف والدواۃ او اللوح والدواۃ
اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقالوا ان رسول اللہ ص یھجر
یعنے رسول خدا نے فرمایا لاؤ تم لوگ میرے پاس شانہ و دوات یا تختی
اور دوات کہ میں تم لوگونکے واسطے ایک نوشتہ لکھ دون کہ بعد اسکے
کبھی گمراہ نہوگے اسکے جواب میں لوگون نے کہا رسول خدا ہذیان بکتے ہیں
اور یہ حدیث یعنے پیغمبر خدا کا دوات و قلم طلب کرنا اور عمر کا یہ کہنا کہ انکو
درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور لوگونکا اختلاف کرنا اور پیغمبر
پیغمبر خدا کو نسبت ہذیان کی دینا اور ابن عباس رض کا اوسروز کو یاد کرکے
رونا یہ سب بتفصیل مشکوۃ شریف میں بھی موجود ہی جسکو شبہ ہو کتاب نکال کر
دیکھ لے ہمنے بنظر اختصار نہیں لکھا اور عینی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہی
وفی کتاب الطحاوی ھجر یھجر بضم الھمزۃ وفی روایۃ الکشمیھنی ھناک
ھجر ھجر رسول اللہ ص بتکرار لفظ ھجر وقال عیاض معنی ھجر افحش
ویقال ھجر الرجل اذا ھذی واھجر اذا افحش قلت نسبۃ مثل
ھذا الی النبی ص لا یجوز کان وقوع مثل ھذا الفعل عنہ علیہ
الصلوۃ والسلام مستحیل لانہ ص معصوم فی کل حالۃ فی صحتہ
ومرضہ لقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ولقولہ انی لا اقول
فی الغضب والرضا الا حقا وقد تکلموا فی ھذا الموضع کثیرا و
اکثرہ لا یجدی نفعا والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا اما شانہ
اھجر او ھجر بالھمزۃ ویدعونہا ھم الذین کانوا قریبی العھد بالاسلام

ولم یکونوا عالمین بان هذا القول لایلیق فی حقه ۴ لانهم ظنوا انه ۴
مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم
یتکلم من غیر تحویز فی الکلام یعنے کتاب الجہاد مین ہجر بغیر ہمزہ کے ہی اور
بروایت کشمہینی ہجر ہجر مکرر ہی اور قاضی عیاض نے لکھا ہی کہ معنے ہجر کے بُری
بات کے ہین لوگ بولتے ہین ھجر رجل جسوقت کوئی ہذیان بکے عینی لکھتا ہے
کہ اس ہذیان کی نسبت نبی ۴ کی طرف کسیطرح جائز نہین ہی کیونکہ نبی سے
ہذیان صادر ہونا محال ہی اسواسطے کہ وہ حضرت معصوم ہین ہر حالت مین
خواہ بیماری مین ہون خواہ صحت مین کیونکہ خدا فرماتا ہی میرا پیغمبر خواہش
نفس سے کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہی اور خود حضرت بھی فرماتے
ہین کہ مین حالت غصہ مین اور خوشی مین سوائے حق کے دوسری بات
نہین کہتا اور اس مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد
نہین ہی اور ہمارے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کہا جاوے کہ جنھون نے کہا
کیا ہوگیا ہی کیا پیغمبر کو ہذیان ہوگیا ہی یہ وہی لوگ تھے جو قریب قریب
اسلام لائے تھے اور نبی کے مرتبہ کو نہین پہچانتے تھے اور اس بات کو
نہین جانتے تھے کہ نبی کے حق مین ایسا کہنا سزاوار نہین ہی اون لوگون نے
خیال کیا یہ بھی مثل اور لوگونکے ہین کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہی تو ہذیان
بکنے لگتے ہین اس لکھنے سے عینی کے چند باتونکا فائدہ حاصل ہوا اہلسنت
خوب خیال رکھین اور اسکو فراموش نکرین اول تو یہ کہ باقرار انکے
علماء کے ہجر بغیر ہمزہ کے اور ہجر ہجر مکرر بھی آیا ہی دوسرے ہجر کے معنے

ہذیان کے ہین تیسرے پیغمبر خدا کی طرف نسبت ہذیان کی کرنا جائز نہین ہی
کیونکہ رسول خدا صحت و بیماری ہر حالت مین معصوم ہین چوتھے پیغمبر خدا کا
حکم ہر حال مین بوحی ہوتا ہی اپنی طرف سے نہین ہوتا ہی پانچوین بہت سے
اعتراضات و تاویلات اہلسنت کے اس لکھنے سے یعنی کے باطل ہوگئے
جیساکہ اوسنے خود بھی لکھا ہی کہ اس مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی
ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہی چھٹے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن لوگون نے
نسبت ہذیان کی پیغمبر کی طرف کی وہ پیغمبر کے مرتبہ سے جاہل تھے اب ہم
انھین کی کتابون سے ثابت کرتے ہین کہ ابتداءً اس قول کو عمر ہی نے کہا تھا
ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہی ولا یجعل اخبارا فیکون من الفحش و
الھذیان والقائل کان عمر ولا یظن بہ ذلک یعنے ہجر کو استفہام
لینا چاہیے اور خبر قرار دینا نہ چاہیے کیونکہ اس حالت مین ہجر کے معنے فحش
اور ہذیان کے ہونگے اور یہ کلمہ عمر نے کہا تھا اور اونکی طرف ایسا گمان نہین
ہوتا اور خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی وفی
طرقہ ای طرق ھذا الحدیث المرویۃ عنہ فقال عمر ان النبی ص
یھجر یعنے بعض حدیثون مین اسطرح ہی کہ عمر نے کہا ان النبی ص یھجر اور پھر
خفاجی نے اوسی کتاب مین لکھا ہی واما الاختلاف الذی وقع عندہ
کما ورد فی الاحادیث الصحیحۃ من ان النبی ص قال فی مرضہ
ایتونی بدواۃ اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدی فقال عمر ان
الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ فلغط الناس فقال اخرجوا عنی

ص چھاپہ طہران لغتہ ہجر

ص جائیکہ شرح اما امان لاصحابی کردہ

لاینبغی التنازع لدی الخ یعنے جو اختلاف کہ نبیؐ کے سامنے ہوا جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ پیغمبر نے اپنی بیماری مین کہا دوات لے آؤ تم لوگونکے واسطے ایک نوشتہ مین لکھ دون کہ میرے بعد گمراہ نہو تب عمر نے کہا بتحقیق کہ یہ شخص ہذیان بکتا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی پس لوگونمین غل وشور ہوا حضرت نے فرمایا باہر جاؤ میرے پاس جھگڑنا اچھا نہین ہی الخ اور عسکری شارح دیوان متنبی نے اس شعر کی شرح مین لکھا ہی

صحیح چاپہ کلکتہ

۱۱ انظر فیك هجرا بعد علمی	بانك خیر من تحت السماء

الهجر القبیح من الکلام والفحش وهجرا ذا هذی وهو ما یقوله المحموم عند الحمی ومنه قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول الله ص ان الرجل لیهجر علی عادة العرب یعنے ہجر کے معنے بری بات اور فحش اور ہذیان کے ہین اور ہذیان وہ ہی کہ وقت بخار کے آدمی بکتا ہی اور اسی طرح عمر بن خطاب نے بھی وقت بیماری رسولخداؐ کے کہا تھا یہ مرد ہذیان بکتا ہی بموجب عادت عرب کے ہمارے اس لکھنے سے کالشمس علے رابعة النهار واضح وروشن ہوگیا کہ یہ خطاب پیغمبر خداؐ کو ابن خطاب ہی نے عنایت کیا تھا غایة الامر یہ ہی کہ بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے تو خلافت پناہ کو بڑا الزام آتا ہی اور دائرہ اسلام سے قدم باہر ہوا جاتا ہی تو بعض نے قالوا بصیغہ جمع بنا دیا مگر ہمزہ نہین لگایا جیسا کہ مذکور ہوا اور بعضون نے ہمزہ لگا کر استفہام کر دیا مگر ہمکو اسکے تردید کی کچھ ضرورت نہین ہی کیونکہ ہمنے انھین کے علما کے قول سے ثابت کر دیا کہ اصل مین

یہ قول عمر ہی کا تھا علاوہ اسکے جو عاقل ہی وہ سمجھ جائیگا کہ عمر کا فقط یہی کہنا کہ انکو
درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اس سے مقصود یہی تھا کہ انکو
درد کا غلبہ ہی جو بات کہینگے اوسکا اعتبار نہین بمنزلۂ ہذیان کے ہی اب
اہل انصاف خیال کرین کہ عمر نے کیا جہالت کی بات کی اور پیغمبر کی شان مین
کسقدر بے ادبی کی جب حضرت نے دوات و قلم مانگا تو مناسب تھا کہ بمقتضائے
درد دین و بہبودی جمیع مسلمین فوراً لاکر حاضر کر دیا ہوتا کہ خلائق گمراہی سے
قیامت تک محفوظ رہتی نہ یہ کہ سکے پہلے بول اوٹھے انکو ہذیان ہوگیا ہی درد کے
غلبہ مین بک رہے ہین کفار کہا کرتے تھے انہ لمجنون یہ کہین انہ یہجر خدا تو
کہے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور یہ فرمائین ان الرجل یہجر م
یہ کیا بے ادبی کی بات ہی کسقدر بیہودہ گفتگو ہی حالانکہ کلام پیغمبر وحی ہوتا ہی
خدا کہتا ہی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہمارا پیغمبر خواہش
نفس سے کلام نہین کرتا بلکہ اوسکا کلام شریعت انضمام سب وحی ہوتا ہی
یہ تھوڑی ہی خدا نے کہا ہی کہ بیماری مین ہمارے پیغمبر کے کلام کا اعتبار نکرنا
کہ اوسکو ہذیان ہوجاتا ہی خیال کرو اگر عمر نے منع نکیا ہوتا تو اتنا غل کاہیکو
ہوتا جب عمر نے منع کیا اور لوگونکے دلمین وسوسۂ شیطانی ڈالدیا تو بعضر
منافقین بھی اوس کہنے مین شریک ہوگئے اور اسقدر غل کیا وہ دھوم
مچائی کہ پیغمبر خدا نے باوصف انک لعلی خلق عظیم کے فرمایا دور ہو
میرے سامنے سے اِس منع کرنے نے عمر کے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ رسول خدا کو
آخر وقت مین کسقدر رنج ہوا اور بالمحالہ یہ فرمانا حضرت کا کہ اوٹھ جاؤ

میرے پاس سے بہ نسبت مانعین کے تھا نہ مجوزین کے کیونکہ جو حکم کی تعمیل پر راضی ہوا وسپر نا راضی ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی یہ عتاب صرف عمر اور مریدان عمر جنکے سبب سے یہ غل وہنگامہ ہوا اونھین کے واسطے تھا حق تعالیٰ فرماتا ہی یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اے ایمان لانیوالو تم لوگ اپنی آوازونکو نبیؐ کی آواز پر بلند نکرو مگر خلافت پناہ کو وہ خبط تھا کہ حبط اعمال کا بھی خیال نکیا بہرکیف اپنا مطلب تو نکل گیا خلافت تو ہاتھ لگی خیال کیا ؎

آج تو چین سے گذرتی ہے	عاقبت کی خبر خدا جانے

اب ہم پوچھتے ہین کہ خدا تو قرآن مین فرماتا ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنے اطاعت کرو تم لوگ خدا کی اور رسول کی اور پھر فرماتا ہی وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا جو رسول تمکو حکم کرین اوسکو قبول کرو اور جس بات کو منع کرین اوس سے باز رہو تو کیا رسول کی اطاعت کرنا اور اونکے حکم کو قبول کرنا اسکے یہی معنے ہین کہ جب وہ کہین دوات وقلم لاؤ تو نہ لانے دین اور کہین انکو ہذیان ہوگیا ہی آپ خیال کرو کہ عمر نے کتنے لوگونکو گمراہ کیا اگر عمر نے منع نکیا ہوتا اور پیغمبر خدا لکھ جاتے تو یہ لوگ کاہیکو گمراہ ہوتے کیونکہ حضرت نے فرمایا لاؤ دوات وقلم کہ مین کچھ لکھ دون تا بعد میرے ہرگز گمراہ نہوگے ابدًا یعنے کبھی قیامت تک مگر عمر نے نہ لانے دیا نہ لانے دیا تو جو لوگ قیامت تک گمراہ ہونگے وہ سب عمر کے باعث سے ہونگے ع خونِ شہدا تمام بر گردنِ اوست ؛ آب عمر کے

نہ لکھنے دینے کی وجہ ہم بیان کرتے ہین اسکی وجہ یہ تھی کہ عمر نے خیال کیا ایسا نہو
پیغمبر خدا کہین علی کے واسطے خلافت لکھ جائین ایک دفعہ تو علیؑ کو غدیر خم مین خلیفہ
اپنا بنا ہی چکے ہین خیر اوسکو تو ہم اور ہمارے مرید لوگ مولی کے معنے بدلکر لغو کر دینگے
اس نوشتہ کو کیونکر مٹا سکینگے اور ہمنے جو جو بات دلمین سوچ رکھی ہی وہ سب
غلط ہو جائیگی سارا کھیل مٹ جائیگا اب ہم اس بات کو لکھتے ہین کہ بیشک
پیغمبر خدا نے چاہا تھا کہ جناب امیرؑ کے واسطے خلافت لکھ جائین اس خیال سے
کہ لوگ استخلافِ غدیر خم کو ایسا نہ سمجھین کہ شاید یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو یا کسی کے
دلمین کچھ شبہ رہگیا ہو اس سبب سے تاکیداً حضرت نے چاہا کہ نوشتہ بھی ہو جائے
تاکسیکو جائے گفتگو باقی نرہے نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی قد اختلف
العلماء فی الکتاب الذی ھمّ النبی بہ فقیل ارادان ینص علی
الخلافۃ فی انسان معین لئلا یقع نزاع وفتن یعنے علمأنے اختلاف
کیا ہی کہ پیغمبر خدا کو کیا لکھنا مقصود تھا بعضون نے کہا ہی کہ حضرتؐ نے
چاہا ایک شخص خاص کے واسطے خلافت لکھ جائین تاکہ آپسمین نزاع وفساد
واقع نہو اور قاضی عیاض نے لکھا ہی وذکروان الذی طلب کتابۃ
امر الخلافۃ بعدہ وتعیین ذٰلک یعنے بعضون نے کہا ہی کہ حضرتؐ نے
جو دوات وقلم مانگا تو لکھنا خلافت کا مقصود تھا کہ ایک شخص خاص کو بعد
اپنے معین کر جائین مولوی وحید الدین خان جو کہ سنی مشرب ہین اپنی کتاب
خدتحقیق مین لکھتے ہین اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبیؐ سے
حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے علیحدہ وخود سر ہو گئے کہ جب حضرت رسولؐ نے

ص ۴۲ جلد دوم چھاپہ لکھنؤ

ص ۱۶۱

اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالبًا
وہ وصیت واسطے تحریر کر دینے وصیت زبانی خم غدیر بنسبت حضرت علیؑ کے
ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر ٹالدیا انتہے اور ابن ابی الحدید
اپنی کتاب مین تاریخ بغداد سے لکھا ہے روی بن عباس قال دخلت
علی عمر فی اول خلافته وقد القی صاع من تمر علی خصفة فدعانی
الی الاکل فاکلت تمرة واحدة واقبل یاکل حتی اتی علیه ثم شرب
من جرة کانت عنده واستلقی علی مرفقة له وطفق یحمد اللہ
یکرر ذلك ثم قال من این جئت یا عبد اللہ قلت من المسجد
قال کیف خلفت ابن عمك فظننته یعنی عبد اللہ بن جعفر
قلت خلفته یلعب مع اترابه قال لم اعن ذلك انما عنیت عظیمکم
اهل البیت قلت یمتخ بالغرب علی نخیلات من فلان یقرأ القرآن
قال یا عبد اللہ علیك دماء البُدن ان کتمتها هل بقی فی نفسه
من الخلافة شیء قلت نعم قال ایزعم ان رسول اللہ ص نص علیه
قلت نعم وازید لك سالت ابی عما یدعیه فقال صدق فقال
لقد کان من رسول اللہ ص فی امره ذرو من القول لا یثبت حجة
ولا یقطع عذرا ولقد کان یزیغ فی امره وقتا ما ولقد اراد فی مرضه
ان یصرح باسمه فمنعته من ذلك اشفاقا وحیطة علی الاسلام
الا ورب هذه البنیة ولو ولیها لانتقضت علیه العرب من
اقطارها فعلم رسول اللہ انی علمت ما فی نفسه فامسك و

ابے اللہ الا اضاء صاحتہ یعنے ابن عباس کہتے ہین مین ایک روز
ابتدا ر زمانۂ خلافت مین عمر کے پاس گیا دیکھا کہ ایک چٹائی پر ایک صاع
خرما (جو ہندوستان کے حساب سے تین سیر سے بھی زیادہ ہوتا ہی) رکھا
ہوا ہی پس عمر نے دیکھکر مجکو بھی کہا نیکو کہا مین نے اوسمین سے ایک دانہ
کھالیا باقی سب خلیفہ صاحب نے نوشجان کیا بعد اسکے ایک گھڑا پانی کا
جو سامنے رکھا تھا اوسے اوٹھاکر پیا اور اپنے بچھونے پر چت لیٹ کر بار بار خدا کا
شکر ادا کیا بعد اسکے مجھ سے کہا ای عبد اللہ اسوقت تم کہانسے آتے ہو مین نے
کہا مسجد سے پھر پوچھا تمہارے چچیرے بھائی کس حالت مین ہین ابن عباس
کہتے ہین مین سمجھا شاید عبد اللہ بن جعفر کو پوچھتا ہی مین نے کہا اپنے ہمسنونکے
ساتھ کھیل رہے ہین عمر نے کہا مین اونکو نہین پوچھتا ہون بلکہ تمہارے بزرگ
اہلبیت کو پوچھتا ہون مین نے کہا ایک شخص کے باغ مین پانی سینچ رہے تھے
اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے عمر نے کہا ای عبد اللہ مین تمکو قسم دیتا ہون
کہ تمپر قربانی اونٹونکی لازم ہو اگر تم چھپاؤ آیا اونکے دلمین کچھ دعوی خلافت کا
ابھی تک باقی ہی مین نے کہا ہان پھر عمر نے کہا شاید اونکو گمان ہی کہ پیغمبر
اونکو خلیفہ کر گئے ہین مین نے کہا البتہ بلکہ اسکے علاوہ مین تم سے بیان کرون
کہ اپنے باپ سے بھی مین نے پوچھا کہ علیؑ جو دعوی خلافت کا کرتے ہین وہ
سچ ہی [illegible] ہان سچ ہی پھر عمر نے کہا رسول خداؐ کی باتین علیؑ کے بارہ مین
کچھ ایسی پریشان پادر ہوا تھین جس سے کوئی دلیل واضح نہین پائی جاتی
اور کوئی امر منقطع نہین ہو سکتا (یعنے کوئی بات ٹھکانیکی نہ تھی) اور پیغمبر

بسبب محبت علیؑ کے بسا اوقات لغزش کرتے تھے دیکھو بیماری مین حضرت نے
چاہا علی کے نام کی تصریح کر دین مگر مین نے بسبب شفقت و محبت اہل اسلام کے
روکدیا اور نہ لکھنے دیا قسم ہی خانۂ کعبہ کی اگر علی خلیفہ ہوتے تو قریش ہرگز نہ
مانتے اور تمام عرب ہر طرف سے ہجوم کرتے اور یہ سمجھ جانا میرا رسول خداؐ کو
معلوم ہوگیا پس حضرت بھی چپکے ہو رہے اور جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا پھر کیف
اس روایت سے خود باقرار عمر یہ بات ثابت ہوئی کہ رسولخداؐ نے چاہا تھا کہ
واسطے خلافت کے علی کے نام کی تصریح کر دین مگر خلیفہ صاحب نے روکدیا
اب رہا یہ خیال کرنا عمر کا کہ عرب علیؑ کی خلافت پر اتفاق نکرتے گمان باطل
اور خیال خام تھا یہ کہانسے معلوم ہوا کہ باوجود لکھ جانے رسولخداؐ کے عرب
نہ مانتے البتہ عمر اور مریدان عمر اگر نہ مانتے تو اسکا تعجب نہ تھا جب پیغمبرؐ کے
سامنے اونکے قول کو نہ مانا تو بعد پیغمبرؐ کے خلافتِ جناب امیرؑ کو نہ ماننا کون
بڑی بات تھی یہ بات غیب کی عمر کو کہانسے معلوم ہوگئی کہ جناب امیرؑ کی
خلافت پر باوجود حکم خدا اور لکھ جانے رسولؐ کے عرب اتفاق نکرینگے معلوم
ہوتا ہی حضرت جبرئیل جو بیماری مین پیغمبرؐ کی آئے تھے وہ عمر سے کہتے ہوئے
آسمان پر چلے گئے کہ علیؑ کو خلیفہ نہونے دینا عرب اونپر اتفاق نکرینگے پہلے
ابوبکر کو خلیفہ بنا دینا بعد اسکے تم خود خلیفہ ہو جانا اگر کوئی کہے کہ زمانۂ خلافت
حضرت علیؑ سے ظاہر ہوا کہ عرب نے اونپر اتفاق نکیا برابر جمل اور صفین اور
نہروان مین لڑائی رہی تو ہم کہینگے یہ سب بدولت عمر کے تھا کیونکہ ابتداے
خلافت جو اہلبیتؑ کے ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اوس خاندان مین خلیفہ ہونا

لوگونکو شاق ہوا بلکہ جب حضرت امیرؑ اپنے زمانۂ خلافت مین کسی بدعت کو جو زمانۂ خلافت خلفاے ثلثہ مین راسخ ہو چکی تھی منع کرتے تھے تو کسقدر لوگونکو ناگوار ہوتا تھا جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرؑ نے کوفہ مین نماز تراویح کو (جو بدعات عمر سے ہی) منع کیا لوگ واعمراہ واعمراہ کی فریاد کرنیلگے آخرکار حضرت کے سب دشمن ہو گئے برابر لڑا کیے جین سے رہنے نہ دیا نوبت بایںجا رسید کہ جب یزید اوس خلافت ممہدۂ خلیفۂ ثانی پر بیٹھا تو اوسکے زمانہ مین جگر گوشۂ رسول الثقلین جناب امام حسینؑ اور عزیز و انصار حضرت کے سب شہید ہوے ؎

بدکردنِ شمر ہم ز بدکردنِ اوست		خون شہدا تمام برگردنِ اوست

آب رہا یہ قول عمر کا کہ جو خدا کو منظور تھا سو ہوا کسقدر مشابہ ہی قول جبریہ و قدریہ سے بہت اچھا ہم بھی کہتے ہین کہ ابو لؤلؤ نے جو آپکے پیٹ مین چھرا مارا وہ بھی جو خدا کو منظور تھا سو ہوا اوس بیچارہ کا کوئی قصور نہین ہی اور شیعے جو کلمہ آپکے حق مین کہتے ہین وہ بھی جو خدا کو منظور ہی سو ہوتا ہی شیعونکا اسمین کچھ قصور نہین ہی واضح ہو کہ اسیطرح قول عمر کا حسبنا کتاب اللہ یعنے ہم لوگونکے واسطے فقط قرآن کافی ہی یہ بھی محض جہالت اور شورپشتی کی راہ سے تھا اولاً بروایت ابن ابی الحدید جبکہ پیغمبرؐ نے اپنی بیماری مین علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنیکو چاہا تو عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر اوسکو ٹالدیا اور جب روز سقیفہ خود عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تو اوسوقت حسبنا کتاب اللہ کو کیون بھلا دیا ثانیاً جب پیغمبر خداؐ نے اپنی بیماری مین وصیت

ابطال قول عمر حسبنا کتاب اللہ

کرنیکو چاہا تب عمر نے ہذیان کی نسبت دیکر حسبنا کتاب اللہ زبان پر
جاری کیا اور جب ابو بکر نے اپنی بیماری مین عمر کے واسطے وصیت کی اور
خلافت نامہ لکھا تو اوسوقت عمر نے یہ کیون نہ کہا کہ ابو بکر کو ہذیان ہوگیا ہے
اس لکھنے کی ضرورت نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی ثالثًا باتفاق فریقین
پیغمبر خدا نے فرمایا تھا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
اھلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی یعنے مین تم لوگون مین
دو چیز بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن دوسرے میرے اہلبیت جبتک کہ
ان دونونکا دامن پکڑے رہوگے ہرگز بعد میرے گمراہ نہوگے سبحان اللہ پیغمبر خدا
نے تو قرآن کے ساتھ اہلبیت کو بھی شامل کیا اور ان دونونکے ساتھ تمسک
کرنیکا حکم بھی دیا اور فرمایا جو انسے متمسک ہوگا وہ کبھی گمراہ نہوگا مگر عمر نے
برخلاف اسکے اہلبیت کا ساتھ چھوڑا اور کہا ہمکو فقط قرآن کافی ہی آستقام پر
مولوی وحید الدین خان نے کیا اچھی بات لکھی ہی سوم یہ کہ حضرت عمر کے ص ۳۵۵ حد تحقیق
حال پر ہمکو افسوس آتا ہی حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک
ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بجز دو بیماری حضرت رسول کے
اسطرح بالکل آنکھ بدلدی اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول پر درد غالب ہے
قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بیمروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی
اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کے تھی اور رسول نے بعد اوس جمعرات
کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین
الرفیق الاعلے کہکر کے جان دی تو کسی وقت مین کوئی بات بدحواسی کی

حضرت رسولؐ کے پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قرآن اور عترت دونون بات
حدیث ثقلین کی ہی جو پیغمبر خداؐ نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز ہماری چھوڑے
جاتے ہین ایک قرآن دوسری عترت اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگی
تو اگر حضرت عمر سبکو کتاب اللہ وعترۃ الرسول دونونکو ملا کر کے کہتے
تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے انتہے رابعاً اس قول سے عمر کے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر نے اپنے کو رسولخداؐ سے بھی بڑھکر عالم و دور اندیش
سمجھا پیغمبر خداؐ کو تو یہ بات معلوم نہوئی کہ کتاب خدا کافی ہی اور وصیت
لکھنے کو مستعد ہوے اور فرمایا اس وصیت کے لکھ جانے سے تم لوگ کبھی
گمراہ نہوگے مگر عمر کو معلوم ہوگیا کہ اس وصیت کا لکھنا بیکار ہی فقط قرآن
کافی ہی خامساً اگر فقط قرآن کافی تھا تو خود اکثر مسائل مین دھوکھا کیون
کھایا قرآن مین کیون نہ دیکھ لیا جناب امیرؑ سے کیون پوچھا ایک زن زانیہ کو
جو حاملہ تھی حکم رجم کا دیا جناب امیرؑ نے کہا اس بچے نے کیا قصور کیا ہی اس
عورت کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوجائیگا قبل وضع حمل سنگسار کرنا نہ چاہیے اسوقت
کہا لولا علیؑ لھلک عمر اگر علیؑ نہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا تمکو اگر اعتبار نہو تو
ایک چھوٹی سی کتاب نحو میر لڑکونکے پڑھنے کی ہی اوسمین حروف غیر عاملہ کی
بحث نکالکر دیکھ لو لولا علیؑ کے حاشیہ پر یہ قصہ عمر کا لکھا ہی اور ایک مرتبہ
مہرؑ کی گفتگو مین ایک عورت نے قائل کر دیا اوسوقت کہا کل الناس افقہ
من عمر حتی المخدرات فی الحجال عورتین جو پردہ نشین ہین وہ بھی عمر سے
زیادہ فقہ جانتی ہین اور بھی بہت جگہ احکام شرع مین غلطی واقع ہوا کرتی

تھی حضرت امیر بجا دیا کرتے تھے اگر فقط قرآن کافی تھا تو کیون خلاف شرع
حکم دیے سادسًا یہ بات ظاہر ہی کہ آیات احکام قرآن مین قریب
پانسو کے ہین اور اوسمین ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ عام اور خاص سبھی کچھ ہین
اور ہر فرقہ کے لوگ جو اہل اسلام سے ہین اپنے اپنے مذہب کی حقیت پر
اسی قرآن سے استدلال کرتے ہین حالانکہ اون سب فرقون سے ایک ہی
فرقہ ناجی ہی تو اگر فقط قرآن نجات و عدم گمراہی کے واسطے کافی ہوتا
تو اتنے فرقے گمراہ کیون ہوتے اِس سے معلوم ہوا کہ جبتک اہلبیتؑ کو
کہ مفسرین قرآن ہین شریک نکرین جیسا کہ پیغمبرؐ نے شریک کیا فقط قرآن
نجات کے واسطے کافی نہین ہو سکتا چنانچہ جناب امیرؑ فرماتے تھے انا
کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت مین قرآن ناطق ہون
اور یہ قرآن ساکت ہی پس یہ کہنا عمر کا کہ ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور اہلبیتؑ
سے جو کہ مفسرین قرآن ہین دست بردار ہونا بمنزلہ اسکے ہی کہ کوئی بیمار کہے
حکیم کی کیا ضرورت ہی ہمکو فقط طب کی کتاب بوعلی سینا کی قانون کافی
ہی اِس سے ثابت ہوا کہ مقصود عمر کا یہی تھا کہ یہ خلافت اہلبیت کی طرف
نجانے پائے نہین تو ہماری کچھ عزت نہ رہیگی اکثر اہلسنت جواب دیتے ہین
کہ حضرت عمر نے بخیال راحت رسانی پیغمبر کے دوات و قلم نہ لانے دیا کہ
پیغمبر کو تکلیف ہوتی جیسا کہ شاہصاحب نے بھی لکھا ہی اولاً ہم تعجب کرتے
ہین اِن لوگونکی سمجھ پر سبحان اللہ ع برعکس نہند نام زنگی کافور؛ اس
رنج دینے کو اور تکلیف دینے کو پیغمبر کے یہ لوگ آرام دینا کہتے ہین کیا اچھا

آرام دیا ہی کہ رسولخدا کو کہا یہ ہذیان بکتے ہین درد نے اپر غلبہ کیا ہی پیغمبر کے پاس وہ دھوم مچائی کہ باوجود خلق عظیم کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کیون حضرات اسیکا نام آپ لوگون نے آرام دینا رکھا ہی اولیٰ سمجھ کا کچھ جواب نہین ہی ثانیاً بروایت ابن ابی الحدید عمر نے تو بیان کیا کہ مین نے اسواسطے نہ لکھنے دیا کہ پیغمبر خدا چاہتے تھے علیؑ کے نام کی تصریح کردین اور یہ لوگ کہتے ہین ارام دینے کے خیال سے نہ لکھنے دیا مدعی سُست گواہ چست ثالثاً اگر عمر کو پیغمبر کا آرام پہونچانا اور اونکی خوشی اور خلائق کا گمراہی سے بچانا مقصود تھا تو فوراً دوات و قلم لاکر حاضر کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ آپ زبانی فرمائیے ہم لکھتے ہین جیسا کہ بروایت تمھارے حضرت نے تین امرونکی وصیت زبانی کی ایک تو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالدینا دوسرے وافدین کے ساتھ سلوک کرنا اور تیسرے امر کو راوی بھول گیا غالباً وہ وصیت بہ نسبت خلیفہ کرنے حضرت امیرؑ کے ہوگی جسکو بخیال کسادبازاری خلافتِ خلفاے ثلثہ کے راوی نے بیان نکیا رابعاً رسول خدا واسطے رفاہ خلق اور ہدایت امت کے مبعوث ہوے تھے خیال کرو اس ہدایت کرنیمین اور خلائق کو گمراہی سے بچانیمین پیغمبرؐ نے کیا کیا شقت و رنج و تکلیف اوٹھائی گھربار چھوڑا ہجرت اختیار کی کفار سے جہاد کیے دندان مبارک شہید ہوے اکثر فرماتے تھے مآاوذی نبی کما اوذیتُ یہ سب اسیواسطے تھا کہ امت گمراہی سے بچے پس آخر وقت جب حضرت نے بخیال ہدایت امت فرمایا آؤ مین ایسی چیز لکھدون کہ تم لوگ قیامت تک گمراہ نہوگے

تو یہ زحمت قلیل جو دو سطر کا لکھنا یا لکھوانا تھا اور ہدایت خلق کی اوسپر موقوف تھی اس تکلیف کی کیا حقیقت تھی **خامساً** اگر عمر کو حضرت رسولؐ کے آرام کا بڑا خیال تھا تو اُحد اور خیبر اور حنین مین پیغمبرؐ کو مجمع کفار مین اکیلا چھوڑ کر کیون بھاگ گئے اور مثل بکری کے پہاڑ پر چڑھکر کودنے لگے **بعض اہلسنت اعتراض کرتے ہین** **ایک** یہ کہ پیغمبر خداؐ نے ایتونی بلفظ جمع فرمایا تھا اگر عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا تو اوسوقت حضرت علیؑ نے کیون نہ لاکر حاضر کردیا علاوہ اسکے پیغمبر خداؐ تو بعد اس واقعہ کے تین روز زندہ رہے کیون نہین کسیسے لکھوالیا **دوسرے** اگر آواز بلند کرنا نبیؐ کے سامنے منع تھا تو اس نہی مین حضرت امیرؑ بھی شریک ہوے پس **اولاً** جواب ان شبہونکا یہ ہی کہ معترض کو چاہیے پہلے یہ بات ثابت کردے کہ جناب امیرؑ بھی اوس صحبت مین موجود تھے تب اعتراض کرے حالانکہ جناب امیرؑ کا وہان موجود رہنا کسی کتاب سے ثابت نہین ہوتا پس یہ اعتراض خاص عمر اور تابعین عمر جو کہ مانعین تھے اونھین کے حق مین وارد ہوگا اور **ثانیاً** درصورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیرؑ بھی موجود تھے تو جواب اِس شبہ کا یہ ہی کہ جب عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا اور پیغمبرؐ کو کہا ہذیان بکتے ہین انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی تو بہت سے لوگون نے قول عمر کی موافقت کی اور کچھ لوگون نے موافقت نکی اور سب آپسمین جھگڑنیلگے یہانتک شور وغل مچایا کہ پیغمبر خداؐ نے مارے رنج کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے اس سبب سے وہ صحبت درہم وبرہم ہوگئی لوگ اپنے گھرونکو چلے گئے مصلحت وقت جاتی رہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ بعد اسکے بعض اصحاب نے

پیغمبر خداؐ سے کہا اگر فرمائیے تو اب ہم لوگ دوات وقلم حاضر کرین حضرتؐ نے
پہلے جن لوگون نے نہ لانے دیا اونکی شکایت کی پھر فرمایا ابعدہ ما سمعت
یعنے تمنے یہ حرکات ناشایستہ ان لوگونکے دیکھے اور یہ گستاخیان ان لوگونکی
سنین یہ سب دیکہ سنکر پھر لکھنے کے واسطے کہتے ہو خیر مین اتنی وصیت کیئے
جاتا ہون کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اونکو رنج نہ دینا
یہ کلام حسرت انجام حضرت کا سنکر وہ لوگ چپکے ہو رہے اور وہانسے چلے آئے
قطع نظر اسکے یہ بات ظاہر ہی کہ جب پیغمبر خداؐ نے فقط دوات وقلم طلب کیا
ابھی کچہ لکھنے نہین پائے تھے اسپر تو یہ غل وفساد برپا ہوا کہ کچہ لوگ عمر کے
ساتھ ہو کر کہتے تھے کچہ ضرورت لکھنے کی نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور
کچہ لوگ پیغمبرؐ کے قول کی اطاعت کرکے کہتے تھے لے آؤ دوات وقلم پیغمبرؐ لکھ
جائین کہ تم لوگ گمراہ نہو پس باوجود اس لڑائی کے اگر دوات وقلم لاکر
حاضر کیا جاتا تو بیشک وہ لوگ کشت وخون کرتے اور پیغمبر خداؐ کے سامنے
خونریزی ہوتی اس سبب سے دوات وقلم کا حاضر کرنا دور از مصلحت سمجھا گیا
اور یہ جو کہا کہ تین دن تک پیغمبر خداؐ زندہ رہے کیون نہین کسیسے لکھوا لیا تو اسکا
جواب وہی ہی جو ہم پہلے کہہ چکے کہ بعد اس شور وغل کے اور نسبت دینے ہذیان کے
وہ صحبت درہم وبرہم ہو گئی جو وقت لکھنے کا تھا جاتا رہا مصلحت باقی نرہی علاوہ
اسکے بعد برخواست ہونے اس صحبت کے اگر بعض اہلبیتؑ یا بعض اصحاب کسیوقت
مین اوس وصیت کو لکھوا لیتے تو کیا فائدہ ہوتا مجوزین کو تو بہرحال یقین تھا
کہ پیغمبر خداؐ علیؑ کے واسطے ضرور خلافت لکھینگے اور مانعین نے جب حضور مین

پیغمبرؐ کے نہین مانا تو غیبت کا لکھا ہوا کب مانتے لامحالہ کہتے ہم خوب جانتے ہین
کہ پیغمبر خداؐ لکھنا نہین جانتے تھے تم لوگون نے اپنے ہاتھ سے اس کاغذ پر علیؑ کی
خلافت لکھدی ہی اور اگر پیغمبرؐ نے لکھا بھی ہی تو حالت بدحواسی مین لکھا ہی اسکا
اعتبار نہین ہی جیسا کہ عمر نے سامنے پیغمبرؐ کے کہا تھا قطع نظر اسکے تین دن تک
زندہ رہنا پیغمبر خداؐ کا بعد اس واقعہ کے یقیناً ثابت نہین ہی ابن ابی الحدید نے
اپنی شرح مین لکھا ہی فلما کثر اللغط والاختلاف غضب رسول اللہؐ
فقال قوموا عنی لا ینبغی لنبیؐ ان یختلف عندہ ھکذا فقاموا فمات
رسول اللہؐ فی ذلک الیوم یعنے جبکہ غل اور اختلاف بہت ہوا تو رسول خداؐ
غضبناک ہوے اور فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پیغمبر کے پاس اسطرح
جھگڑنا نہ چاہیے پس وہ لوگ وہانسے اوٹھ آئے اور رسول خداؐ نے اوسی روز
انتقال کیا اور واقدی نے لکھا ہی کہ جب آپسمین یہ شور وغل ہوا تو حضرت نے
فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پس وہ لوگ اوٹھکر چلے آئے اور اوسیوقت
روح نے حضرت کی مفارقت کی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ درصورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیرؑ بھی
اوس صحبت مین موجود تھے تو حاشا ثم حاشا کہ مانعین مین رہے ہون حضرت امیرؑ
نے ایک چشم زدن بھی پیغمبر خداؐ کی مخالفت نکی برابر جان نثاری اور فرمان
برداری مین حاضر رہے بھلا وہ کیونکر خلاف حکم پیغمبرؐ کرتے ابن عباسؓ جو
شاگرد دونسے جناب امیرؑ کے تھے وہ تو اس روز کو یاد کرکے برابر رویا کرتے
تھے کہ سنگریزے مسجد کے آنسوؤنسے بھیگ جاتے تھے پس لامحالہ جناب امیرؑ بھی

مجوزین مین رہے ہونگے نہ کہ معاذ اللہ مانعین مین آپ یہ اعتراض کہ رفع صوت جو منہی عنہ ہی اوسمین جناب امیرؑ بھی شریک ہوئے پس یہ گمان بسبب جہالت اور عدم واقفیت کتب کے ہی کیونکہ رفع صوت وہی منہی عنہ ہی جو باعث سوء ادب اور ایذاء رسولؐ کا ہو اگر مطلقاً منع ہو تو چاہیے کہ پیغمبرؐ کے سامنے اذان بھی کہنی منع ہو جائے حالانکہ ایسا نہین ہی زمخشری نے کشاف مین لکھا ہی ولم یتناول النہی ایضاً رفع الصوت الذی لا یتاذی بہ رسول اللہ ص وھو ما کان منھم فی حرب او مجادلۃ معاند او ارھاب عدو وما اشبہ ذلک یعنے وہ آواز بلند کرنا جس سے پیغمبر خدا کو اذیت نہو منع نہین ہی جسطرح لڑائی مین اور دشمنونکے دھمکانے اور ڈرانے مین آواز بلند کیجاتی ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آواز موافق مرضی رسولؐ کے ہو اوسکا بلند ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی البتہ آواز بلند کرنا عمر کا اور تابعین عمر کا دوات وقلم نہ لانے دینے مین خلاف مرضی رسولؐ اور باعث ایذاء پیغمبر کے تھا جسکے سبب سے بدولت عمر کے اور لوگ بھی بظاہر خطاب وعتاب قوموا عنی مین شامل اور شامت جارسے بجز جوار منکسر ہوگئے لیکن حقیقت مین رجوع عتاب طرف موذیون اور مخالفونکے تھا نہ طرف معینون اور موافقونکے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا ۵

طعن دوم واضح ہو کہ منجملہ بدعات وایذا رسانی عمر کے اہلبیت رسولؐ کو

صہ ۱۳۸۴ چھاپہ کلکتہ

جسکے سننے سے اہل ایمان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین یہ ہی کہ بعد انتقال
جناب رسولخدا ص کے یہ حضرات خلفاے سنیان (باوجود فرمانے پیغمبر ص کے
کہ مین تم لوگونمین دو چیز گران قدر چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن دوسرے
میرے اہلبیت ع جو انسے تمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو منحرف ہوگا وہ
گمراہ ہوگا) اہلبیت رسول ص سے ایسے منحرف ہوے کہ اونھین رسول ص کی
پارہ جگر حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے درپے ایذا رسانی ہوے
باغ فدک چھین لیا گھر جلانیکو مستعد ہوے جسمین جناب سیدہ اور
حضرت امیر اور حسنین موجود تھے جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ سمجھے گا کہ یہ کیسا
ظلم اور تعدی اہلبیت رسول ص پر ان سنیونکے خلیفاؤن نے کی چنانچہ ایک
شخص نے (جو مذہب سنی کا رکھتے تھے) مجھ سے بیان کیا کہ البتہ پہلے ان
حضرات ثلاثہ کی وقعت میری نظر ونمین تھی مگر جسبے مین نے تاریخ ابوالفدا
مین دیکھا ہی کہ خلیفہ ثانی جناب فاطمہ کا گھر جلانے آئے اور تھوڑی سی آگ
اور لکڑی بھی ساتھ لیتے آئے تب سے میرا اعتقاد ان حضرات سے پھر گیا
فی الواقع جو شخص ذرا بھی انصاف رکھتا ہوگا وہ سمجھیگا کہ وہ گھر جو رتبہ مین
اور حرمت مین خانہ کعبہ سے کم نہ تھا اور جہان حضرت جبرئیل بے اجازت داخل
نہوتے تھے اور جسکی شان مین بروایت درمنثور خدا نے فرمایا ہو فی بیوت
اذن اللہ ان ترفع اوس گھر کو جلانیکے واسطے جانا کسی صاحب ایمان کا
کام نہین ہی اسی سبب سے ابن روزبہان نے اس امر کا بالکل ایک دم سے
انکار کیا ہی بلکہ لکھا ہی کہ جو اس روایت کو لکھے وہ رافضی ہی مگر اس انکار سے

ع

قال السیوطی فی الدر المنثور فی تفسیر
سورۃ النور اخرج ابن مردویہ عن
انس بن مالک قال قال
رسول اللہ ص فاطمۃ
اذن اللہ ان ترفع فقام الیہ
ابوبکر فقال یا رسول اللہ فاطمۃ
اہلبیت فسکت ولم یجبہ ثم قام
قال من اخاف علیہ ۱۲

انکار ابن روزبہان
حدیث احراق را

ص

ابطال الباطل چاپہ طہران

کیا ہوتا ہی یہ مضمون تو طشت از بام افتادہ ہی جسکو سب نے سُن لیا سب کتابین تاریخ اور حدیث کی اس مضمون سے بھری ہوئی ہین اور مصنفین اونکے سب اہل سنت ہین مگر بقول ابن روزبہان کے وہ سب رافضی ہوئے جاتے ہین اور لطف تو یہ ہی کہ شاہ صاحب اور اونکے والد بزرگوار نے بھی اس روایت کو لکھا ہی اور اقرار کیا ہی بڑے مشکل کی بات ہی کہ بقول ابن روزبہان کے یہ دونون صاحب بھی رافضی ہوگئے ؎

نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتے	گو مشتِ خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اول دلیل ہمارے دعوے کی یہ ہی کہ خود شاہ صاحب نے اسکا اقرار کیا ہی کہ حضرت عمر خانۂ فاطمہؑ کے جلانے کے واسطے گئے اور ڈرایا کہ اگر تم لوگ ابو بکر سے بیعت نکروگے تو ہم اس گھر کو تم سب پر جلا دینگے وھذہ عبارتہ فی تحفتہ واگر مراد از قصد تخویف وتہدید زبانیست وگفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف وتہدید کسانے را بود کہ خانۂ حضرت زہرا ملجا وپناہ ہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم مکۂ معظمہ دادہ در آنجا جمع مے شدند وفتنہ وفساد منظور میداشتند وبر ہم زدن خلافت خلیفۂ اول بکنگاشہا ومشورتہاے فساد انگیز قصد میکردند نہایت افسوس کی بات ہی کہ اصحاب رسول جنکو تم لوگ واجب التعظیم بتاتے ہو اور اقتدا اونکی باعث اہتدا سمجھتے ہو اون لوگون نے تو خانۂ حضرت زہراء کو بمنزلۂ حرم مکہ معظمہ کے سمجھا اور عمر نے چاہا کہ وہ گھر جلا دیا جائے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب

الامامة والسياسة مين لكها ہى ان ابابكرا خبر بقوم تخلفوا عن بيعته
عند علىؑ فبعث اليهم عمر بن الخطاب فجاء فنادا هم فى دار
علىؑ فابوا ان يخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذى نفس عمر
بيده لتخرجن اولاحرقنها عليكم على ما فيها فقيل له يا ابا حفص
ان فيها فاطمة فقال وان يعنے جو لوگ كہ بيعت ابوبكر سے انكار كركے
حضرت علىؑ كے پاس جمع ہوے تھے اسكى خبر كسى نے ابوبكر سے بيان كى ابوبكر
نے عمر كو بھيجا عمر نے حضرت علىؑ كے گھر پر آكر لوگونكو پكارا مگر وہ لوگ باہر نہ نكلے
پس عمر نے لكڑيان منگائين اور كہا قسم خدا كى تم سب نكلو نہين تو مين اس
گھر كو تمھارے اوپر پھونك دونگا كہ تم سب جلكر رہجاؤگے كسى نے كہا اى عمر
اس گھر مين فاطمہؑ بھى ہين عمر نے كہا ہوا كرين اور تاريخ ابوالفداء مين
جو تصنيف سے ايك سُنّى متعصب كى ہے لكھا ہى فبايع عمر ابابكر وانثال
الناس عليه يبايعونه فى العشر الاوسط من ربيع الاول سنة
احدى عشر خلا جماعة من بنى هاشم والزبير وعتبة بن ابى لهب
وخالد بن سعيد بن العاص والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسى
وابى ذر وعمار بن ياسر والبراء بن عازب واُبىّ بن كعب و
سالوا مع علىّ بن ابى طالب وقال فى ذلك عتبة بن ابى لهب
ما كنت احسب الخ وكذلك تخلف عن بيعة ابى بكر ابو سفيان
من بنى امية ثم ان ابابكر بعث عمر بن الخطاب الى علىؑ ومن
معه ليخرجهم من بيت فاطمة الزهراءؑ وقال ان ابوا عليك

ما كنت احسب الامر صائرا
عن هاشم ثم منها عن ابى حسن
الیس اول من صلى لقبلتكم
واعلم الناس بالقرآن والسنن
واخر الناس عهدا بالنبى ومن
جبريل عون له فى الغسل والكفن
ما فيه ما فيهم لا مغمز فيه لمغتمز
وليس فى القوم ما فيه من احسن

فقاتلهم فاقبل عمر بشئ من نار علی ان یضرم الدار فلقیته فاطمة رض
وقالت الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال اوید خلوا
فیما دخل فیه الامة یعنے بعد جھگڑے اور تکرار بسیار کے کہ جانب انصار سے
ہوئی عمر نے ابوبکر سے بیعت کی اور بعد اسکے اور لوگون نے بیعت کرنی
شروع کی اور یہ بیعت ابوبکر کی دہہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱
گیارہ ہجری مین واقع ہوئی مگر ایک جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن
ابی لہب اور خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی
اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور اُبی بن کعب
کہ ان سب نے بیعت نکی اور یہ لوگ سب حضرت علیؑ کے ہمراہ ہوگئے
اور اسی باب مین عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہین
کہ مین نہ جانتا تھا کہ امر خلافت اور ولایت و ریاست اولاد ہاشم سے
جاتا رہیگا خصوصًا ابوالحسنؑ سے حالانکہ وہ مخصوص ساتھ ایسے ایسے فضائل
اور مناقب کے ہین اور اسیطرح سے ابوسفیان پدر معاویہ نے بھی ابوبکر
کی بیعت نہین کی تب ابوبکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علیؑ کے پاس اسواسطے
بھیجا کہ جو لوگ اونکے ہمراہ ہین سب کو مع اونکے فاطمہؑ کے گھر سے نکالدے
اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اونکو نکلنے سے انکار ہو تو بیشک تم اونسے قتال کرنا عمر نے
بارادہ گھر جلانیکے کچھ آگ بھی ساتھ لے لی پس حضرت فاطمہؑ نے ملاقات
کی (یعنے پس در سے) اور پوچھا کہان آیا ای ابن خطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے
آیا ہے عمر نے کہا البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو یہ سب ابوبکر سے

بیعت کرین جسمین تمام امت داخل ہوئی یہ سب بھی داخل ہو جائین انتہے اخلاصہ
گھر جلانیکو جناب فاطمہؑ کے عمر کا آنا بہت سی کتابونمین اہلسنت کی ثابت ہے
اور انکے بڑے بڑے علماء اور محدثین اور مورخین متقدمین و متاخرین نے اسکو
روایت کیا ہی مثل طبری اور واقدی اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن عبدربہ
اور ابن خزانہ اور عبداللہ بن ابی شیبہ اور بلاذری اور ابن عبدالبر صاحب
کتاب استیعاب اور ابوبکر جوہری صاحب کتاب سقیفہ اور قاضی جمال
الدین واصل اور ابوالفدا صاحب کتاب المختصر اور ابن قتیبہ صاحب
کتاب الامامۃ والسیاسۃ اور سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی
صاحب کنز العمال اور شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب کے جنکی عبارتونکا
ماحصل اور ملخص یہی ہی کہ جب ابوبکر نے تخت خلافت پر جلوس کیا اوسوقت
بہت سے لوگون نے بیعت علیؑ سے انکار کیا کہ منجملہ اونکے زبیر اور عباس
اور حضرت علیؑ اور حسنینؑ تھے جب ابوبکر کو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے ہماری
بیعت سے انکار کیا اوسوقت عمر کو خانۂ فاطمہؑ کیطرف جسمین یہ لوگ جمع تھے
بھیجا اور کہا کہ ان لوگونکو ہمارے پاس پکڑلاؤ اگر انکار کرین تو سبکو قتل کرو
پس خلیفۂ ثانی مثل بلائے ناگہانی خانۂ فاطمہ پر پہونچے بلکہ تھوڑی آگ اور
لکڑی بھی ساتھ لیے آئے جب حضرت فاطمہؑ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے
ابن خطاب کیا تو ہمارا گھر جلانے آیا ہی عمر نے کہا بیشک قسم خدا کی اس گھر کو
جلادونگا مگر یہ کہ یہ لوگ ابوبکر سے بیعت کرین جناب فاطمہؑ دروازہ پر کھڑی ہوکر
رونے لگین اور فرمایا اے ابوبکر کیا جلدی غارت و تباہ کیا تو نے گھر کو رسول خدا کے

پھر عمر سے کہا واللہ ای عمر اب مین تجھ سے کچھ نہ کہونگی جبتک کہ خداوند جبار سے ملاقات نکرون پھر کیف ابوبکر کا جناب امیرؑ سے لڑنیکے واسطے عمر کو حکم دینا اور عمر کا خانۂ فاطمہؑ کے جلانیکے واسطے آنا انکی کتابونسے بخوبی ثابت ہی اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیرؑ خلافت ابوبکر پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفۂ ثانی زبردستی بیعت لینی چاہتے تھے سبحان اللہ کیا اچھی خلافت ہی اور کیا اچھا اجماع ہی کہ دھمکا دھمکا کر گھر جلا کر اہلبیت رسولؐ سے بیعت کرائی

ع این خلافت نشد کہ آفت شد

ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا یہ صریح دلیل ہی کہ خلافت ابوبکر کی ناحق تھی کیونکہ بروایت ترمذی و ازالۃ الخفا و مودۃ القربے و صواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہی کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا الحق مع علی و علی مع الحق اللھم ادر الحق معہ حیثما دار حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہین خداوندا پھیر تو حق کو علیؑ کے ساتھ جس جس طرف علیؑ پھرین اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر اس بیعت سے انکار کرنیمین کبھی برسر ناحق تھے خیال کرنا چاہیے کہ یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہی کہ رسولخداؐ نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنے جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہی اور بروایت صحیح مسلم یہ بات پائی جاتی ہی کہ جناب امیرؑ نے بعد چھ مہینے کے بیعت کی (اگرچہ مجبور ہوا ہو) تو ہم نہین سمجھتے کہ چھ مہینے تک حضرت نے کسکو امام سمجھا اگر خلافت ابوبکر کی حق ہوتی تو حضرت امیرؑ

بلا عذر سبکے چلے بیعت کرتے کہ وہ عارف علم ربانی اور عالم اسرار رسول یزدانی تھے حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہی اسی سبب سے بعد شہادت امام حسینؑ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر نے حجاج کے پاؤں سے بیعت کی اب ہم شاہصاحب کے جوابات عام فریب کو رد کرتے ہین یہ جو شاہصاحب نے کہا کہ اون لوگون کو فساد منظور تھا اور چاہتے تھے کہ خلافت خلیفۂ اول کی درہم و برہم ہوجائے اس سبب سے عمر نے قصد گھر جلانیکا کیا پس سبحان اللہ شاہصاحب نے اصحاب رسول کو جنمین جناب امیرؑ بھی داخل ہین کما ذکر مفسد ٹھہرایا عمر کو طعن سے بچانیکے خیال مین ایسے از خود رفتہ ہوگئے کہ باقی سب لوگونکو مفسد ٹھہرایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت جو تعظیم و تعدیل کل اصحاب کا دعوی کرتے ہین وہ سب زبانی ہی جب بعضے اونمین کے مفسد فی الارض ٹھہرے تو الصحابۃ کلھم عدول کہان رہا بالجملہ اس لکھنے سے شاہصاحب کے ثابت ہوا کہ جناب امیرؑ و دیگر اصحاب رسول خلافت خلیفۂ اول پر ہرگز راضی نہ تھے بلکہ چاہتے تھے کہ خلافت ابو بکر کی درہم و برہم ہوجائے اور یہ جو شاہصاحب نے جواب دیا ہی کہ قصد واقعی گھر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی تھی جیسا کہ دلیل مین کہا ہی کہ قصد از امور قلبیہ است کہ بران کسی غیر از خدا تعالے مطلع نمیتواند شد پس **اولا** ہم کہتے ہین کہ جب سوائے خدا کے دلکا حال کسیکو نہین معلوم ہوسکتا تو پھر آپ کو یہ کہانسے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا واقعا قصد گھر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی تھی یہ تخصیص بلا مخصص آپ نے کہانسے نکالی **ثانیا** بحث طعن فدک میں

مقام غضبت فاطمة ولم تتكلم حتى ماتت میں جس سے شیعے من اغضبها فقد اغضبنی ملا کر بہت بڑا نتیجہ نکالتے ہیں آپ لکھ چکے ہیں کہ ابوبکر نے فاطمہؑ کو غضبناک کرنیکا قصد نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود سے غضبناک ہوئیں سبحان اللہ شاہ صاحب یہ آپ ہی کا کام ہے کہ جہاں جو بات اپنے مطلب کے موافق پائی لکھدی خواہ اپنا کلام سچ باقی رہے یا جھوٹا ہو جائے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند نہیں معلوم یہاں آپ کو امر قلبی سے ابوبکر کے کیونکر اطلاع ہو گئی جو آپنے لکھا کہ ابوبکر کا قصد فاطمہؑ کو غضبناک کرنیکا نہ تھا آپ ہم سے سنیے کہ بیشک عمر کا قصد گھر جلا دینے کا تھا اگر وہ لوگ (جنھوں نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تھا) اوس گھر سے نہ نکلتے تو بیشک خلیفہ صاحب خانۂ فاطمہؑ کو مع اہلبیتؑ کے پھونکدیتے اور شاہد اسبات کا قرینہ ہی یعنے عمر کا آگ اور لکڑی لانا اور اوسپر ای واللہ قسم کھانا یعنے اگر یہ لوگ ابوبکر سے بیعت نکرینگے تو قسم خدا کی ہم بیشک گھر کو ان لوگونکے اوپر پھونکدینگے یہ سب باتیں قرینہ قوی ہیں کہ عمر کا قصد گھر جلانیکا تھا ہاں اگر آپ یہ اقرار کیجیے کہ عمر نے جھوٹی قسم کھائی تھی تو شاید ہم مان لیں لیکن تہدید و تخویف اولیاء اللہ خصوصاً جگر گوشہاے رسول اللہ کب جائز تھی خصوصاً واسطے ترویج خلافت باطلہ بکری کے اسکو تو ہم نہیں مان سکتے علاوہ اسکے بروایت کتاب العقد ابن عبد ربہ وغیرہ ابوبکر نے جب کہا کہ اگر علیؑ و عباس بیعت نکرین تو قتل کرنا یہ سنکر عمر نے قبول کیا اور آگ اور لکڑی ساتھ لیے ہوے روانہ ہوے تو جب اہلبیتؑ رسول کے قتل پر آمادگی ہو تو گھر جلانیکا اگر قصد ہو تو کون سے تعجب کی جگہ ہے

اور یہ جوش ہصاحب نے کہا کہ چونکہ یہ لوگ خلافت ابوبکر کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے اس سبب سے عمر نے اون لوگونکو فقط ڈرایا تھا پس یہ قول مردود ہی اسلیے کہ پہلے چاہیے کہ خلافت ابوبکر کی بدلائل ثابت کرین کہ حق تھی تو البتہ ڈرانا عمر کا بکار آمد ہوسکتا ہی حالانکہ عمدۂ دلائل جس سے یہ لوگ خلافت ابوبکر ثابت کرتے ہین اجماع ہی اور اجماع کا حال ظاہر ہی کہ بہت سے لوگون نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا اگرچہ بعد تھوڑے دنونکے خوف جان و مال سے قہراً و جبراً بیعت کرلی ہو مگر بعض صحابہ نے تو عمر بھر بیعت ہی نکی مثل سعد بن عبادہ کے آخر الامر عمر نے اپنے زمانہ مین لوگونسے مروا ڈالا اور مشہور کردیا کہ جنات نے قتل کر ڈالا اور کیونکر نہوتا کہ روز سقیفہ بھی کہا تھا اقتلوا سعداً قتل اللہ سعداً کما فی النہایۃ یہ حال ہی اجماع کا بقول مولوی وحید خان کے کہ اجماع خلافت پر ابوبکر کی تو بطور اُمّا غوبی کے معلوم ہوتا ہی اور یہ جو شاہ صاحب نے کہا کہ عمر نے یہان پر اجتہاد کیا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا جو شخص نماز جماعت مین حاضر نہوا دسکے اوپر اوسکے گھر کو جلادو یہان بھی چونکہ لوگ جماعت ابوبکر مین نہ آتے تھے اس سبب سے عمر نے گھر جلانیسے ڈرایا سبحان اللہ یہ ان نئے پرندمریدان مے پرانند خلیفہ صاحب کے دلمین تو کبھی یہ بات گذری بھی نہوگی مگر آپ وکالت فضولی کرکے زبردستی بھی صاحب استنباط بناتے ہین جو شخص مسائل فقہیہ تک نہ جانتا ہو مسئلہ تیمم تک یاد نہو جہالت سے کبھی زن حاملہ کو سنگسار کا حکم دے کبھی مہر کی گفتگو مین ایک عورت سے بند ہو جائے کبھی نہی عن المنکر مین ایک

شراب خوار سے زک اوٹھائے وہ کیا اجتہاد کریگا علاوہ اسکے آپ لکھ چکے ہین کہ قصد امور قلبیہ سے ہی کوئی اوسکو نہین جان سکتا مگر یہان آپکو استنباط کرنا عمر کا جسکا کہین ذکر نہین ہی معلوم ہوگیا قطع نظر اسکے یہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ رسولخداؐ نے اوسی شخص کے گھر جلانیکو کہا تھا جو نماز جماعت مین حاضر نہوا اور عمر نے تو بسکے گھر کے عوض مین فقط خانۂ فاطمہؑ ہی کے جلانیکو کہا بہرکیف یہ دلیل استنباطی جو آپنے دل سے نکالی ہی جب صحیح ہو کہ پہلے آپ حقیت خلافت اور امامت بحق ہونا ابوبکر کا بدلائل و براہین قطعیہ ثابت کر لیجیے تو البتہ کسی قدر گنجایش کلام بظاہر آپکو ہوسکتی ہی وانی لک ذالک یہان تو اصل خلافت و امامت ہی ہوا ہی اوسپر اس استنباط کو متفرع کرنا بناء فاسد علے الفاسد ہی علاوہ اسکے بقول نووی شارح مسلم یہ حدیث جماعت منافقین صحابہ کی شان مین ہی نہ مومنین کے اور بااین ہمہ بروایت ابن حجر کے فتح الباری مین یہ حکم منسوخ ہوگیا تھا تو ایسی صورت مین یہ کیسا استنباط تھا کہ حکم منافقین کو مومنین پر جاری کرتے تھے یا حکم منسوخ کو پھر جاری کرنا چاہتے تھے اس سے تو اجتہاد کیسا کمال جہالت خلیفہ صاحب کی ثابت ہوتی ہی ؎

دشمن دانا کہ پے جان بود	بہتر از ان دوست کہ نادان بود

طریق سوم مشتمل اوپر مطاعن عثمان کے مخفی نرہے کہ مطاعن حضرت محرق القرآن عثمان بن عفان کے بھی زیادہ از بیان ہین اس وجیزہ مین سبکا لکھنا غیر امکان ہی تھوڑا اونمین سے مشتے نمونہ از خروارے لکھتے ہین جو منصف ہوگا وہ سمجھ جائیگا کہ ایسا شخص ہرگز خلیفۂ رسولؐ اور متولی امور مسلمین نہین

ہوسکتا ہی خلافت عثمانیہ سے تو صاف حق ظاہر ہوگیا کہ بہ تجویز السنان امام مقرر کرنیسے اور جو منصوص من اللہ ہوا وسکو چھوڑ دینے سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوئین جو جو بدعتین عثمان کی ذات سے ہوئین ناظرین کتب تواریخ پر بخوبی ظاہر ہی

طعن اول واضح ہو کہ عثمان محرق القرآن نے وہ قرآن جو منزل من اللہ تھا جسکی تعظیم واجب تھی اور توہین کفر جسکو رسولخداؐ کے زمانہ سے لوگ پڑھا کرتے تھے اوسکو جلوا دیا مشکوۃ شریف مین لکھا ہی وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنے انس بن مالک سے منقول ہی کہ جو قرآن بحکم عثمان لکھے گئے اونمین سے ایک ایک نسخہ شہر و نمین عثمان نے بھیجدیا اور حکم کیا کہ سوائے ہمارے جمع کیے ہوے کے جتنے قرآن ہین خواہ چھوٹے ہون خواہ بڑے سب جلا دئے جاوین شیخ عبدالحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جو قرآن حفصہ کو نظر بایفاے وعدہ واپس کر دیا گیا تھا وہ بھی بحکم عثمان جلا دیا گیا کیونکہ جب عثمان نے یہ حکم دیا کہ ہمارے قرآن کے سوا جتنے قرآن ہین سب جلا دیے جائین تو حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابوبکر و عمر کے زمانمین جمع ہوا تھا وہ بھی علاوہ قرآن عثمانی کے تھا تو لامحالہ وہ بھی جلا دیا گیا ہوگا اور یہ روایت تو مشہور ہی کہ ابن مسعود نے جب اپنے پاس کا قرآن عثمان کو نہ دیا تو خلیفہ صاحب نے مار پیٹ کر اونسے قرآن چھین کر جلا دیا ملا محسن کشمیری نے کہ علماء اہلسنت سے ہی رسالہ نجاۃ المومنین مین لکھا ہی منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابۃ فضرب ابن مسعود

طعن احراق قرآن

ص ۱۸۵ چاپہ دہلی

حتے کسر ضلعین من اضلاعه واحرق مصحفه یعنے عثمان سے بہت سی
بُرے امور اصحاب کے حق مین سرزد ہوے جیسے ابن مسعود کو اتنا مارا کہ دو
پہلو کی شکستہ ہوگئین اور اونکے قرآن کو لیکر جلا دیا بعض اہل سنت
کہتے ہین کہ عثمان نے ابن مسعود کو قرآن نہ دینے پر اسواسطے مارا کہ اونکے قرأتین
بہت سی باتین زیادہ تھین کہ اونکے رہنے سے قرآنون مین اختلاف بڑھ جاتا اور
دین مین فساد قائم رہتا جواب ان لوگونکا محض عوام فریب ہی کیونکہ بہت سی
حدیثون مین آیا ہی کہ رسول خدا نے فرمایا تم لوگ قرآن پڑھا کرو بقرأت ابن مسعود
جیساکہ کتاب استیعاب مین بھی ہی پس اگر ابن مسعود غیر قرآن کو اپنے
قرآن مین داخل کرتے تو پیغمبر خدا ابن مسعود کی قرأت کے موافق عمل
کرنیکو کیون فرماتے اور اگر ابن مسعود کے قرآن باقی رکھنے مین دین مین
فساد پڑتا تو چاہیے تھا کہ پیغمبر خدا اور ابو بکر اور عمر پہلے سے اسکا دفعیہ کرتے
اور عثمان کے بھروسے نہ چھوڑ دیتے علاوہ اسکے بموجب ارشاد نبوی قرآن
سات حرفون پر نازل ہوا ہی جسطرح پڑھا جاوے سب درست ہی فخر الدین
رازی نے نہایۃ العقول مین کہ درحقیقت نہایۃ الفضول ہی لکھا ہی کہ عثمان نے
اسواسطے قرآنونکو جلوا دیا کہ شاید کوئی پرزہ زمین پر گر پڑتا تو موجب اہانت کا
ہوتا سبحان اللہ کیا سمجھ ہی قرآن کا جلا دینا تو باعث اہانت کا نہو
اور زمین پر گر پڑنا موجب اہانت کا ہو حالانکہ سیوطی نے اتقان مین
لکھا ہی کہ جلانا قرآن کا خلاف حرمت و باعث اہانت ہی اور مولوی محمد
عبد الرؤف حنفی رسالہ ضربۃ الکرار مین جو جواب مین ایک شخص محمدی کے لکھا ہی لکھتے ہین

جواب ان

جواب ان

جواب ان

ص ۳۳
چاپہ کلکتہ و لیتھو آرڈر

اور طعن اونکا (یعنے شیعونکا) حضرت ابوبکر اور عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور اونکی جماعت کو بعیت نکرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنونکا جلا دینا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا کہ مرض فتق کا ہوگیا اور حضرت ابوذر کو مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سبکا ماخذ کتب معتبرۂ سیر و تواریخ مین موجود ہی کوئی شخص ہم لوگونمین سے انکار نہین کر سکتا اسکے بلفظ **بعض** اہلسنت جواب دیتے ہین کہ عثمان نے اسواسطے قرآنونکو جلا دیا کہ اور قرآنون مین بہت سی آیتین منسوخ و مشکوک تھین جنکے رہنے سے قرآنونمین اختلاف ہوتا ہم کہتے ہین کہ بالفرض اگر ایسا ہو تو بعض آیت کے منسوخ ہونے سے اور مشکوک ہونے سے قرآن کی حرمت کیونکر جاتی رہی کیا جتنے لوگون کے پاس قرآن تھے اونمین کی سب آیتین منسوخ تھین اور سب مشکوک تھین اور ابوبکر و عمر کے زمانہ تک وہی منسوخ اور مشکوک فیہ قرآن لوگ تلاوت کیا کرتے تھے اور نمازونمین پڑھا کرتے تھے اور کیا اون قرآنونمین اللہ کا نام نہ تھا کیا اونمین بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ تھا یہ محض ان لوگونکا بات بنانا اور محرق القرآن کے عیب کو چھپانا ہی حالانکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ قرآن سات حرفونپر نازل ہوا ہی جسطرح عرب اوسکو پڑھین سب صحیح ہی جیسا کہ حکایت ہشام کی اور ابن مسعود کی اور اُبیّ بن کعب کی مشکوۃ مین موجود ہی قطع نظر اسکے ہم پوچھتے ہین کہ پیغمبر خدا نے جو اہلبیت و قرآنکے ساتھ تمسک کرنیکا حکم دیا تھا تو یہ قرآن مروج تو عثمان کے زمانہ مین

ص ۱۸۴ چاپہ دہلی

جمع ہوا اور اوسکے سوا تم سب کو مشکوک بتاتے ہو اور قابل جلا ڈالنے کے کہتے ہو
تو پیغمبر خدا نے کیا ایسے ہی قرآن کے تمسک کا حکم دیا تھا جو مشکوک اور
منسوخ اور قابل جلا دینے کے ہو حاشا و کلا آپ معلوم کرو کہ جتنے قرآن
پیغمبر خدا کے زمانہ سے تھے وہ سب منزل من اللہ تھے قابلِ تعظیم تھے کسیطرح
اونکا جلانا جائز نہ تھا بلکہ کفر تھا مگر عثمان نے اپنی جہالت اور بے پروائی سے
اون سبکو جلا دیا **طعن دوم** عثمان نے اپنے زمانۂ خلافت مین ایسے ایسے
لوگونکو والی اور حاکم کیا جو ہرگز قابل اسکے نہ تھے کہ متولی امور مسلمین اور
مروج شریعت خیر المرسلین ہون ان لوگونکا فسق و فجور پہلے ہی سے ظاہر
تھا کوئی فاسق تھا اور کوئی مرتد تھا اور کسی پر پیغمبر نے لعنت کی تھی جیسا کہ
ہم لکھینگے اور عمر نے بھی وقت مقرر کرنے شوریکے ان سبکے حاکم کرنیکو عثمان سے
منع کیا تھا جیسا کہ ازالۃ الخفاء وغیرہ مین ہی مگر یہ سب دیدہ و دانستہ
عثمان نے بنی امیہ کو جنپر خدا نے قرآن مین لعنت کی ہی بخیال اپنی قرابت
اور کچھ لوگونکو واسطے مخالفت حکم رسول خدا کے حاکم مقرر کیا اور بعد مقرر
کرنیکے بموجب عادت قدیمہ ان لوگونسے فسق و فجور بھی ظہور مین آئے اور
اکثر اصحاب رسول عثمان کو سمجھاتے تھے کہ یہ لوگ ایسا ایسا ظلم اور یہ
فسق و فجور کرتے ہین اور اصرار کرتے تھے کہ ان لوگونکو معزول کرکے
انکی جگہ دوسرونکو بھیج مگر عثمان نے کچھ خیال نکیا اور اصحاب رسول کے
کہنے کو مطلقاً نہ مانا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا سب لوگ جانتے ہین تفصیل اسکی
یہ ہی کہ **اولاً** عثمان نے ولید بن عقبہ کو (جو مادری بھائی عثمان کا دوسرے

باپ سے تھا) والی کوفہ کیا اور یہ ولید بڑا شرابخوار اور فاسق و فاجر تھا چنانچہ
علی بن برہان الدین حلبی شافعی نے اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ
الامین المامون مین لکھا ہی وکان الولید شاعرًا ظریفا حلیما شجاعًا
کریما یشرب الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن
لصلوۃ الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربع رکعات
وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب
ثم سلم وقال ھل ازیدکم فقال لہ ابن مسعود لازادک اللہ خیرا
ولا من بعثک الینا یعنے ولید ایک شخص شاعر اور ظریف اور حلیم اور
شجاع تھا اور ہر شب کو اول شب سے صبح تک برابر شراب پیا کرتا تھا
ایک روز جب موذن نے صبح کی اذان دی تو آواز سنکر ولید مسجد مین
آیا اور اہل کوفہ کے ساتھ صبح کی نماز چار رکعت پڑھی اور رکوع مین اور
سجدہ مین بجاے ذکر کے کہتا تھا اشرب واسقنی یعنے تم بھی پیو اور ہمکو
بھی پلاؤ بعد اسکے مسجد ہی مین اوسنے قی کی اور سلام پھیر کر لوگونسے کہنے لگا
اسوقت ہم مزے مین ہین اگر کہو تو چار رکعت سے بھی کچھ اور زیادہ تم
لوگونکے واسطے پڑھا دین ابن مسعود نے کہا خدا تیری نیکی کو زیادہ نکرے
اور نہ اوسکی جسنے تجھے حاکم کرکے یہان بھیجا ہی اور واضح ہو کہ یہ ولید بن عقبہ
وہ ہی کہ باتفاق مفسرین ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا اور أفمن کان
مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوون اسکی شان مین نازل ہوا ہے
اور فاسق سے مراد یہی ولید بن عقبہ ہی اور اسی سبب سے بفاسق فی الخبر

مشہور تھا تو جس شخص کو خدا نے فاسق کہا ہو اور صحابۂ رسول نے اوسکے حق مین
بلکہ عثمان کے حق مین بھی (بسبب ایسے فاسق کے بھیجنے کے) بد دعا کی ہو وہ شخص
کب قابل تولیت امور مسلمین کے ہو سکتا ہی دوسرے معاویہ کو شام پر
تسلط تام دیا جسکے حق مین رسولخدا نے بروایت مسلم بد دعا کی تھی اور فرمایا تھا
لا اشبع الله بطنه اور جسکے حق مین رسولخدا نے لعنت کی تھی جیسا کہ
سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ مین اور رازی نے کتاب
محصول مین لکھا ہی کہ امام حسنؑ نے فرمایا وانت یا معاویة نظر رسول الله
الیك یوم الاحزاب فرای اباك علی جمل یحرّض الناس علی
قتاله واخوك یقود الجمل وانت تسوقه فقال لعن الله الراکب
والقائد والسائق یعنے ای معاویہ تجکو رسولخدا نے روز جنگ احزاب دیکھا
کہ تیرا باپ اونٹ پر سوار ہو کر لوگون کو پیغمبر خدا سے لڑنیکو رغبت دلا رہا ہی
اور تیرا بھائی مہار کھینچتا ہی اور تو ہنکاتا جاتا ہی پس حضرت نے فرمایا خدا لعنت
کرے اس سوار کو اور کھینچنے والے کو اور ہنکانے والیکو تیسرے عبد الله
بن ابی سرح کو (جو رضاعی بھائی عثمان کا تھا) والی مصر کیا جب اوسنے
وہان بہت ظلم کیے تو آخر لوگون نے عثمان کے یہان شکایت لکھی تب بھی
خلیفہ صاحب نے خیال نکیا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہی اور یہ عبد الله
سامنے رسولخدا کے مرتد ہو گیا تھا اور کفار مکہ سے جا ملا تھا جیسا کہ قاضی
عیاض نے لکھا ہی اور یہ عبد الله منجملہ اون گیارہ آدمیون کے تھا جنکو حضرت نے
حکم دیا تھا کہ جہان پاؤ قتل کرو اگرچہ خانۂ کعبہ کے پردہ سے لپٹے ہون جیسا کہ

صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ جلد دوم مطبوعہ کلکتہ ص ۵۵۳

عن ابن عباس ان معاویة قال رسول الله صلعم اللهم اجعله هادیا مهدیا واهد به
الحدیث وفی روایة لعنه فلا لعنه الله وفی روایة اخری ان معاویة جاء فقال
دعاؤه وقال اراه ابا سفیان علی جمل احمر قائد قال فلعن رسول الله صلعم
قال فلعنت فلعنت ثلثا وفی روایة قال لا اشبع الله بطنه قاتل
قال فی الاصل فاتح علی معاویة وقاتل
قال فلعنت فلعنت ثلثا وفی روایة قال
لا اشبع الله بطنه ۱۲

کتاب استیعاب وغیرہ مین ہی پس جو شخص کہ مرتد ہوا اور جسکا خون پیغمبر خدا نے ہدر کیا ہو وہ کیونکر متولی امور مسلمین ہو سکتا ہی اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ عبد اللہ بعد مرتد ہونیکے پھر مسلمان ہو گیا تھا پس یہ سمجھنا بلا دلیل ہی روضۃ الصفا مین ہی درین اثنا عمر عاص نزد عثمان رفتہ گفت معائبیکہ مسلمانان بتو نسبت میکنند توبہ کن عثمان او را معاتب ساختہ از جمیع معائب ابرا ذمہ کرد عمر عاص گفت کہ یکے از عیوب اینست کہ عبد اللہ بن ابی سرح مرتد را امن دادہ اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے باوجود اوسکے ارتداد کے اوسکو والی مصر کیا تھا چوتھے مروان کو اپنا وزیر کیا اور سیاہ و سفید کا بالکل اختیار دیا حالانکہ وہ ایسا فاسق و فاجر بلکہ بے ایمان و کافر تھا کہ رسولخدا نے اوسکو ھو الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون کہا تھا جیسا کہ رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق اور صواعق محرقہ اور حیوۃ الحیوان مین ہی اب خیال کرو جو لوگ کہ فاسق اور فاجر اور ملعون اور مرتد ہون اونکو سب مسلمانون پر حاکم کرنا اور احکام نبویہ کو اونکے سپرد کرنا کب جائز تھا عثمان نے محض اپنی قرابت کے لحاظ سے بنی امیہ کو حکومت ہائے جلیلہ پر فائز کیا تھا بعض اہلسنت جواب دیتے ہین کہ عثمان نے ان سب کو اچھا سمجھکر بموجب اپنے علم کے عمل کیا اونکو پہلے سے ان سبکا حال معلوم نہ تھا جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی اپنے تحفہ مین کہا ہی ہم کہتے ہین کیا عثمان کو فقط قرآن جمع کرنا معلوم تھا اور اوسکی شان نزول سے کچھ واقفیت نہ تھی کہ انمین سے بعض کو خدا نے فاسق کہا ہی اور بنی امیہ کو شجرۂ ملعونہ قرآن مین فرمایا ہی اور رسول خدا کی صحابیت سے

ص ۲۳۱ جلد دوم چھاپہ بمبئی

ص ترجمہ مروان ص ۴۶۹ جلد دوم الفوزغ

عثمان کو کیا فائدہ ہوا اتنا نہ معلوم تھا کہ حضرت نے کسیکو ملعون کہا تھا اور کسیکا خون ہدر کیا تھا یہ بات نہین ہے بلکہ یہ سب جان بوجھکر عثمان نے بنی امیہ کو بخیال اپنی قرابت کے والی اور حاکم کیا تھا علاوہ اسکے اگر قبل سے نہین معلوم تھا تو بعد صدور ید عتونکے اور اصحاب کے سمجھانیکے کیون نہین اون سبکو معزول کیا جیسا کہ روضۃ الاحباب مین بھی ہے القصہ سعید گوید کہ اخبار غیر مرضیہ از حکام و عمال عثمان بمدینہ مے آمد و خواطر اصحاب ازین جہت ملول میگشت و باو بطریقہ شفقت و نصیحت میگفتند کہ سزاوار بحال و کمال تو آنست کہ این عمال را از عمل کہ متصدی آنند معزول گردان و جمعی از صحابہ کہ بامانت و دیانت و عدالت و رزانت معروف و موصوف اند بجائے ایشان نشان و مروان را از نیابت و ندیمی خویش براني و وخامت و عاقبت کار خود را بمشورت دھوا بدیدا و ندانی چہ وے بواسطۂ شرارت کہ در نہاد اوست نیک خواہ تو و نیک خواہ مسلمانان نیست ہر چند ازین نوع سخنان بعرض امیر المؤمنین عثمان رسانیدند نتیجہ نداد

ص ۲۷۹ چاپ لکھنؤ حال عثمان

طعن سوم عثمان نے اپنے زمانۂ خلافت مین بنی امیہ کو جو شجرۂ ملعونہ ہیں بخیال اپنی قرابت کے اموال کثیر و زرہاے خطیر بیت المال سے دیے حالانکہ وہ حق سب مسلمانونکا تھا اور خمس کو کہ وہ بھی مال کثیر تھا اپنی اولاد اور داماد ونکو سب دیدیا حالانکہ خمس حق اہلبیت کا تھا چنانچہ اپنے داماد و لاکھون اشرفیان دین آور مروان کو جسکو اپنا وزیر کیا تھا تمام خمس غنائم افریقہ کا (جسکی تعداد بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اور بروایت

شہرستانی دو لاکھ اشرفیان تمین) دیدیا اور بروایت کنز العمال تمام آمدنی خمس مصر کی مروان کو لکھ دی اور بروایت راغب اصفہانی فدک کو بھی (جو حق جناب فاطمہؑ کا تھا) مروان کو دیدیا اور حکم بن ابی العاص کو جب مدینہ مین بلا لیا تو بروایت راغب ایک لاکھ اور بروایتے دو لاکھ درہم اوسکو دیے و بروایت واقدی تین لاکھ مال زکوۃ سے اوسکو دیا اور بازار حرورہ کو (جو ایک مقام بازار مدینہ کا تھا اور رسولخداؐ نے محاصل اوسکا سب مسلمانونپر تصدق کیا تھا) عثمان نے فقط اپنے داماد حارث بن حکم کو دیدیا اور عبد اللہ بن خالد جب مکہ سے آیا تو چار لاکھ و بروایتے تین لاکھ درہم اوسکو دیے اور ایک جوہریے بہا جو خزانۂ بادشاہ عجم سے ہاتھ آیا تھا بروایت ابن ابی الحدید اپنی لڑکی کو دیدیا و بروایت ابن اسحاق دو دانہ مروارید جسکی قیمت تاجرونسے نہین لگ سکتی تھی اپنی ایک لڑکی کو اور ایک مجمر سونے کا جو مرصع و مکمل تھا یاقوت و جواہر و مروارید سے اپنی دوسری لڑکی کو دیا اور بروایت ابو مخنف ایک مرتبہ عثمان نے عبد اللہ بن ارقم کو جو خزینہ دار بیت المال کا تھا رقعہ لکھا کہ عبد اللہ بن خالد کو (جو عثمان کے عزیز و نمین تھا) تین لاکھ دیدینا اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہین اونکو بھی ایک ایک لاکھ دینا عبد اللہ نے اس نوشتہ کو عثمان کے نہ مانا اور اون لوگون مین سے کسیکو کچھ ندیا تب عثمان نے عبد اللہ بن ارقم کو بلا کر کہا تو خزینہ دار میرے مال کا ہی تجکو لازم ہی کہ جو مین کہون اوسپر عمل کرے عبد اللہ نے جواب دیا مین خزینہ دار مسلمانونکے مال کا ہون تمھارے مال کا خزینہ دار تمھارا غلام ہوگا یہ کہکر

کنجیونکو بیت المال کی عثمان کے آگے پھینکدیا اور بروایتے منبر پر لٹکا دیا اور قسم کھائی کہ اب مین اسکو اختیار نکرونگا عثمان نے اون کنجیونکو اپنے غلام نائل کے حوالہ کیا واقدی لکھتا ہی اس واقعہ کے بعد عثمان نے زید بن ثابت کو جب اونکے علاقہ بیت المال ہوا حکم دیا کہ تین لاکھ درہم بیت المال سے لیجاکر عبداللہ بن ارقم کو دو اور کہنا یہ خلیفہ نے تمکو دیا ہی جب زید عبداللہ کے پاس وہ درہم لے آئے تو عبداللہ نے جواب دیا مجکو اس مال کی حاجت نہین ہی مین نے اسواسطے خدمت بیت المال کی نہین قبول کی تھی کہ مزدوری لون اگر یہ مال مسلمانونکا ہی تو مین نے کچھ ایسا کام نہین کیا ہی جسکی مزدوری تین لاکھ ہو اور اگر یہ مال عثمان کا ہی تو مین نہین چاہتا کہ اونکا نقصان ہو اور اسکے عوض بیت المال سے لیکر وہ خرچ کرین اب ہم دلیل ہر ایک بات کی انمین سے سنت کی کتابونسے لکھتے ہین یہ قول ہمارا کہ عثمان نے اپنے داماد ونکو لاکھون اشرفیان دین پس اس بات کو شاہصاحب نے بھی کسیقدر قبول کیا ہی چنانچہ اپنے تحفۂ مسروقہ مین لکھتے ہین آنچہ مروی است آنست کہ عثمان پسر خود را با دختر حارث بن الحکم نکاح کرد و او را از اصل مال خود یک لک درہم برسم ساچق فرستاد و دختر خود را کہ ام ابان بود بامروان بن الحکم نکاح کرد و در جہیز او نیز یک لک درہم داد اس لکھنے سے شاہصاحب کے ایک ایک لاکھ درہم ہوا اور بیٹی کو دینا ثابت ہوا غایۃ الامر یہ ہی کہ اوسکو اپنے پاس سے دینا قرار دیا ہی حالانکہ یہ محض غلط ہی جیسا کہ اسکو تفصیل ہم لکھینگے کہ عثمان نے یہ سب داد و دہش بیت المال ہی سے کیا تھا اور روضۃ الصفا مین بھی ہی دیگر آنکہ

ص ۳۱۷ فخر الطالبین

ص ۲۲۸ جلد دوم چاپہ بمبئی

حکم بن العاص کہ بسبب بے ادبی او حضرت مقدس نبوی ویرا رد کردہ با فرزندان از مدینہ اخراج نمودہ و ابو بکر یک منزل او را پیشتر راند و عمر کذلک عثمان رقم قبول بر صفحہ حال او کشیدہ ایشان را بمدینہ آورد و دختر خویش بمروان بن حکم داد و دختر دیگر بہ برادرش حارث بن حکم در سلک ازدواج کشید و از بیت المال خواستہ فراوان بایشان بخشید و از خمس غنائم افریقیہ متاع آمال مروان را گرانبار گردانیدہ وزیر خویش ساخت انتہی

معلوم ہوا کہ عثمان نے اپنے دونوں داماد و نکو مال کثیر بیت المال سے دیا تھا آگے یہ جو ہمنے کہا کہ مروان کو تمام خمس افریقیہ و مصر اور فدک دیدیا پس شہرستانی نے طل و نحل مین لکھا ہے و تزوجہ مروان بن الحکم بنتہ و سلمہ خمس غنائم افریقیہ لہ و قد بلغت مائتی الف دینار یہ احدا ثات عثمان مین سے ایک یہ ہے کہ عثمان نے مروان بن الحکم سے اپنی لڑکی کی شادی کردی اور تمام خمس غنائم افریقیہ کا جسکی تعداد دو لاکھ اشرفیان تعین او سکو دیدیا اور بروایت ابن بطریق پانچ لاکھ اشرفیان تعین اور کنز العمال مین ہے و کتب لمروان بخمس مصر و اعطی افریقیہ المال انتہی بقدر الحاجت یعنے مروان کو خمس مصر کی آمدنی لکھدی اور افریقیہ کو بہت سا مال بیت المال سے دیا اور محاضرات راغب اصفہانی مین مذکور ہے و مما انکر علیہ ای علی عثمان قالوا و فی طریدہ رسول اللہ الحکم بن العاص و اعطاہ مائۃ الف درہم و نفاہ الی ذی الروبۃ و عامر بن عبد قیس الی الشام و تصدق النبی

بمهزوری علی المسلمین وهو موضع سوق المدینة فنفضه عثمان
واقطع الحارث بن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان یعنے
اون چیزونسے جو لوگونکو عثمان کی طرف سے ناگوار گذرا یہ تھا کہ حکم بن عاص
کو جو نکالا ہوا رسول خدا کا تھا پھر مدینہ مین بلالیا اور جب وہ آیا تو ایک لاکھ
درہم اوسکو دیے اور ابو ذر کو ربذہ اور عامر بن عبد القیس کو شام کی طرف
نکلوا دیا اور مہزوری کو (جو ایک مقام ہی بازار مدینہ کا اور اوسکو پیغمبر خدا
نے سب مسلمین پر تصدق کیا تھا) عثمان نے فقط حارث بن حکم کو دیدیا
اور فدک کو خاص مروان کو دیدیا سبحان اللہ ابو بکر نے تو جناب فاطمہ کو
باغ فدک باوجود مانگنے اور گذرانے گواہونکے نہ دیا اور مدت العمر آزردہ رکھا
اور کہا کہ یہ حق سب مسلمانونکا ہی مگر عثمان نے اوس باغ کو خاص اپنے
داماد مروان بے ایمان کو دیدیا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
اگر یہ کہین کہ عثمان نے سب مسلمانونسے پوچھکر سبکو راضی کرکے دیا تھا
تو ہم کہینگے کہ ابو بکر نے کیون نہین سب مسلمانونکو راضی کرکے فدک فاطمہ
کو دیدیا کیا حق جناب فاطمہ کا مروان کے برابر بھی نہ تھا بہرکیف حکم بن
العاص کو ایک لاکھ درہم دینا بھی اس روایت محاضرات سے ظاہر ہوا
اور بازار مدینہ کا حارث بن حکم کو دے دینا بھی اس روایت سے ثابت ہوا
اور یہ جو ہمنے لکھا کہ عبد اللہ بن خالد کو چار لاکھ درہم دیے پس ابن قتیبہ نے
کتاب معارف مین اسکو لکھا ہی وطلب الیه ای عثمان عبد الله
بن خالد بن اسید صلة فاعطاه اربع مائة الاف درهم

وداد عثمان حکم را وعبد اللہ بن خالد را

من بیت مال المسلمین فقال عبد الله بن مسعود فی ذلك فضم
الی ان دق له ضلعین یعنے عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اُسید کو
اپنے پاس بلا لیا جب وہ آیا تو اوسکو چار لاکھ درہم بیت المال سے دیے
عبد اللہ بن مسعود نے یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا پس عثمان نے اونکو اسقدر
مارا کہ دو پسلیان پہلو کی شکستہ ہوگئین اور شاہصاحب نے بھی تحفہ سرورقہ
مین اسکا اقرار کیا ہی اور تین لاکھ دینا لکھا ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ اِس
دیدینے کو قرض دینا قرار دیا ہی حیث قال انچہ گفتہ اند کہ عبد اللہ بن خالد
ابن اُسید را سہ لک درم انعام فرمود نیز غلط است از روے تواریخ معتبرہ
ثابت است کہ این مبلغ او را از بیت المال قرض داد و بر ذمۂ او نوشت
تا باز ستاند پس یہ قرض دینا محض غلط ہی جیسا کہ بروایت ابن قتیبہ ظاہر ہوا
کہ عثمان نے وہ درہم بیت المال سے عبد اللہ بن خالد کو بطور صلہ کے دیے
تھے نہ قرض کے بفرض تسلیم اِس لکھنے سے بھی عثمان کو طعن سے نجات
نہین ہوسکتی کیونکہ بیت المال سے قرض دینا بلا وجہ جائز نہین ہی مگر یہ کہ مصالح
شرعیہ اور مہمات امور مسلمین اوسپر موقوف ہون یا کوئی امر دینی بغیر
اوسکے حرج ہوتا ہو نہ یہ کہ بخیال فراخی اور وسعت کے اغنیاء بنی امیہ
اور منافق اور فجار کو دیا جائے نہایت تعجب کی جگہ ہی کہ یہ جواب خلیفہ
صاحب کو (اوسوقت جبکہ اصحاب نے اِس اسراف پر عتاب اور
باز پرس کیا ہی) نہ سوجھا اور یہ نہ کہا کہ مین نے قرض دیا ہی اور لکھ لیا ہی
بلکہ صلۂ رحم بجا لانیکا عذر پیش کیا مگر شاہصاحب کو یہ جواب سوجھ گیا (مدعی

ص ۳۱۸
مطاعن عثمان

تحفہ شاہصاحب

سست گواہ چست) افسوس ہی کہ شاہ صاحب خلیفۂ ثالث کے زمانہ مین نہوے
نہین تو یہ سب جوابات جو تحفہ مین لکھے ہین انکو تعلیم کر دیتے اور خود بھی بہت سی
باتونکا جواب عثمان کی طرف سے بنا کر وکالتہً اصحاب سے پیش کر کے خلیفہ
صاحب کی جان بچا دیتے اور یہ دعوے ہمارا کہ ایک جوہر بے بہا اپنی لڑکی کو
بیت المال سے دیا پس ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہی
روی الزبیر بن بکار عن الزہری قال لما اتی عمر بجوھر کسری
وضع فی المسجد فطلعت علیہ الشمس فصار کالجمر فقال لخازن
بیت المال ویحک ارح من ھذا واقسم بین المسلمین فان
نفسی تحدثنی انہ سیکون فی ھذا بلاء وفتنۃ بین الناس
فقال یا امیر المؤمنین ان قسمتہ لم یسعھم ولیس احد یشتریہ
لان ثمنہ عظیم ولکن ندعہ الی قابل فعسی اللہ ان یفتح علی
المسلمین بمال فیشتریہ منھم من یشتریہ قال ادفعہ فادخلہ
بیت المال وقتل عمر وھو بحالہ فاخذہ عثمان لما ولی الخلافۃ
فحلی بہ بناتہ یعنے زبیر بن بکار نے زہری سے روایت کی ہی کہ جسوقت ایک
جوہر جواہرات بادشاہ کسریٰ سے بعد فتح فارس کے لاکر عمر کے سامنے رکھا گیا اور
اوسپر آفتاب پڑا تو وہ مثل انگارے کے روشن ہوگیا عمر نے یہ دیکھکر خازن بیت
المال سے کہا وائے ہو تجھپر جلد اس سے فرصت حاصل کر اور ابھی اسکو بیچ
مسلمانونپر تقسیم کر کیونکہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ فریب ہی اسکے سبب سے
بلا و فساد لوگونمین پڑے خازن نے کہا ای امیر ایک جوہر سب مسلمانون پر

جو رنا مس خرچ شاہجو
بینہ ہ دمن عثمان

دادن عثمان جوہر

کیونکر تقسیم ہو سکتا ہو اور نہ کوئی ایسا ہو کہ اسکو مول لے اور اسکی قیمت دیسکے لیکر
اسکو ہم رہنے دیتے ہین سال آیندہ تک شاید خدا مسلمین کو مال کثیر عطا کرے
اور کوئی اسکو مول لے عمر نے کہا اچھا جاؤ اور ٹھہرا لیجاؤ پس خازن نے لاکر بیت
المال مین داخل کیا اور وہ اسی طرح بعینہ رکھا رہا جب عثمان کو خلافت ہوئی
تو اوسنے جوہر بے بہا کو لیکر اپنی لڑکی کا زیور بنا دیا اور یہ قول ہمارا کہ دو دانہ
مروارید اپنی ایک لڑکی کو اور ایک مجمر سونیکا مرصع بیاقوت وجواہر دوسری
لڑکی کو دیا پس اسکی دلیل مین یہی کافی ہی کہ شاہصاحب نے خود اسکو مطاعن
عثمان مین شیعون کی طرف سے لکھا ہی اور کچھ جواب شافی اسکا نہین دیا
بظاہر چونکہ یہ بات باقرار اونکے علما کے ثابت ہی اس سبب سے اسکے
جواب کی طرف رخ نہین کیا وھذا قولہ فی تحفتہ یک دختر خود را
دو دانہ مروارید بدواد کہ قیمت آنہا از حساب تجار وجوہریان درگذشتہ بود
و دختر دیگر را مجمرے از زر مرصع بیاقوت وجواہر گران قیمت بخشید بہرکیف
ان روایات سے ظاہر ہوا کہ عثمان نے بیت المال سے زرہاے کثیر اور اموال
خطیر اپنی بیبیون اور بیٹیون اور بہنون اور دوسرے قرابت دارونکو
دیدیا سبحان اللہ کبھی یہ نہین سنا کہ عثمان نے اہلبیت رسول صلعم یعنے
جناب امیر و حسنین کو بھی مال جزیل دیا ہو دنیا کیسا فدک کو بھی جو حق جناب
سیدہ کا تھا عثمان نے مروان دشمن خدا و رسول کو دیدیا بالفرض اگر
جناب امیر و حسنین سے عداوت تھی تو کبھی یہ بھی تو نہ سنا کہ سلمان و ابوذر
و مقداد کو بھی کچھ دیا ہو واضح ہو کہ جب اہلسنت نے دیکھا کہ اس سے تو

خلیفہ صاحب کو بڑا الزام آتا ہی تو اسکے جواب مین اِن لوگون نے بہت بہت
باتین بنائین یعنے اگر عثمان نے بیت المال سے نہین دیا تو اسقدر مال خاص
کہانسے آیا جو اپنے عزیز و اقارب کو دیا کابلی نے صواقع مین یہ بات بنا کر
لکھی ہی کہ عثمان کو کیمیا بنانا معلوم تھا اوسی سے اسقدر روپیہ اشرفی
جمع کیا تھا اور بہت شد و مد کے ساتھ اثبات مین اسکی قریب ایک صفحہ کے
سیاہ کیا ہی اور بہت طبعیت آزمائی کی ہی مگر شاہصاحب نے (باوجودیکہ
صواقع کا ترجمہ کیا ہی) چونکہ اِس بات کو بعید از عقل سمجھا اس سبب سے
اونھون نے دوسرا پہلو جواب کا نکالا یعنے عثمان کے پاس مال پہلے سے تھا
جب عمر کے زمانہ مین لڑائیان فتح ہوئین اور مال بہت ہاتھ آیا تو اوسمین سے
انکو بھی حصہ ملا وہی مال اِنکے پاس تھا جو اپنے عزیز و اقارب کو دیا بیت
المال سے نہین دیا یہ قول بھی شاہصاحب کا قابل مضحکہ صبیان ہی بسبب تعجب ہی
کہ اتنے اصحاب رسولخدا کے تھے مثل سلمان و ابو ذر و مقداد وغیرہ کے انمین سے
کیسکے پاس مال غنیمت سے اتنا جمع نہوا مگر عثمان کے پاس اتنا مال جمع ہوگیا
اور وہ مال عمر کے زمانہ مین حسب رواج بھی نہوا بعینہ رکھا رہا جب اپنا زمانہ ہوا
تب اوسکو نکالا اور عزیزونکو دیا علاوہ اسکے یہ کلام شاہصاحب کا القول
بما لا یرضیٰ بہ القائل ہی کیونکہ جب عثمان سے لوگون نے اس انفاقات
کثیرہ کا تعرض کیا ہی تو عثمان نے بیت المال سے دینے کو قبول کیا ہی اور
بعض جگہ صلۂ رحم کا عذر پیش کیا ہی یہ کہین نہین کہا کہ مین نے اپنے پاس سے
دیا ہی چنانچہ روضۃ الاحباب مین (اون مقامات مین جب لوگون نے

عثمان پر اعتراض کیا ہی اور عثمان نے ہر ہر بات کا جواب دیا ہی) لکھا ہے
اگر گوئید عطیات وافرہ وانعامات متکاثرہ از بیت المال باقارب خود دادی
پس رائے سلطان را در بیت المال اعتبار تمام است اور نیز بروایت روضۃ
الصفا وملل ونحل وکنز العمال ومحاضرات وابن ابی الحدید وغیرہ سابقاً
معلوم ہوا کہ یہ سب مال بیت المال کا تھا اب ہم بخیال مزید توضیح وتزئیف قول
شاہ صاحب کے دو تین روایتین اور لکھتے ہین کہ عثمان نے یہ سب مال بیت المال
ہی کا ضائع وبرباد کیا اولاً اقرار خود حضرت عثمان کا سننا چاہیے کہ عثمان نے
بیت المال سے خرچ کرنیکا اقرار کیا ہی اگرچہ شاہ صاحب دوسرا جواب دیتے ہین
عبد اللہ بن مسلم نے کتاب السیاسۃ والامامۃ مین لکھا ہی ثم قام رجل من
الانصار فقال یا عثمان ما بال ھؤلاء القوم من اھل المدینۃ یاخذون
العطاء ولا یغزون فی سبیل اللہ وانما ھذا المال لمن غزا فیہ
وقاتل علیہ الا ھذہ الشیوخ من اصحاب محمد ﷺ قال عثمان فاستغفر اللہ
واتوب الیہ یعنے بعد اسکے ایک شخص انصار مین سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا
ای عثمان کیا وجہ ہی کہ یہ لوگ اہل مدینہ مال واسباب لیتے ہین اور راہ خدا
مین جہاد نہین کرتے حالانکہ یہ مال حق اوس شخص کا ہی جو راہ خدا مین جہاد کرے
سوائے اون لوگونکے جو اصحاب رسول سے ہین اور ضعیف اور بڈھے ہین یہ
سنکر عثمان نے کہا اب مین توبہ کرتا ہون خدا سے اور سیوطی نے تاریخ
الخلفا مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور ملا علی متقی نے کنز العمال مین
لکھا ہی اخرج ابن سعد عن الزھری قال ولی عثمان اثنا عشر سنۃ

زور زر وعثمان کردن از بیت المال بیت المال

ص
کتاب الامارۃ خلافۃ عثمان

فلم ینقم علیه الناس شیئا مدة ستة سنین بل کان احب
الی قریش من عمر لان عمر کان شدیدا علیهم فلما ولی عثمان
لان لهم وصلهم وتوانی فی امرهم واستعمل اقاربه واهلبیته
فی الست الاواخر واعطاهم المال متاولا فی ذلک الصلة
التی امر الله بها وقال ان ابابکر وعمر ترکا من ذلک ما هو لهما
وانی اخذته فاقسمته فی اقربائی فانکر واعلیه ذلک یعنی ابن سعد نے
زہری سے روایت کی ہی کہ عثمان نے بارہ برس تک خلافت کی پہلے برس تک
تو کسی نے کچھ تعرض نکیا بلکہ قریش عثمان کو عمر سے بھی اچھا سمجھتے تھے اسواسطے
کہ عمر کی ذات سے اون لوگونکے اوپر سبب سختی ہوا کرتی تھی اور جب عثمان کو
خلافت ہوئی تو عثمان نے اون لوگونکے ساتھ نرمی و ملاطفت سلوک کیا اور
بہت کچھ مال دیا اور برائیونپر اون لوگونکی سامحہ و چشم پوشی کورہ دیا اور
چھ سال اخیرمین اپنے عزیز و اقارب کو شہرونکا عامل مقرر کیا اور بتاویل صلہ رحم
جسکا خدا نے حکم دیا ہی بہت کچھ مال زر بھی ان لوگونکو دیا اور کہا کہ ابوبکر و عمر نے
اس مال کو چھوڑ دیا حالانکہ اونکے واسطے جائز تھا اور مین نے اس مال کو
لیکر اپنے اقربا کو تقسیم کر دیا زہری کہتا ہی اس تاویل صلہ رحم کو عثمان کی لوگونے
نہ مانا اور انکار کیا اور تاریخ طبری مین (جس مقام پر کہ جناب امیر سے اور
عثمان سے باہم گفتگو ہوئی ہی) لکھا ہی علی گفت ابوبکر و عمر بر مال بیت المال
این دست دراز ہی نکردند کہ تو کردی و بخویشان خویش دادی عثمان گفت
راست گفتی کہ ابوبکر و عمر بخویشان خود ندادند بر ایشان ستم کردند و گفتند

ص ۳۴۷ بھائیہ لکھنؤ

از بہر خدائے عزّ وجل بدہند و من از بہر خدائے عز وجل دادم کہ خواستہ را اندر بیت المال جائے نبود جز آنرا بدرویشان داد و این خویشان من درویش بودند با یشان دادم تا بہم درویشان دادہ باشم و ہم رحم پیوستہ آید آب شہادت جناب امیرؑ کی کہ عثمان نے بیت المال سے خرچ کیا اور اپنا پیٹ بھر لیا اسکو بھی اہلسنت سن لین خطبۂ شقشقیہ مین (جو باقرار علمائے اہلسنت مثل سبط ابن جوزی اور صاحب قاموس اور صاحب نہایہ اور ابن ابی الحدید وغیرہ کلام جناب امیرؑ ہی) حضرت فرماتے ہین الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنوابیہ یخضمون مال اللہ خضم الابل نبتۃ الربیع الی ان انتکث علیہ فتلہ واجہز علیہ عملہ وکبت بہ بطنہ یعنے یہانتک کہ خلیفۂ سوم ان لوگونکا اوٹھ کھڑا ہوا درحالیکہ نیچے بغل کے جائے سرگین سے علف گاہ تک یعنے معدہ اور آنت سب بھرے ہوے تھا یعنے تن پروری اور مال مردم خوری مین مصروف تھا اور اوسکے ساتھ اس امر مین بنی امیہ بھی شریک ہوے اور اوسکی اعانت سے مقدرت وثروت حاصل کی اور جسطرح اونٹ سبزہ وگیاہ فصل بہار کا چر جاتا ہی اسیطرح ان لوگون نے مال خدا کو بیباکی سے کھا لیا یہانتک کہ رسی بٹی ہوئی اوسکی ٹوٹگئی اور اعمال ناشایستہ نے اوسکے کام اوسکا تمام کیا اور پیٹ نے اور پرخواری نے اوسکی اوسکو ذلیل کیا آب اگر جناب امیرؑ کی گواہی کو نہ مانو تو پیغمبر خداؐ کی گواہی بھی سُن لو کہ حضرت نے اس استیثار بلکہ استیثار شیخین کی بھی باعجاز خبر دی تھی صحیح بخاری مین ہی قال النبیؐ للانصار انکم ستلقون بعدی

صہ ۵۳۵ جلد اول چاپہ سیرٹھ

اثرة فاصبروا حتی تلقونی وموعدکم الحوض یعنے جناب رسولخدا نے
انصار سے فرمایا قریب ہی کہ تم لوگ بعد میرے دیکھوگے کہ اوس زمانہ کے
حکام مال مسلمین کو خاص اپنے واسطے اختیار کرینگے پس تم لوگ صبر کرنا یہانتک کہ مجھ سے
حوض کوثر پر ملاقات کرو اور مشکوٰۃ مین ہی عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
کیف انتم وائمة بعدی یستأثرون هذا الفئ قلت اما والذی
بعثك بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب به حتی القاك قال
افلا ادلك علی خیر من ذلك تصبر حتی تلقانی یعنے حضرت ابوذر
سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ رسولخدا نے فرمایا تم لوگ کیا کروگے اوسوقت
جبکہ میرے بعد لوگ امام ہونگے اور اس مال غنیمت کو اپنے واسطے اختیار کرینگے
مین نے کہا قسم خدا کی جسنے آپکو مبعوث بحق کیا ہی مین اوسوقت اپنی تلوار کندھے پر
رکھونگا اور اوسکو مارونگا یہانتک کہ آپسے ملاقات کرون حضرت نے فرمایا مین
تمکو اس سے بہتر راہ بتلا دون تم صبر کرنا یہانتک کہ مجھ سے ملاقات کرو واضح ہو
کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت کے بعد جو لوگ خلیفہ بن بیٹھے
اونکو حضرت فرما گئے تھے کہ یہ لوگ مال غنیمت جو حق سب مسلمانونکا ہے
اپنے اپنے واسطے اختیار کرینگے پس اون لوگونسے سوائے حضرات ثلاثہ کے
اور کوئی دوسرا یعنی امیہ وغیرہ سے مراد نہین ہوسکتا کیونکہ ابوذرؓ نے
عثمان ہی کے زمانہ مین انتقال کیا تھا جیسا کہ شیخ عبدالحق نے بھی اسکی شرح مین
لکھا ہی اما ابوذر موت وے در خلافت عثمان بود در ۳۲ سنہ بتنتین وثلاثین
اس سے معلوم ہوا کہ مراد ائمہ سے اس حدیث مین خلفاے ثلاثہ ہین بس

ص ۳۱۴ چاپہ دہلی

ص کتاب الصلوٰۃ باب التعجیل الصلوٰۃ

جوابات توہین اور برائی کی انحضرات کی اس حدیث سے پائی جاتی ہی بخوبی ظاہر ہی اور بروایت ازالۃ الخفاء رفاعہ انصاری اور عمار بن یاسر اور عمر عاص نے بھی اثرۂ عثمان کا اقرار کیا ہی ہمنے بخیال تطویل اوسکی عبارت نہین لکھی ومن شاء الاطلاع فلیرجع الیھا پس معلوم کرو کہ حق سب مسلمانونکا اپنے واسطے اختیار کرنا اور اپنے عزیز واقارب کو دیدینا اسکی برائی جو ہی بیان سے باہر ہی دیکھو ازالۃ الخفا مین لکھا ہی جاء رجل الی عمر وکانت بینھما قرابۃ یسالہ فزبرہ واخرجہ فکلم فیہ وقیل یا امیر المؤمنین یسالک فزبرتہ واخرجتہ قال انہ سألنی من مال اللہ فما معدتی اذ القیتہ ملکا خائنا فلو لا سألنی من مالی ثم بعث الیہ الف درھم من مالہ یعنے ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اوسکے اور عمر کے درمیان کچھ قرابت تھی آکر عمر سے کچھ طلب کیا عمر نے اوسکو جھڑکا اور نکالدیا لوگون نے پوچھا ای امیر یہ تمسے سوال کرتا تھا اور مانگتا تھا تمنے اوسکو جھڑکا اور نکالدیا عمر نے کہا اسنے مال خدا مین سے مانگا تھا اگر مین دیدیتا تو خدا کے نزدیک کیا عذر کرتا مین خدا سے ملاقات کرتا درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوتا اوسنے میرے مال سے کیون نہین مانگا بعد اسکے عمر نے اپنے پاس سے ہزار درہم اوسکے یہان بھیجوا دیے اس سے ثابت ہوا کہ عثمان کی ملاقات خدا سے ہوگی درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوگا کیونکہ اپنے عزیز واقارب کو بہت سا مال بیت المال سے دیدیا پس دیکھو کہ جو شخص ایسا ہو اور مسرف اور مبذر ہو اور حقوق مسلمین کو غصب کرے اور خیانت کرے اور حکم خدا اور شریعت نبوی کو ضائع و برباد کرے وہ کب خلیفۂ رسول ہوسکتا ہی ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینست

خیانت وتصرف عثمان در بیت المال

صحیح

بعد رسالۂ تقصیر و خیانات

طعن چہارم عثمان نے اصحاب کبار کو رسولخدا کے ذلیل و خوار کیا اور مارا حالانکہ اون لوگو نکے فضائل اور مراتب کو رسولخدا نے نام بنام بیان کر دیا تھا حضرت ابوذر کو بسبب لکھنے معاویہ کے شام سے بذلت و خواری مدینہ بلوایا اور وہانسے مقام ربذہ مین نکلوا دیا اور حضرت عمار کو بسبب انکی نصیحت کرنیکے اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے اور عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبداللہ بن مسعود کو بسبب قرآن ندینے کے اسقدر مارا کہ دو ہندیان بہلو کی شکستہ ہوگئین اب ہم ہر ایک بات کو تفصیل لکھتے ہین **قصہ ابوذر کا** سید مرتضی رہ نے کتاب شافی مین اسطرح لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ اہل تواریخ باختلاف طرق و اسانید لکھتے ہین کہ جب عثمان نے مروان بن حکم کو بہت کچھ دیا اور حارث بن حکم کو تین لاکھ درہم دیے اور زید بن ثابت کو ایک لاکھ دیا تو ابوذر نے یہ آیت پڑھی وبشر الکافرین بعذاب الیم اور کبھی یہ آیت پڑھتے تھے الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یہ بات مروان نے عثمان سے کہدی عثمان نے اپنے غلام سے ابوذر کو کہلا بھیجا کہ تم اسکو پڑھنا چھوڑ دو ابوذر نے کہا سبحان اللہ عثمان مجکو کلام خدا پڑھنے سے منع کرتا ہی یہ کہنا اونکا عثمان کو ناگوار گذرا اور کہا تم یہانسے شام مین چلے جاؤ غرض اونکو شام مین نکلوا دیا جب وہان معاویہ کے حرکات ناشایستہ انھون نے دیکھے تو اوسکے تئین بھی نصیحت کرنی شروع کی تب معاویہ نے عثمان کو انکی شکایت لکھ بھیجی عثمان نے جواب لکھا کہ ابوذر کو ایک شتر لاغر بے کجاوہ پر بٹھا کر ہمارے پاس

بمسجد معاویہ نے ویسا ہی کیا جب ابو ذر مدینہ پہونچے تو اونٹ کی تکان سے دونون رانونکا گوشت اوڑ گیا تھا عثمان نے اونکو بلا کر کہا یہانسے تمہارا جہان جی چاہے چلے جاؤ اونھون نے کہا ہم مکہ جائینگے عثمان نے کہا وہان نہین تب اونھون نے کہا بیت المقدس جائینگے کہا وہان بھی نہین تب اونھون نے کہا مصر جائینگے کہا وہان بھی نہین بلکہ تم ربذہ جاؤ غرض اونکو ربذہ نکلوا دیا اور وہین اونھون نے انتقال کیا اور بروایت ابن ابی الحدید ابو ذر مقام ربذہ مین کہا کرتے تھے کہ عثمان نے بعد ہجرت کے پھر مجکو اعرابی بنا دیا اور یہ بھی کہا کرتے تھے قسم خدا کی عثمان ملاقات کریگا خدا سے در انحالیکہ گنہگار میرے پہلو مین کھڑا ہوگا اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی ونیز پیوستہ ابو ذر غفاری طریق امر معروف ونہی از منکر مسلوک داشتہ بموجب قل الحق وان کان مرا عمل نمودہ معاویہ را از بعض امور کہ لائق حکام نمی دانست منع می نمود واز رسانیدن کلمۂ حق ہیچ محابا نمیکرد وے ازین معانی بتنگ آمدہ از ابو ذر غفاری شکایت بامیر مومنان عثمان نوشت ذو النورین بعد از وقوف بر مضمون مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابو ذر در شام ندید ویرا بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت بعد از رد و قدح بسیار و قیل وقال بشام ابو ذر را از افتاء منع کرد و حکم باخراج نمود ابو ذر گفت مرا دستوری دہ تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم چرا از انجا می طلبیدم صبح اشتہا تو دیگر از افق شام طالع نشود گفت پس بگذار تا بعراق بروم فرمود نمیخواہی کہ در عراق فرق خبیثہ را متحرک گردانیدہ اہل آن مملکت را داغ ابرسن

اخراج عثمان ابو ذر را بربذہ

ص ۲۵۳ جلد دوم چاپہ لکھنؤ

حریص سازی ابوذر گفت پس ہر جا بفرمائی بروم امیر المؤمنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کرام موضع بتوا بغض ہست گفت ربذہ و آن موضعی است در بادیہ کہ از انجا تا مدینہ سہ مرحلہ است عثمان گفت بآن موضع می باید رفت آورپھر او سی کتاب مین ہی و ابوذر غفاری را کہ زبان معجز بیان محمدی در شان وے بحدیث ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لھجۃ اصدق واوفی من ابی ذر ناطق گشتہ برای خاطر معاویہ از شام اخراج کردو نیز نگذاشت کہ در مدینہ توطن و اقامت کند او را از مدینہ بربذہ کہ نزد ابی ذر از ابغض مواضع بود فرستاد تا بسر برد و بآن اکتفا نکردہ او را از جواب فتوای مسلمانان منع نمودہ بالجملہ بعضے ازین امور مذکورہ حامل و باعث شدہ مر عائشہ را کہ در شان عثمان گفت لعن اللہ نعثلا و قتل اللہ نعثلا آورقوشجی نے شرح تجرید مین او قطب الدین شیرازی نے اوسکے حاشیہ مین اور ملا محسن کشمیری نے نجات المؤمنین مین لکھا ہی واللفظ للاول وضرب ابا ذر لانہ قد بلغہ انہ کان فی الشام اذا صلی الجمعۃ واخذ الناس فی مناقب الشیخین یقول لھم ارایتم ما احدث الناس بعدھما شیدوا البنیان ولبسوا الناعم وترکبوا الخیل واکلوا الطیبات وکاد یفسد باقوالہ الامور ویشوش الاحوال فاستدعاہ من الشام فکان اذا رای عثمان قال یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم فضربہ عثمان بالسوط تادیبا یعنے عثمان نے ابوذر کو اسواسطے مارا کہ عثمان کو خبر معلوم ہوئی تھی کہ شام مین بعد نماز جمعہ کے جب لوگ مناقب شیخین

جلد سوم چاپہ لکھنؤ

چاپہ طہران آخر کتاب

بیان کرتے تھے تو ابو ذر کہتے تھے تم لوگ نہین جانتے کہ بعد اون دونون کے لوگون نے کیا کیا بدعتین کین عمارتین بنائین لباسہاے فاخرہ پہنے گھوڑون پر سوار ہوے طعامہاے لذیذ کھانے شروع کیے یہ سنکے قریب تھا کہ امر خلافت مین فساد پڑے اور لوگونکی کیفیت بدل جائے اس سبب سے عثمان نے شام سے اونکو مدینہ بُلا لیا یہان ابو ذر جب عثمان غنی کو دیکھتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم سنکر عثمان نے کوڑے سے اونکو تادیبًا مارا اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہی عن ابن عباس قال لما اُخرج ابو ذر الی الربذۃ امر عثمان فنودی فی الناس ان لا یکلم احد اباذر ولا یشیعہ وامر مروان بن الحکم ان یخرج بہ فخرج بہ وتحاماہ الناس الا علی بن ابیطالب وعقیلا اخاہ وحسنا وحسینا وعمارا فانہم خرجوا معہ یشیعونہ فجعل الحسن یکلم اباذر فقال لہ مروان یا حسن الا تعلم ان امیر المؤمنین قد نہی عن کلام ہذا الرجل فان کنت لا تعلم فاعلم ذلک فحمل علی علی مروان فضربہ بالسوط بین اذنی راحلتہ فقال تنحّ نحاک اللہ النار یعنے ابو بکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ جب عثمان نے ابو ذر کو ربذہ کی طرف نکالدینے کا حکم دیا تو منادی کرا دی کہ کوئی شخص ابو ذر سے کلام نکرے اور نہ ساتھ جائے اور مروان کو حکم دیا کہ اونکو نکال آوے پس وہ اونکے ساتھ ہوا اور کوئی شخص خوف عثمان سے ابو ذر کے پاس نگیا مگر علی

بن ابیطالب اور عقیلؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور عمارؓ کہ یہ لوگ اونکے ساتھ تھوڑی دور
پہونچانیکو گئے پس امام حسنؓ نے ابوذرؓ سے باتین کرنی شروع کین مروان نے
کہا خلیفہ صاحب نے اس شخص سے بات کرنیکو منع کیا ہی اگر تمکو نہین معلوم ہی
تو اب معلوم کرو یہ سنکر جناب امیرؑ نے ایک کوڑا اوسکے مرکب کے سر پر مارا
اور فرمایا دور ہو خدا تجکو جہنم مین پہونچائے آور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ
مین اور عبدالبر نے کتاب استیعاب مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب ابوذر
ربذہ مین بیمار پڑے اور وقت وفات اونکا قریب پہونچا اور وہ ایام حج
کے تھے تو اونکی زوجہ ام ذر رونے لگین ابوذر نے کہا کیون روتی ہو اونہون
نے کہا مین کیونکر نروؤن حالانکہ تم جنگل مین اوجاڑ بستی مین انتقال کرتے ہو
اور میرے پاس کوئی ایسا کپڑا بھی نہین ہی جس سے تمہارا کفن کرون اور
مین کیسکو ایسا بھی نہین دیکھتی جو تمہارے غسل اور دفن اور کفن کا سامان کرے
ابوذر نے کہا تو مت رو اطمینان رکھ مین نے رسولخداؐ سے سنا ہی وہ فرماتے
تھے جس دو آدمی زن و شوہر کے درمیان مین دو لڑکے یا تین لڑکے مرین پس
وہ دونون صبر کرین اور اوسکا اجر خدا سے چاہین تو وہ دونون آتش دوزخ کو
ہرگز نہ دیکھینگے ہمارے تین لڑکے مر چکے ہین پھر مین نے رسولخداؐ سے سنا ہی
کہ وہ چند شخصون سے جنمین مین بھی تھا فرماتے تھے تم لوگون مین سے ایک شخص
صحرا مین زمین بے آب و گیاہ مین انتقال کریگا کہ ایک قافلہ مؤمنین کا
وہان پہونچکر اوسکا کفن و دفن کریگا پس اون لوگون مین سے ہر شخص نے
اپنے اپنے قریہ مین رو برو ایک جماعت کے اور سامنے سب لوگونکے

انتقال کیا ایک مین ہی باقی رہگیا ہون قسم خدا کی مین وہی شخص ہون جسکو حضرت نے فرمایا ہی پس تو جا اور یہ سر راہ لوگونکو دیکھ اونکی بی بی نے کہا حجاج لوگ سب چلے گئے اب راستہ چلنا موقوف ہوگیا ابوذر نے کہا تو جاکر دیکھ تو سہی پس وہ جاکر ایک ٹیلہ پر چڑہ گئین ام ذر کہتی ہین یکایک دیکھا مین نے کچھ لوگ اپنے اپنے گھوڑون پر اور اونٹون پر سوار چلے آتے ہین اور مرکب اونکے مثل گرد کے اوڑتے آتے ہین یہانتک کہ وہ لوگ میرے پاس پہونچے کہنے لگے کیا حاجت رکھتی ہی مین نے کہا ایک شخص مرد مسلم مرتا ہی تم لوگ کفن و دفن اوسکا کرسکتے ہو اون لوگون نے کہا وہ شخص کون ہی مین نے کہا وہ ابوذر صحابی رسول خدا کے ہین یہ سنکر وہ سب مع اپنے مان اور باپ کے مستعد ہوے اور ابوذر کے پاس آئے ابوذر نے قول پیغمبر خدا اون لوگونسے بیان کیا اور کہا اگر میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کپڑا قابل کفن کے ہوتا تو مین اوسی کو اختیار کرتا مگر تم لوگونکو مین خدا کی قسم دیکر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین امیر و رئیس اور سردار قوم اور قاصد عامل ہو وہ مجکو کفن ندے غرض اون لوگونمین کوئی ایسا نہ تھا جو اس صفت کے ساتھ متصف ہو مگر ایک جوان انصار مین سے ایسا تھا کہنے لگا اے چچا میرے مین تمکو اپنی اس ردا مین کفن دونگا اور دو کپڑے میرے پاس اور ہین جو میری مانکے ہاتھ کا کاتا ہوا ہی ابوذر نے کہا البتہ تمہین مجکو کفن دینا غرض جب وہ مرگئے تو اوس جوان انصاری نے اونکو کفن دیا اور اون لوگونکے ساتھ عبداللہ بن مسعود اور مالک بن اشتر بھی ابوذر کے کفن و دفن مین شریک تھے واضح ہو کہ جناب رسول خدا اس ظلم عثمان کی (یعنے ابوذر کو نکالدینا اور اونکا تنہائی مین انتقال

کرنا) اپنی حیات مین خبر دیچکے تھے چنانچہ شرح عزیزی مین (جو جامع صغیر کی
شرح ہی) لکھا ہی جندب بن جنادۃ الغفاری کنیتہ ابوذر طریدا
منفیا ای مطرودھا یطردونہ یعیش وحدہ ویموت وحدہ واللہ
یبعث یوم القیمۃ وحدہ یعنے جندب بن جنادہ غفاری اونکی کنیت ابوذر
ہی اونکو رسولخدا نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اوسکو نکالدینگے اور وہ
اوس مقام مین تنہائی کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور تنہا مریگا اور قیامت کے
دن خدا اوسکو تنہا قبر سے اوٹھائیگا اور فتح الباری مین مذکور ہی عن ابی ذر
قال ان النبی قال لہ کیف انت اذا اخرجت منہ ای من المسجد
النبوی قال اتی الشام قال کیف تصنع اذا اخرجت منھا قال اعود
الیہ ای الی المسجد قال کیف تصنع اذا اخرجت منہ قال اضرب
بسیفی قال الا ادلک علی ما ھو خیر لک من ذلک واقرب رشدا
تسمع وتطیع وتنساق لھو حیث ساقوک یعنے ابوذر سے منقول ہی وہ کہتے
ہین پیغمبر خدا نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم مسجد نبوی سے نکال دیے جاؤگے تو
اوسوقت کیا کروگے مین نے کہا شام مین چلا جاؤنگا فرمایا اگر وہانسے بھی نکال
دیے جاؤگے تو کیا کروگے مین نے کہا پھر مسجد رسول مین چلا آؤنگا فرمایا جب وہانسے
پھر نکالدیے جاؤگے تو کیا کروگے مین نے کہا اپنی تلوار سے مارونگا فرمایا مین اس سے
بہتر بات تمکو بتادون کہ وہ تمھارے حق مین احسن و قریب بصواب ہوگا جو
کوئی تم سے کچھ کہے اوسکو سُن لینا اور قبول کرنا اور جہان کہین وہ لوگ تمکو بھیجین
وہان چلے جانا اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذرؓ نے بموجب وصیت پیغمبر خدا کے

ظلم پر عثمان کے صبر کیا اور غربت مین تنہائی مین مقام ربذہ مین جو کہ بروایت
روضۃ الاحباب البغض مواضع ابوذر کے نزدیک تھا انتقال کیا حالانکہ یہ وہ
صحابی جلیل القدر سنی المراتب تھے کہ باتفاق فریقین رسولخدا نے فضائل
ومناقب اونکے بیان کیے ہین صحیح ترمذی مین ہی ما اظلت الخضراء ولا اقلت
الغبراء اصدق من ابی ذر اور پھر اوسی کتاب مین ہی عن ابی ذر قال
قال لی رسول اللہ ص ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من
ذی لھجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسے بن مریم فقال
عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول اللہ ص فتعرف ذلک لہ قال
نعم فاعرفوہ یعنے ابوذر سے منقول ہی وہ کہتے ہین حضرت نے میرے بارہ مین
فرمایا کہ آسمان نے کسی پر سایہ نہ ڈالا اور زمین نے کسیکو نہ اوٹھایا جو کلام مین
صادق تر ہو اور وفادار زیادہ ہو ابوذر سے مثل عیسیٰ بن مریم کے عمر نے براہ حسد
کہا یا رسول اللہ ص آپ اس بات کو خوب جانتے ہین فرمایا البتہ تم لوگ
بھی جانو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حضرت ابوذر عثمان غنی کو دیکھکر یہ
آیت پڑھتے تھے یوم یحمی علیھا الآیۃ وہ سب سچ تھا کیونکہ پیغمبر خدا اونکو
اصدق فرما چکے ہین والا رسولخدا کا معاذ اللہ کذب لازم آتا ہی اور **قصہ**
حضرت عمار کا اسطرح سے ہی سید مرتضیٰ رہ کتاب شافی مین لکھتے ہین کہ
مارنا عثمان کا عمار کے تئین متفق علیہ ہی مورخین اسکو لکھتے ہین مگر اس مارنیکے
سبب مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون نے لکھا ہی کہ بیت المال مین
کچھ زیور اور جواہرات تھے اونکو لیکر عثمان باجیا نے اپنی بی بی کو دیدیا اور

ص ۶۲۷ چھاپہ لکھنؤ

زیور بنا دیا یہ سنکر لوگون نے طعن کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ ہم نے
سنا تو حکم دیا کہ اونکو پکڑلاؤ جب وہ آئے تو اسقدر اونکو مارا کہ بیہوش ہوگئے
اور بعضون نے یہ سبب لکھا ہی کہ عثمان کا ایک روز ایک قبر جدید پر گذر ہوا پوچھا
یہ کسکی قبر ہی لوگون نے کہا عبداللہ بن مسعود کی اور چونکہ عبداللہ کو عمار نے دفن
کیا تھا اور اونپر نماز پڑھی تھی اور بموجب وصیت اونکے عمار نے عثمان کو نماز
کے واسطے خبر کی اسی سبب سے عثمان نے غضبناک ہوکر اسقدر مارا کہ اونکو
فتق ہوگیا اور بعضون نے یہ وجہ لکھی ہی کہ مقداد اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور
دیگر چند اصحاب رسول نے جمع ہوکر ایک کاغذ مین احداثات عثمان کو لکھا
اور اوسمین بہت کچھ نصیحت لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تو اسپر عمل نکریگا تو ہم لوگ
تجکو خلافت سے معزول کر دینگے وہ خط لیکر عمار تنہا عثمان کے پاس آئے
عثمان نے اوسکو پڑھکر کہا اون لوگون مین سے خاص تمھین لیکر کیون آئے
اونھون نے کہا اسواسطے کہ مین تمھارے تئین نصیحت بھی کرونگا یہ سنکر عثمان نے
غلامونکو اشارہ کیا غلامون نے اونکے ہاتھ اور پانون پکڑے بعد اسکے عثمان نے
اپنے پیروں سے (کہ اونمین موزے تھے) اونکے پیٹ کے پاس اسقدر مارا کہ عارضہ
فتق کا ہوگیا اور چونکہ وہ بہت ضعیف کبیر السن تھے اس سبب سے بیہوش
بھی ہوگئے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب تاخیر الظلامہ الی یوم القیامہ
مین لکھا ہی عن سالم بن ابی الجعد قال ذکر عثمان بنی امیۃ فقال واللہ
لوان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتھا بنی امیۃ حتی یدخل الجنۃ
من عند اٰخرھم ولاستعملنھم علی رغم من رغم فقال عمار بن یاسر

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل في زوائد المسند على أبيه في فضائل الصحابة
حدثنا سريج بن النعمان حدثنا فليح عن سالم أبي النضر عن سالم بن أبي الجعد
الأشجعي قال ذكر عثمان عند بني أمية فقال لو أن مفاتيح الجنة بيدي لأعطيتها
بني أمية حتى يدخل الجنة من عند آخرهم ولاستعملنهم على رغم من رغم
وأخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء وابن عساكر في تاريخ دمشق
وأخرجه جلال الدين السيوطي في تاريخ الخلفاء
وأخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق
وأخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق

فان ذلك يرغم بانفي قال ارغم الله بانفك قال بانفه ابي بكر وعمر فنهض
فقام اليه فوطيه برجله فاخلعه الناس عنه فبعث الى طلحة والزبير
فقال اتياهذا الرجل فخيّراه بين ثلث بين ان يقتص او ياخذ ارشا
او يعفو قال لا والله لا اقبل منهن واحدة حتى القى رسول الله
فاشكوا اليه يعنے سالم بن ابی الجعد سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ عثمان نے بنی امیہ کا
ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی اگر میرے ہاتھ مین کنجیان بہشت کی ہوتین تو مین بنی امیہ کو
دیدیتا تاکہ وہ لوگ سبکے سب بہشت مین داخل ہو جائین اور ہر آئینہ مین اون
لوگونکو حاکم و عامل مقرر کرونگا واسطے خاک برناک رگڑ دینے اوس شخص کے
جو خلاف اسکے چاہتا ہی عمار نے کہا یہ بات تیری میری ناک رگڑتی ہی عثمان نے
کہا خدا تیری ناک کو زمین پر رگڑے عمار نے کہا کہ ابو بکر و عمر کی ناک کو خدا زمین پر
رگڑے یہ سنکر عثمان نے غضب مین آکر کھڑے ہو کر لات سے اونکو بڑی مار
ماری لوگون نے چھڑا دیا تھوڑی دیر کے بعد عثمان نے طلحہ و زبیر کو بلا بھیجا اور
کہا عمار سے جاکر کہو تین باتونمین سے ایک بات اختیار کرے یا تو اس مار نیکے عوض
مین مجھے بھی مارے یا دیت لے یا معاف کرے عمار نے جب یہ سنا تو کہا قسم
خدا کی مین انمین سے کسیکو قبول نکرونگا تا اینکہ ملاقات کرون رسول خدا سے
پس اس بات کی مین اونحضرت سے شکایت کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے
حضرت عمار کو محض ظلم و عناد کی راہ سے مارا اگر یہ مار ناشرعًا جائز ہوتا تو عثمان
کا یہ کہنا کہ اسکے عوض مین قصاص لو یا دیت لو یا معاف کرو کیا معنے کیونکہ
قصاص و دیت اوسی سے لیجاتی ہی جس سے گناہ سرزد ہوا امور شرعیہ کے

انصاف مین معذرت کرنا کیا معنے اور اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت
عمار کے نزدیک ابو بکر و عمر کی بھی کچھ حقیقت اور کوئی وقعت نہ تھی کہ اون لوگونکو
کہا خدا ابو بکر و عمر کی ناک کنوئین پر رگڑے اگر اون دونونکو خلیفہ رسول سمجھتے تو ایسا
کلمہ مُنہ سے نہ نکالتے والحمد للہ علےٰ ذٰلک اور عثمان کو تو علانیہ بُرا کہتے تھے
اور خلیفہ رسول نہین جانتے تھے قوشجی نے شرح تجرید مین لکھا ہی وضرب
عمار کان لما روی انہ دخل علیہ واساء علیہ الادب واغلظ لہ
فی القول یعنے عثمان کا مارنا عمار کو اسواسطے تھا کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور
عثمان کی شان مین بہت کچھ سخت و سُست کہا اور خلیفہ کا کچھ ادب و لحاظ
نکیا اور کتاب انسان العیون مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب سعد و قاص نے
عمار کی نصیحت کی اور کہا تم چاہتے ہو کہ خلیفہ کو معزول کرو تب عمار نے اپنا عمامہ
اوتار کر کہا قسم خدا کی ہمنے عثمان کو خلافت سے اِسطرح علٰحدہ کیا جسطرح عمامہ کو
اپنے سر سے اور سید نور الدین سمہودی نے وفاء الوفی باخبار دار المصطفےٰ مین
لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب رسولخدا نے اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اور
جو جو ضرورت کی چیزین تھین وہ سب مہیا کی گئین تو حضرت اپنی چادر رکھکر
خود مستعد ہوے جب مہاجرین و انصار نے یہ حال دیکھا تو اپنی چادرونکو اور
عباؤنکو اوتار کر مسجد بنانی شروع کی اور کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم لوگ
بیٹھے رہین اور پیغمبر خدا کام کرین اور عثمان کو اپنی صفائی کا بہت خیال رہا
کرتا تھا جب اینٹ اوٹھائی تو اپنے کپڑونسے بچاکر علٰحدہ لیجاکر رکھا اور جب
رکھا تو آستینونکو جھاڑ دیا اور ادھر اودھر اپنے کپڑونکو دیکھا کہ کہین خاک تو

فصل اول از باب رابع
خطاب عثمان در
تعمیر مسجد نبوی

نہین پڑی ہی اگر خاک ہوئی تو فوراً جھاڑ دیا یہ دیکھکر جناب امیرؑ نے کچھ شعر پڑھے
جسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ جو شخص مسجد بنائے کسی حالت مین ہو خواہ کھڑا ہو خواہ
بیٹھا ہو چاہیے کہ گرد و غبار کا خیال نکرے عمار نے بھی یہ شعر حضرت سے سُنکر
پڑھنا شروع کیا اور اونکو یہ نہ معلوم تھا کہ حضرت نے اس شعر سے کسکو مراد
لیا ہی جب عثمان نے عمار سے یہ سُنا تو برہم ہو کر ایک چھڑی جو پاس تھی اوسے
مار نیکو اوٹھایا اور کہا اگر تم اسکے پڑھنے سے باز نہ آؤگے تو مین اِسی چھڑی سے
تمھارے مُنھ مین مارونگا جب پیغمبر خداؐ نے یہ خبر سُنی تو غضبناک ہوے اور فرمایا
عمار بن یاسر بمنزلہ میری اوس جلد کے ہی جو میری آنکھ اور ناک کے درمیان میں ہی
اگر اوسکو صدمہ پہونچیگا تو گویا میری دونون آنکھونکے درمیان مین صدمہ پہونچیگا
یہ سنکر سب لوگ دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے ای عمار پیغمبر خداؐ تمھارے بارہ مین
غضبناک ہوے ہین خوف ہی کہین ہم لوگونپر خدا کی طرف سے عتاب نازل نہو
اب انصاف کرنا چاہیے کہ عثمان کے فقط اِس کہنے پر اگر تم اس شعر کے پڑھنے سے
باز نہ آؤگے تو ہم تمھارے منھ مین اس چھڑی سے مارینگے رسولخداؐ کو کسقدر غضبناک
ہوے اور لوگونکو خوف تھا کہ خدا کیطرف سے کہین عتاب نازل نہو پس یہ ضرب
وکوب عثمان کی جو عمار کو پہونچی کہ وہ بیہوش ہو گئے اسکی وجہ سے عثمان کا آخر
کیا حال ہوگا اور پیغمبر خداؐ کی روح کو کسقدر صدمہ پہونچا ہوگا یہ مارنا عثمان کا
گویا پیغمبر خداؐ کی آنکھونکے درمیان مین مارنا تھا نہایت تعجب ہی کہ عثمان نے
باوجود اس حدیث کے سننے کے بھی کچھ خیال نہ کیا اور عمار کو اسقدر مارا کہ وہ
بیہوش ہو گئے اور پیغمبر خداؐ کی ایذا کا بھی کچھ خوف نہ کیا شکوۃ مین ہی عن

ص ۲۷۲ ج ۵
چاپہ دہلی

خالد بن الولید قال کان بینی وبین عمار بن یاسر کلام فاغلظت له
فی القول فانطلق عمار یشکونی الی رسول الله ص فجاء خالد وهو
یشکوه الی النبی ص قال فجعل یغلظ له ولا یزیده الا غلظة والنبی ص
ساکت لا یتکلم فبکی عمار وقال لرسول الله ص الا تراه فرفع النبی ص
راسه وقال من عاد عمارا عاداه الله ومن ابغض عمارا ابغضه
الله قال خالد فخرجت فما کان شیئا احب الی من رضی عمار
فلقیته بما رضی فرضی یعنے خالد بن ولید سے منقول ہی اوسنے کہا میرے اور
عمار کے درمیان مین کچھ حجت ہوئی پس مین نے بہت کچھ اونکو سخت و سست کہا
عمار نے جاکر پیغمبر خدا ص سے شکایت کی راوی کہتا ہی خالد نے بھی پیغمبر خدا ص سے
آکر شکایت کی اور بہت کچھ پیغمبر ص کے سامنے عمار کو سخت و درشت کہا اور پیغمبر خدا ص
چپکے سن رہے تھے کچھ نہین بولتے تھے پس عمار رونے لگے اور حضرت سے کہا آپ
دیکھتے ہین اسکی حرکت کو پس حضرت نے سر مبارک اوٹھا کر فرمایا جو شخص
دشمنی کرے عمار سے خدا اوسکو دشمن رکھے خالد کہتا ہی مین وہانسے چلا آیا پھر
کوئی چیز مجکو بہتر معلوم نہین ہوئی عمار کے راضی کرنیسے پس مین نے اونسے ملاقات
کی اور اونکو راضی کیا اور صحیح ترمذی مین ہی کہ رسولخدا ص نے عمار یاسر کے حق مین
فرمایا ما خُیّر عمار بن یاسر بین امرین الا اختار اشدهما اختیار نہین
دیے گیے عمار یاسر درمیان دو امرونکے مگر یہ کہ اونھون نے اختیار کیا سخت تر
اور دشوار تر اون دونون امرونکا اور پھر اوسی کتاب مین ہی کہ عمار یاسر نے
پیغمبر خدا ص کے پاس جانیکی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا ایذنوا له

حاشیہ: خالد کا عمار سے جھگڑنا

حاشیہ: فضائل صحابہ بن یاسر

حاشیہ: ص ۶۲۷ چھاپہ لکھنؤ

مرحبا بالطیب المطیب اجازت دو اوسکو جاے کشادہ ہی واسطے پاک اور پاکیزہ
کردہ شدہ کے اور صحیح بخاری مین ہی ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار
وسلمان بنت مشتاق ہی تین شخصونکی کہ وہ علیؑ وعمارؓ اور سلمانؓ ہین تو جو شخص
بشہادت رسول طیب وطاہر ہوا ور جنت اوسکی مشتاق ہوا اوسکی یہی توقیر و منزلت
ہی کہ غلاہونسے کہین اسکو پکڑو اور خود کھڑے ہوکر لات سے جوتی سے اوسکو اسقدر
مارین کہ وہ بیہوش ہوجائے اور کنز العمال مین مذکور ہی عن ابن عباس قال
رسول اللہ ص من یحقر عمارا یحقرہ اللہ ومن یسب عمارا یسبہ اللہ
ومن یبغض عمارا یبغضہ اللہ یعنے ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ رسولخداؐ نے
فرمایا جو شخص حقیر و ذلیل کرتا ہی عمار کو خدا اوسکو حقیر کرتا ہی اور جو شخص کہ سب
وشتم کرتا ہی عمار کے تئین خدا اوسپر سب کرتا ہی اور جو شخص دشمن رکھتا ہی عمار کو خدا
اوسکو دشمن رکھتا ہی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منتقم حقیقی بیشک عثمان کو بھی
قیامت مین حقیر و ذلیل کریگا اور دشمن رکھیگا کیونکہ عثمان نے عمار کو حقیر و ذلیل
کیا اور اونسے بغض و عداوت کی دنیا مین تو خدا ذلیل کرچکا کہ بعض اصحاب
رسولؐ نے قتل کیا اور تین روز تک لاش گھورے پر پڑی رہی اور ایک نانگ ہی
کتے کھاگئے اب آخرت کا مرحلہ باقی ہی ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی
اور قصہ عبداللہ بن مسعود کا اسطرح سے ہی سید مرتضے کتاب شافی
مین لکھتے ہین کہ اہل تواریخ نے روایت کی ہی کہ عبداللہ بن مسعود کوفہ مین
ہر جمعہ مین باواز بلند یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچا کلام قرآن ہی
اور سب سے بہتر طریقہ راہ ہدایت رسولخداؐ ہی اور سب سے بدتر امر ونکالی بات

ص ۲۴۲ جلد دوم چاپہ میرٹھ

بیان قصہ عبداللہ بن مسعود

دین مین ایجاد کرتی ہی کہ وہ بدعت ہی اور کل بدعت گمراہی ہی اور کل گمراہی کی راہ
جہنم ہی (اور یہ بات عبداللہ کی عثمان کیطرف اشارہ تھا) پس یہ وعظ اونکی سنکر
ولید غضبناک ہوا اور اس قسم کا خطبہ پڑھنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تب ولید نے
عثمان کو یہ کیفیت لکھ بھیجی عثمان نے عبداللہ کو اپنے پاس بلوا بھیجا پس وہ کوفہ
سے مدینہ مین چلے آئے جب زمانہ انتقال کا اونکے ہوا تو عمار سے وصیت کی کہ عثمان
میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھے عمار نے اسکو قبول کیا اور ابن مسعود کو دفن کیا اور
عثمان کو خبر نکی ایک روایت مین ہی جب ابن مسعود بیمار ہوے تو عثمان نے
عیادت کے ذریعہ سے آکر پوچھا تمکو کس بات کی شکایت ہی اونھون نے کہا
اپنے گناہونکی پھر عثمان نے کہا کس چیز کی خواہش رکھتے ہو اونھون نے کہا
رحمت پروردگار کی پھر عثمان نے کہا مین تمھارے واسطے طبیب بلا دیتا ہون
عبداللہ نے کہا میرے طبیب ہی نے مجھے بیمار ڈالا ہی تب عثمان نے کہا مین تمکو
کچھ مال و زر دیتا ہون لیلو اونھون نے جواب دیا جب مجھکو احتیاج تھی تب تو
تو نے نہین دیا جب مین اوس سے بے پروا ہوا تب تو دیتا ہی عثمان نے
کہا تمھاری اولاد کے کام آئیگا اونھون نے کہا اون سبکا رزق خدا پر ہی
عثمان نے کہا تم میرے واسطے دعا کرو اور میرے قصور کو معاف کرو عبداللہ
نے جواب دیا مین خدا سے دعا کرونگا کہ تجھ سے مواخذہ کرے اور جو میرے
حق مین تو نے کیا ہی اوسکا تجھ سے عوض لے اور ملا محسن کشمیری نے کہ علمائے
اہلسنت سے ہی نجات المومنین مین لکھا ہی منها انه وقع منه امور منكرة
في حق الصحابة فضرب ابن مسعود حتى كسر ضلعين من اضلاعه

سوال و جواب عثمان و عبداللہ بن مسعود

فصل الاول فی الاسباب التی بعبدها بعض الصحابة من مطاعن عثمان

واحرق مصحفه یعنے بعض احداثات عثمان سے یہ ہی کہ بہت سے امور بُرے
حق مین صحابہ کے سرزد ہوے جیسے ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلیان
اوسکی شکستہ ہوگئین اور قرآن کو اونکے چھین کر جلا دیا اسکے بعد ملا محسن نے اسکا
جواب لکھا ہی جو محض خرافات ہی اور اوسکی تردید ہم طعن اول مین کر چکے ہین
اور ابن قتیبہ نے کتاب معارف مین عثمان کے حال مین لکھا ہی کہ عثمان نے
عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنے پاس بلا لیا جب وہ آیا تو اوسکو چار لاکھ
درہم بیت المال سے دیے عبداللہ بن مسعود نے یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا بس
عثمان نے اونکو اسقدر مارا کہ دو پسلیان شکستہ ہوگئین واضح ہو کہ
عثمان نے عبداللہ بن مسعود کو مثل ابو ذر کے اخراج بلد بھی کر دیا ہی چنانچہ
استیعاب مین لکھا ہی عن زید بن وھب قال لما بعث عثمان الی
عبداللہ بن مسعود یامرہ بالخروج عن المدینة اجتمع علیه الناس
وقالوا اقم ولا تخرج ونحن نمنعك ان یصل الیك شئ تکرھه
منه فقال لھم عبداللہ ان له علی طاعة فانھا ستکون امور
وفتن فلا احب ان اکون اول من فتحھا فرد الناس وخرج الیه یعنے
زید بن وہب سے منقول ہی کہ جب عثمان نے عبداللہ بن مسعود کو مدینہ سے
نکلوانیکا حکم دیا تو لوگ عبداللہ کے پاس جمع ہوے اور کہنے لگے تم مت جاؤ
یہین رہو ہم لوگ تمھاری مدد کرینگے کوئی برائی تم تک نہ آنے دینگے عبداللہ نے
کہا جو اوسنے حکم دیا ہی اوسکا قبول کرنا مجکو لابد ہی اور مین دیکھتا ہون قریب
ہی کہ فتنہ و فساد برپا ہو مین نہین چاہتا کہ اوس باب فساد کو پہلے مین کھولون

ترجمہ عبداللہ بن مسعود
اخراج عثمان عبداللہ بن مسعود را

پس لوگونکو پھیر دیا اور آپ چلے گئے مخفی نرہے کہ یہ نکالدینا عثمان کا عبد اللہ بن مسعود کو کچھ تعجب کی جگہ نہین ہی کیونکہ عثمان کی عادت یہی تھی چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہی امیر مؤمنان عثمان را دستورے چنان بود کہ چون کسے باز جادۂ اطاعت او بیرون نہادی او را ببلای جلا مبتلا ساختی و بکربت غربتش انداختی اس مقام پر یہ کید عظیم اہلسنت کا قابل تماشا دیکھنے کے ہی کہ جب شیعے بعض منافقین صحابہ کی شان مین جنکا نفاق پایۂ ثبوت کو بعلم الیقین پہونچا ہی کہتے ہین تو یہ لوگ کسقدر برہم ہوتے ہین اور آمادۂ قتل ہوتے ہین بلکہ بعض علمانے اِنکے لکھا ہی کہ جو ایک کو بھی صحابہ سے بُرا کہے وہ کافر ہی مگر جو عثمان نے ایسے ایسے اصحاب جلیل القدر کو جنکی فضیلت مجمع علیہ فریقین ہی زدوکوب کی کہ کوئی بیہوش ہوگیا کسیکے پہلو کی ہڈی شکستہ ہوگئی کسیکو بغض مواضع نکالدیا کہ غربت مین اوسنے انتقال کیا تو عثمان کو یہ لوگ کچھ نہین کہتے بلکہ خود بھی توہین اور تحقیر ان اصحاب جلیل القدر کی کرتے ہین اور افعال ذمیمہ کے ساتھ اونکو منسوب کرتے ہین اور کچھ تعظیم و توقیر صحابۂ رسول کی نہین کرتے بلکہ اونکو قابل اسی توہین کے سمجھتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم و توقیر کل صحابہ کی جو یہ لوگ فرض سمجھتے ہین وہ محض لسانی ہی بلکہ تعظیم و توقیر اونھین لوگونکی انکے نزدیک ہی جو منافقتے اور اونھین کے عیبونکے چھپانیکے واسطے کیا کیا کوششین کرتے ہین اور اپنی عمر عزیز کو شب و روز اسمین صرف کرتے ہین اونکے ماں باپ کے عیب چھپانیکو کیا پیغمبر کے ماں باپ بھی معاذ اللہ کافر تھے اونکے گناہونکے چھپانیکو

ص ۲۶۳ جلد دوم چاپۂ لکھنؤ

سیرا اہل سنت

و

کہا امام کو معصوم ہونا ضرور نہین ہی فاسق و فاجر بھی امام ہوسکتا ہی عثمان سے
جو جو بدعتین اصحاب کے حق مین ہوئین اوسکے چھپانیکو کہا یہ لوگ قابل اسی
سزا کے تھے مگر علماے شیعہ نے حقیقت حال بیان کردیا اور حق کو باطل سے
جدا کردیا ہرچند اہلسنت نے منافقین کے امرونکو درست کرنا چاہا مگر ٹھیک نہوا
ع ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر ؛ اگر عثمان کے یہ سب افعال
ناجائز نہوتے تو اصحاب رسول کبھی دشمن نہوتے اور عثمان کے قتل مین شریک
نہوتے چنانچہ مورخین لکھتے ہین کہ جب عثمان کو خلافت ہوئی تو بہت سے
اصحاب کو ناگوار تھا اسواسطے کہ عثمان کو اپنے عزیزونکا بہت خیال رہا کرتا تھا
اور بنی امیہ کے ساتھ جنکو رسولخدا سے کبھی کچھ واسطہ وسروکار نہ تھا بہت کچھ
سلوک کیا اور جو لوگ عثمان کیطرف سے جابجا صوبہ تھے اونکے ظلمونکی خبرین
برابر عثمان کے یہان پہونچا کرتی تھین اور اصحاب رسول عثمان پر اس امر مین
عتاب کرتے تھے مگر عثمان نے کچھ خیال نکیا اور اون لوگونکو معزول نکیا یہانتک
کہ تمام اپنے عزیزونکو اور بھائیونکو والی اور حاکم کردیا عبداللہ بن ابی سرح کو
(جو رضاعی بھائی تھا) والی مصر کیا دو برس تک وہ مصر مین رہا اتنے
ہی عرصہ مین اوسنے وہان وہ ظلم کیئے کہ تاب صبر و تحمل کسی مین نرہی آخر
اہل مصر نے آکر عثمان سے شکایت کی اور استغاثہ کیا تب بھی خلیفہ صاحب
نے کچھ خیال نکیا آخر الامر سات سو اہل مصر اپنے شہر سے نکلے اور آکر مسجد نبوی
مین جمع ہوے اور اصحاب رسول سے سب ظلمونکو عبداللہ کے بیان کیا
اوسوقت جناب امیر مع چند اصحاب کے وہانسے اوٹھے اور عثمان کے

وقتیکہ عثمان امور خلافت پر متصدی ہوئے بیان
وحکایت کشتہ شدن عثمان

قال فخر الدین الرازی فی تفسیرہ عند قولہ تعالی
یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا
الایۃ ما لفظہ فقد ثبت بھذہ الایۃ ان خبر الفاسق
مقبول فی الدین وھو المطلوب ۱۲ منہ

پاس آئے اور فرمایا یہ لوگ آئے ہین چاہتے ہین کہ تو عبد اللہ کو معزول کرکے اوسکی جگہ
دوسرکو بھیج اور اس بارہ مین انصاف کو ہاتھ سے ندے اوسوقت عثمان نے ناچار
ہوکر کہا اچھا جسکو تم لوگ تجویز کرو اوسکو ہم بھیجدین لوگون نے محمد بن ابی بکر کو تجویز
کیا عثمان نے اونکو خط لکھکر روانہ کیا اور عبد اللہ کو معزولی نامہ لکھدیا غرض محمد
بن ابی بکر چند مہاجرین و انصار کے ساتھ روانہ مصر ہوے جب تین منزل مدینہ سے
نکل گئے تو دیکھا کہ ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار چلا جاتا ہی اور دیوانہ وار گھبرایا
ہوا ادھر اودھر دیکھتا جاتا ہی اصحاب نے جاکر اوسکو پکڑا اور پوچھا تو کہان
جاتا ہی کیا بھاگا جاتا ہی خلاصہ اوسنے کچھ ایسا گول مال بیان کیا کہ اون لوگونکو
شبہہ ہوا اوسکو لاکے محمد بن ابی بکر کے پاس لے آئے اونھون نے پوچھا تو کسکا
غلام ہی اوسنے کبھی تو کہا مین غلام امیر المومنین کا ہون اور کبھی کہا مروان کا غلام
ہون غرض لوگون نے پہچانا کہ یہ عثمان کا غلام ہی تب محمد بن ابی بکر نے پوچھا
کہان جاتا ہی اوسنے کہا عامل مصر کے پاس پیام لیکر جاتا ہون اونھون نے کہا
کوئی خط بھی ہی اوسنے کہا نہین تب اون لوگون نے اوسکے پاس ڈھونڈنا شروع
کیا مگر نہ پایا آخر ایک ڈولچی سوکھی ہوئی ملی تب اوسکو ہلایا تو اوسمین کوئی چیز
کھڑکھڑائی تب اوسکو خوب ہلایا مگر وہ چیز باہر نہ نکلی آخر اوسکو چاک کرکے نکالا
دیکھا کہ ایک خط عثمان کا عبد اللہ کے نام سے ہی محمد بن ابی بکر نے لوگونکو جمع کیا
اور سبکے سامنے اوس خط کو چاک کرکے پڑھا اوسمین لکھا تھا آی عبد اللہ جب
تیرے پاس محمد بن ابی بکر اور فلان فلان مہاجرین اور انصار مین سے جائین تو
تو اون سبکو قتل کرڈالنا اور اپنی جگہ پر مستقل باقی رہنا اور جو لوگ ہمارے پاس

ملاقات شدن از غلام عثمان

مضمون خط عثمان

وہانسے تیری شکایت لیکر آنیکا قصد کرین تو تو اون سبکو قید کرنا خلاصہ جب اون لوگون نے
اِس مضمون کو پڑھا تو بہت شاق گذرا اور اون سب مین ایک تہلکہ پڑگیا آخر وہ
سبکے سب وہین سے اولٹے پھرے اور مدینہ مین پہونچکر طلحہ و زبیر اور حضرت امیر اور
سعد وغیرہ کو اصحاب رسول سے جمع کیا بعد اسکے وہ خط سبکے سامنے نکالا گیا اور
پڑھا گیا اوسوقت کوئی ایسا نہ تھا جسکو عثمان کے اوپر غصہ نہ آیا ہو اور رنج نہ ہوا ہو
خصوصًا جو عثمان سے ابوذر اور ابن مسعود اور عمار کے حق مین اذیتین پہونچی تھین
اِس سے اور بھی لوگ رنجیدہ تھے آخرکار لوگون نے جاکر عثمان کو گھیر لیا اوسوقت
حضرت امیر مع طلحہ و زبیر و سعد و عمار و دیگر چند اصحاب کے عثمان کے پاس
آئے اور خط اور اونٹ اور غلام کو ساتھ لیتے آئے بعد اسکے جناب امیر نے عثمان سے
فرمایا یہ غلام تیرا ہی جواب دیا ہان فرمایا یہ اونٹ تیرا ہی کہا ہان پھر فرمایا یہ خط
تو نے لکھا ہی عثمان نے قسم کھا کر کہا مین نے نہین لکھا ہی اور نہ مین جانتا ہون
حضرت نے فرمایا اِس خط پر مُہر تیری ہی عثمان نے کہا ہان تب حضرت نے فرمایا
یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تیرا غلام تیرے اونٹ پر سوار ہو کر وہ خط جسپر تیری مہر ہو
لیکر جائے اور تجکو خبر نہو عثمان نے کہا شاید مروان نے لکھا ہو گا (اور مروان
اوسوقت عثمان کے گھر مین تھا) تب اون لوگون نے کہا اچھا مروان کو ہمارے
حوالے کر کہ ہم اوس سے اِس امر کو دریافت کرین عثمان نے مروان کے
دینے سے انکار کیا تب وہ لوگ غضبناک ہوے اور رنجیدہ ہو کر وہانسے چلے
آئے اور کہنے لگے بغیر اِسکے چارہ نہین ہی کہ عثمان مروان کو ہمارے حوالے کرے
کہ ہم اِس امر کو دریافت کرین اگر مروان نے بحکم عثمان لکھا ہو تو جیسا ہم مناسب

سمجھینگے ویسا کرینگے آخر کار جب عثمان نے نہ دیا تو اون لوگون نے عثمان کے
گھر کو محاصرہ کرلیا اور دیوار پھاند کر گھر مین گھس آئے محمد بن ابی بکر نے عثمان کی
داڑھی پکڑی اوسوقت عثمان نے کہا ای فرزند اگر تمھارا باپ اسطرح دیکھتا
تو اوسکو بھی ناگوار ہوتا یہ سنکر اونھون نے داڑھی چھوڑ دی اور نیار بن عیاض
اور سودان بن عمران نے تلوار ماری کہ قرآن کے اوپر خون بہنے لگا اور عمر
بن الحمق نے سینہ پر سوار ہوکر اسقدر مارا کہ تمام ہوگئے اور عمیر بن صابی نے پیٹ پر
ایسا مارا کہ دونڈیان پہلو کی مثل عبداللہ بن مسعود کے شکستہ ہوگئین خلاصہ
جب عثمان کو لوگون نے مار ڈالا تو بروایت مورخین ومحدثین اہل سنت مثل
صاحب روضۃ الصفا واستیعاب وسیر حلبی وحیوۃ الحیوان وواقدی وغیرہ
لاش عثمان کی تین روز تک گھورے پر پڑی رہی اور ایک نا نگ بھی کتے
کھا گئے آخر تین روز کے بعد خفیہ شب کو بعض لوگون نے ہوا خواہان عثمان سے
مقبرۂ یہود مین لیجاکر دفن کردیا جب معاویہ کا زمانہ ہوا تو اوسنے اوسکو احاطۂ
مقبرۂ مسلمانان مین داخل کردیا ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہلسنت اِس مقام پر
کیون فخر نہین کرتے کہ حضرت عثمان ایسی متبرک جگہ مین دفن ہوے جیسا کہ
ابوبکر وعمر کے دفن مین فخر کرتے ہین کہ پہلوے رسولؐ مین ہین حالانکہ اسمین
کوئی فخر کی بات نہین ہی یہ تو اپنے اختیار کی بات تھی جب ابوبکر نے رحلت
کی تو عمر نے کہ نائب وخلیفہ تھے اور ابوبکر نے خلافت کے واسطے وصیت بھی
کی تھی اگر اِسکے صلہ مین عمر نے کہ اپنا زمانہ تھا ابوبکر کو پہلوے رسولؐ مین دفن
کردیا تو کونسے فخر کی بات ہی اور عائشہ نے اپنے باپکو حجرۂ رسولؐ مین بغیر اذن

دیگر ورثہ کے اگر دفن کرادیا تو کیا فخر رہا بلکہ اور وبال ہوگیا ولنعم ما قیل ؎

تجملت بتغلت ولو عشت تفیلت	لك الصبح عن الثمن وبالكل تصرفت

اور اسی طرح عمر نے بھی اپنے مرنیکے پہلے ہی سے اسکی پیشبندی کی کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو عائشہ کے پاس بھیجا اور پہلوے رسول مین دفن ہونیکی اجازت طلب کی جب عائشہ نے اجازت دی تو کہا کہ مجکو بڑی فکر اسیکی تھی الحمدللہ کہ وہ تمنا میری برآئی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی تو ایسی حالت مین زبردستی دفن ہونمین کیا فخر ہی بلکہ اور وبال ہی ؎

دون شو دز قرب بزرگان خراب	جیفہ دہد بوے بد از آفتاب

خانۂ کعبہ مین اگر لات وہبل کو کفار نے رکھدیا تو اون بتونکے واسطے کوئی بزرگی نہین ہوگئی منقول ہی کہ فضال بن حسین نے ابوحنیفہ سے کہا اے ابوحنیفہ میرا ایک بھائی ہی وہ کہتا ہی کہ بعد رسولخدا اسکے افضل ترین خلائق علی ہین اور مین کہتا ہون نہین ابوبکر ہین تم اس امر مین کیا کہتے ہو ابوحنیفہ نے تھوڑی دیر تامل کرکے کہا کہ ابوبکر و عمر کی فضیلت اور بزرگی مین یہی کافی ہی کہ یہ دونون پہلوے رسول مین دفن ہین فضال نے کہا مین نے اپنے بھائی سے یہ جواب کہا تھا اونے کہا اگر وہ زمین ملک پیغمبر کی تھی تو ان دونون نے ظلم کیا کہ دوسرے کی زمین مین بغیر اذن اپنے دفن ہونیکا حکم دیگئے اور اگر وہ زمین انھین دونونکی تھی اور پیغمبر کو ہبہ کردیا تھا تب بھی خلاف حکم شرع کیا اور گناہ کیا کہ ہبہ کرکے پھر لیلیا ابوحنیفہ نے پھر تھوڑی دیر سر جھکایا اور سوچکر کہا یہ دونون اپنی بیٹیونکے حق مین جو پیغمبر سے میراث پہونچی تھی دفن ہوے فضال نے کہا مین نے

اپنے بھائی سے اسکو بھی کہا تھا اوسنے کہا کہ پیغمبر نے جب انتقال کیا تو اونکی نو بیبیان تھین اور ازواج کا حق متروکہ مین سے آٹھوان حصہ ہی تو اس صورت مین عائشہ کو اور اسی طرح حفصہ کو نوان حصہ آٹھوین حصہ مین سے پہونچا کہ شاید بعد تقسیم اوس حجرۂ رسولؐ کے ایک ہاتھ زمین بھی نہوتی ہو پس اتنی بڑی لمبی چوڑی لاش اتنی سی زمین مین کیونکر دفن ہوئی علاوہ اسکے کیا وجہ ہی کہ فاطمہ دختر رسولؐ تو میراث سے محروم کیجائین اور عائشہ و حفصہ پیغمبر کی وارث ہون یہ سنکر ابو حنیفہ نے بھر کچھ جواب ندیا نہایت افسوس کی بات ہی کہ اوس حجرۂ رسولؐ مین غیر لوگ جنکو کسی طرح کا حق نہ تھا وہ تو دفن ہون اور امام حسنؑ فرزند رسولؐ جو اوسکے مستحق اور مالک تھے وہ دفن نہونے پائین بلکہ نعش اطہر پر تیر باران کیے جائین چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھا ہی در بعضے روایات آمدہ ہست کہ جہت امام حسنؑ قبرے نزد قبر جناب رسالت مآبؐ کندیدند و جنازۂ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافت و بر اشتر سوار شدہ بآن موضع رفت و بمنع مشغول گشت شیعۂ حضرت امیرؑ بنیاد غوغا کردند و گفتند روزے بر اشتر نشستہ با حضرت امیر محاربہ میکنی و روزے بر اشتر سوار شدہ بر جنازۂ بنیرۂ پیغمبر خدا منازعہ آغاز نہی و نگذاری کہ اورا دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد چہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند و بجانب یکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید ناگاہ حضرت امام حسینؑ بنا بر وصیتیکہ سابقا مذکور شد جنازہ را بگورستان بقیع برد **بہرکیف** اب ہم حضرات اہلسنت سے پوچھتے ہین کہ عثمان کی لاش جو تین روز تک گھورے پر پڑی رہی کہ ایک

نانگ بھی کُتے لے بھاگے اور حضرت امیر وہان موجود تھے کیون حضرت نے عثمان پر
نماز نہ پڑھی اور دفن نکیا وہ حال سے خالی نہین ہی یا تو کہو کہ عثمان کو حضرت امیر
قابل دفن کے اور نماز کے نہ جانتے تھے پس یہ عین مطلب ہمارا ہی یا کہو کہ حضرت نے
بسبب خوف اون لوگونکے جنھون نے عثمان کو قتل کیا تھا دفن نکیا پس یہ عین
تقیہ ہی جس سے اہلسنت انکار کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ اسی طرح جناب امیر نے
خوف سے اون لوگونکے جنھون نے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور اونکے ہوا خواہ تھے
حضرت امیر سے دلمین کینہ رکھتے تھے اگر ان ثلثہ سے جہاد نکیا ہو تو کیا مضائقہ ہی
یہان پر ایک حکایت نہایت لطیف ہی جسکا لکھنا مناسب معلوم ہوا کتاب صراط مستقیم مین
لکھا ہی کہ ابن جوزی بڑا عالم اہلسنت کا تھا ایک روز بدعوی مقابلہ وہمسری
عالم علم ربانی واقف اسرار یزدانی یعنی علی عمرانی کے منبر پر جاکر لوگون سے
کہنے لگا سلونے قبل ان تفقدونے پوچھو تم لوگ مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو قبل
اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ پس اوس مجلس مین سے ایک عورت اوٹھ کھڑی ہوئی اور
کہنے لگی لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سلمانؓ نے مدائن مین انتقال کیا تو حضرت
امیر کو باعجاز خبر ہوئی پس وہ حضرت اوسی وقت شبکو باعجاز مدینہ سے
مدائن تشریف لائے اور سلمانؓ کو غسل دیا اور کفن کیا اور اونپر نماز پڑھی
اور دفن کیا اور پھر اوسی شبکو باعجاز مدینہ مین واپس گئے حالانکہ مدینہ سے
مدائن ایک مہینے کا راستہ ہی ابن جوزی نے کہا ہان یہ روایت صحیح ہی تب
اوس ضعیفہ نے کہا یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت عثمان مدینہ مین
مارے گئے تو تین روز تک لاش گھورے پر پڑی رہی اور حضرت امیر وہین موجود تھے

حکایت لطیف

مگر کفن و دفن نکیا اور نہ عثمان پر نماز پڑہی اسکی کیا وجہ ہی یہ سنکر عالم صاحب بہت
گہبرائے اور کچھ جواب نہ آیا تب شرمندگی مٹانیکو کہنے لگے اگر تو اپنے شوہر کی اجازت
سے یہان آئی ہی تو اوسپر لعنت خدا کی کہ اس مجمع مین اوسنے تجکو آنیکا حکم دیا اور
اگر تو بے اجازت شوہر کے یہان آئی ہی تو تجھپر لعنت خدا کی کہ اتنے لوگون کے
درمیان مین تو یہان آئی اوس عورت نے کہا کہ عائشہ جو حضرت علی سے
لڑنیکو لشکر کے مجمع کے ساتھ بصرہ گئی تھین تو پیغمبر خدا نے اونکو اجازت دی تھی
یا خود ہی بلا اجازت تشریف لیگئی تھین یہ سنکر ابن جوزی دم بخود ہوگیا کچھ
جواب نہ چل سکا **طریق چہارم** مشتمل اوپر طعن مشترک کے مردان میدان
شجاعت و دلاوری و شیران نیستان جوانمردی و بہادری پر واضح و روشن
ہو کہ حضرات ثلثہ جنکو اہلسنت اپنا امام اور پیشوا جانتے ہین اور خلیفہ رسول واجب
الاطاعۃ سمجھتے ہین اونکا حال زمانہ رسولخدا مین یہ تھا کہ جب کسی جنگ مین
ان صاحبونکو حضرت لیجاتے تھے تو ہنگام معرکہ کارزار اور وقت گیر و دار
جب مشرکین و کفار سے مقابلہ ہوتا تھا اور کمین ٹیڑہی پڑجاتی تھی تو یہ حضرات
رسولخدا کو مجمع کفار مین تنہا چھوڑکر اپنی جانین بچا بچا کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے
اور ایسا بدحواس بھاگتے تھے کہ ہرچند رسولخدا پکارتے تھے الے ابن
یا معشر المسلمین الے این یا اصحاب البقرۃ مگر کوئی صاحب خیال
نکرتے تھے بہت صاحبونکا تو تین تین روز تک پتا نہ ملتا تھا حضرت فرماتے
تھے لقد ذھبتم فیھا عریضۃ بہت لمبے چوڑے تم لوگ بھاگے کتب
تواریخ حاضر ہین بھلا اہلسنت بتلائین تو کس کافر کو اونکے ثلثہ نے میدان

جنگ مین زیر شمشیر کیا ہی مارنا تو جب ہوتا کہ ثابت قدم رہتے بھاگنے والا کسیکو کیا
ماریگا اب تفصیل اسکی ہم انھین کی کتابون سے لکھتے ہین تاریخ الخمیس مین ہی قال ص ۴۳۱ چھاپہ مصر
ابوبکر لما صرف الناس یوم احد عن رسول اللہ فکنت اول من جاء
یعنے ابوحاتم کہتا ہی ابوبکر نے کہا جب اُحد کے روز رسولخدا کو چھوڑکر لوگ بھاگ گئے
اور بعد بھاگنے کے پھرے تو مین سبکے پہلے پیغمبر خدا کی خدمت مین آکر موجود ہوا
اور در منثور مین سیوطی نے لکھا ہی قال لما کان یوم احد ھُزِمنا ففررت ص در تفسیر سورۂ آل عمران
حتے صعدت الجبل وقد رایتنی انزو کانی ادویۃ یعنے عمر نے کہا اُحد
کی لڑائی کے روز ہم لوگون نے شکست کھائی اور مین بھاگ کر پہاڑ کے اوپر
چڑھ گیا اور اوس پہاڑ پر مین اِسطرح اوچکتا تھا جسطرح پہاڑی بکری اوچکتی
ہی اور تفسیر کبیر مین بھی ہی ومن المنھزمین عمر الا انہ لم یکن من اوائل
المنھزمین یعنے بنجملہ بھاگنے والونکے حضرت عمر بھی تھے مگر یہ کہ سبکے پہلے نہین
بھاگے اور صحیح بخاری مین جنگ حنین مین لکھا ہی وانھزم المسلمون واللہ ص ۶۱۸ جلد دوم چھاپہ میرٹھ
یغفر اللہ لھم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس
قال امر اللہ قتادہ سے منقول ہی کہ لوگون نے شکست کھائی اور بھاگے اور
مین بھی بھاگا بس دیکھتا کیا ہون کہ اون لوگونمین عمر بن خطاب بھی تشریف
رکھتے ہین مین نے کہا یہ کیا حال ہوا لوگونکا عمر نے جواب دیا جو خدا کو منظور تھا
وہ ہوا اور عثمان کا بھاگنا احد سے تو بتصریح تمام صحیح بخاری مین بھی موجود ہی ص ۵۲۳ چھاپہ میرٹھ
کہ ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال
نعم تم جانتے ہو عثمان نے اُحد کے روز لڑائی سے فرار کیا تھا ابن عمر نے کہا

ص ۴۰۱ چاپہ میرٹھ

ہان بھاگ گئے تھے اور پھر صحیح بخاری مین ہی قال رجل للبراء بن عازب
افررتم عن رسول اللہ ص یوم حنین قال لکن رسول اللہ لم یفر
یعنے براء بن عازب سے کسی شخص نے پوچھا کیا تم سب جنگ حنین مین رسولخدا کو
تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے او نے کہا کیا ہوا رسولخدا ص تو نہین بھاگے اور تاریخ
الخمیس مین ہی فی روایۃ لم یبق معہ علیہ السلام الا اربعۃ ثلثۃ من
بنی ہاشم علی والعباس وابو سفیان بن الحارث وواحد من
غیرھم وھو عبد اللہ بن مسعود یعنے ایک روایت مین آیا ہی کہ سب
لوگ بھاگ گئے پیغمبر خدا ص کے پاس فقط چار آدمی رہگئے تین بنی ہاشم سے
علیؑ اور عباسؓ اور ابو سفیان بن حارث (جو آنحضرتؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے)
اور ایک غیر بنی ہاشم سے یعنے عبد اللہ بن مسعود اور یہ روایت مواہب لدنیہ

ص ۹۱ جلد دوم چاپہ بمبئی

اور فتح الباری مین بھی موجود ہی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی در بعضے از
کتب نظر رسیدہ کہ دران روز ہولناک خالد بن ولید از کمین گاہ بیرون
آمدہ نزدیک بلشکر اسلام اصحاب را گرد حضرت نبوی ندید بانگ بر مشرکان
زد کہ بگیرید این شخص را کہ طالب اوئید کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ جنگ
کردند اصحاب روبگریز نہادند و در خدمت آن سرور بغیر از امیر المؤمنین
علیؑ و ابو دجانہ و سہل بن حنیف دیگرے نماند و حالت غشی بر آن حضرت
طاری شدہ چون اندک افاقتی رو نمود از علیؑ پرسید مردم چہ کردند گفت
نقض عہود نمودہ فرار کردند حضرت فرمود مہم جمعی کہ قصد من دارند کفایت
کن اسد اللہ تیغ کشیدہ دروے بر مخالفان نہادہ ایشانرا منہزم ساخت

و بخدمت سید رسل و ہادی سُبل سعادت نمودہ دید کہ جمعی دیگر قصد آن
حضرت دارند آہنگ آن فرقہ کردہ ایشان نیز رو بگریز نہادند و دران زمان
کہ حضرت امیرؑ با کفار مبارزت می نمود ابو دجانہ و سہل بر بالاے سر آن سرور
ایستادہ بودند و آن حضرت را محافظت می نمودند و در بعضے روایات آمدہ
کہ زید بن اُسید بن وہب از عبد اللہ بن مسعود پرسید کہ چنان شنیدہ ام
کہ در روز احد بغیر از علی و ابو دجانہ و سہل بن حنیف کسی نزد پیغمبر نماندہ بود
بعد از ساعتی عاصم بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمدہ در خدمت خیر البشر کمر بستند
آیا این خبر بیان واقع است گفت بلے پرسیدم کہ ابو بکر و عمر کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشۂ رفتہ بودند و در روز سوم از جنگ بخدمت آنسرور
فائز شدند حضرت رسولؐ فرمودند بدرستیکہ درین واقعہ بعریض رفتہ اید
و در بعضے از اخبار آمدہ کہ عثمان بن عفان با دو کس از جنگاہ بیرون رفتہ
راہ گم کردند و بعریض رسیدہ بعد از سہ روز بخدمت حضرت رسالت پناہی
آمدند حضرت فرمود لقد ذہبتم فیہا عریضۃ اور جمال الدین نے
روضۃ الاحباب مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور
ملا سعین نے سیر مین لکھا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جب احد کے روز سب مسلمان
بھاگ گئے اور رسول خداؐ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرت کو غصہ آیا دیکھا کہ حضرت
امیرؑ پہلو مین کھڑے ہین فرمایا ای علیؑ تم بھی ان لوگون کے ساتھ کیون نہین
چلے گئے جناب امیرؑ نے جواب دیا یا رسول اللہؐ لا کفر بعد الایمان
انی لی بک اُسوۃ یا رسول اللہؐ ایمان کے بعد کیا مین کفر اختیار کرتا میرے

آپکا پیرو اور تابعدار ہون اِن روایتونکے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرات ثلثہ لڑائیون سے برابر بھاگا کیے اسکا کوئی سُنّی انکار نہین کرسکتا اب معلوم کرو کہ جناب امیرؓ نے اس بھاگنے کو کفر کہا ہی جیسا اوپر بیان ہوا اور یہ بھاگنا گناہ کبیرہ بلکہ اکبر کبائر ہی اور ابن عمرؓ نے بھی اس بھاگنے کو گناہ عظیم کہا ہی اور یہ بھاگنا علامت نفاق کی ہی اور پیغمبر خداؐ نے بھاگنے والو پر لعنت کی ہی اور خداوند جبار نے بھاگنے والو پر عتاب فرمایا ہی دلیل ان دعوونکی یہ ہی فخر الدین رازی نے لکھا ہی واعلم ان ھذا الذنب لاشك انه كبيرة لانه خالف واصريح نص الرسول وصارت تلك المخالفة سببا لانهزام المسلمين وقتل جمع عظيم من اكابرهم ومعلوم ان كل ذلك من باب الكبائر وايضا ظاهر قوله تعم ومن يولهم يومئذ دبره يدل على كونه كبيرة یعنے جان لو کہ یہ گناہ (یعنے بھاگنا) بیشک گناہ کبیرہ ہی کیونکہ اون لوگون نے صریح رسولؐ کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی مسلمین کے شکست کھانیکی اور ایک جماعت کثیر اصحاب کبار کے مارے جانیکی اور یہ بات ظاہر ہی کہ یہ سب باتین گناہ کبیرہ مین سے ہین علاوہ اِسکے قول خدا کا (ومن يولهم يومئذ دبره) بھی دلالت کرتا ہی کہ یہ بھاگنا گناہ کبیرہ ہی اور کتاب استیعاب مین اور خصائص نسائی مین مذکور ہی کہ ابن عمر نے کہا اما عثمان فانه اذنب يوم احد ذنبا عظيما یعنے عثمان نے احد کے روز بہت بڑا گناہ کیا اور مشکوۃ مین علامات نفاق مین اور کبائر مین لکھا ہی والتولی يوم الزحف یعنے لڑائی سے بھاگنا علامت نفاق کی ہی اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری

ص ۶۳ چاپہ لاہور

ص ۹ چاپہ دہلی

ص کتاب الغزوات غزوہ اُحد

لکھا ہی قیل انه علیه السلام سبب الذین انهزموا یوم اُحد وفیهم عثمان بن عفان یعنے بعضون نے کہا ہی کہ رسولخدا نے جو لوگ احد مین بھاگ گئے تھے اون سب پر سب کیا ہی اور اون سب مین عثمان بھی تھے اور حق تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی ولقد صدقکم الله وعده اذ تحسونهم باذنه حتی اذا فشلتم و تنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة بتحقیق کہ سچ کہا اللہ نے جسوقت کہ تم لوگ باجازت خدا اون لوگونکا استیصال چاہتے تھے یہانتک کہ جبن اور نامردی اختیار کی تم لوگون نے اور غنیمت کے لیئے مین تم لوگون نے تنازع کیا اور گناہ اور نافرمانی تم لوگون نے کی بعد اسکے کہ دکھلا دیا تم لوگون کو جس چیز کو دوست رکھتے تھے بعضے تم مین سے دنیا کو چاہتے ہین اور بعضے تم لوگون مین سے آخرت کو چاہتے ہین اکثر اہلسنت جواب دیتے ہین کہ یہ گناہ (یعنے فرار عن الزحف) جو اصحاب سے واقع ہوا وسکو خدا نے معاف کر دیا اور آیت ولقد عفا الله عنهم سے استدلال کرتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہی ہم کہتے ہین کہ عنہم مین ضمیر جمع مذکر غائب کی ہی تین شخص پر بھی یا زیادہ پر لا علی التعیین اطلاق ہو سکتا ہی استغراق لازم نہین ہی اور کچھ لوگون سے معاف ہونا اور کچھ لوگون سے معاف نہونا ان دونون امرونمین کچھ منافات نہین ہی اور استغراق اور عموم کا دعوی کرنا محتاج دلیل ہی علاوہ اسکے اگر ہم اس مقام کو عموم کو مان بھی لین تو ہر لڑائی مین باوجود اصرار فرار بار بار بخشدینا کہانسے ثابت ہوتا ہی احد مین خیبر مین حنین مین ہر لڑائی مین تو بھاگا کیسے ایک خطا

صد پارہ ۱۴ رکوع ۶

جواب اہلسنت از فرار

جواب از آیت

دو خطا تین خطا کس کس خطا کو خدا معاف کرتا اگر اسکو بھی مان لین تو ہم کہتے ہین کہ اس معاف کر دینے سے یہ بات کہان ثابت ہوتی ہی کہ خدا نے عذاب آخرت کو بھی ان لوگون سے معاف کر دیا ہو سکتا ہی کہ خدا نے فقط عذاب دنیا ان لوگونکو محفوظ رکھا ہو نہ عذاب آخرت سے جیسا کہ خدا نے قرآن مین (اون لوگونکے بہ نسبت جنھون نے اسارای بدر کے بارہ مین جزیہ لیکر چھوڑ دینے کو کہا تھا) فرمایا ہی ترید ون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم منقول ہی کہ جنگ بدر مین جب اسرای بدر کہ وہ ستر آدمی تھے مقید ہو کر رسول خدا کے پاس حاضر کیے گئے تو بعض اصحاب نے کہا یا حضرت انسے جزیہ لیکر چھوڑ دیجیے کہ ہم لوگ اوس مال سے نفع اوٹھاوین انکے مار ڈالنے سے کیا ملیگا اور بعض اصحاب نے کہا یہ کافر ہین انکو قتل ہی کرنا چاہیے آخر حضرت نے اونھین لوگونکی راے پر چھوڑ دیا پس اون سب لوگون نے جزیہ لے لیکر سبکو چھوڑ دیا اوسوقت یہ آیت باعتاب نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہی کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ مال دنیا ہاتھ آئے اور خدا چاہتا ہی کہ تم لوگونکو ثواب آخرت حاصل ہو اور خدا عزیز و حکیم ہی اگر نوشتۂ خدا پہلے سے نہوتا تو ہر آئینہ نازل ہوتا تم لوگو پر بسبب جزیہ لینے کے بہت بڑا عذاب اِس سے ظاہر ہوا کہ خدا نے اون لوگونکو بعض وجہون سے عذاب دنیا سے محفوظ رکھا اور معاف کر دیا اگر ہم یہ بھی مان لین تو ہم کہتے ہین کہ معاف کر دینے سے خدا کے یہ فعل اِن لوگونکا ممدوح نہو جائیگا اور طعن سے یہ حضرات بری نہین ہو سکتے کیونکہ خدا کے معاف کر دینے سے اون لوگون کا

پیغمبر کو کفار مین چھوڑکر جہاد سے بھاگ جانا یہ فعل اچھا نہین رہا معاف کرنا تو خدا کا کام ہی ہی ان لوگون نے کون اچھا کام کیا تھا اور شیعونکا مطلب بھی یہی ہی کہ جو لوگ ایسے تھے کہ سامنے پیغمبر کے گناہ کبیرہ کیا کرتے تھے سلسلۂ عدالت سے باہر تھے پیغمبر کی مخالفت کیا کرتے تھے اونکے حکم کو نہین مانتے تھے باوجودیکہ حضرت پکارتے تھے ای گروہ مسلمین کہان بھاگے جاتے ہو پھر آؤ مگر کوئی صاحب خیال مین نہ لاتے تھے تو بعد پیغمبر کے اگر خلافت کے لے لینے مین اور حدیث غدیر خم کو بھلا دینے مین اور اس خلافت باطلہ پر اجماع کرنیمین ان لوگونسے گناہ وقوع مین آوے تو کونسے تعجب کی جگہ ہی اور کیا استبعاد کا مقام ہی

مسلک ششم دفع شبہہ مین واضح ہو کہ شبہۂ راسخۃ الاوہام اور وسوسۂ مزلۃ الاقدام امر خلافت مین جہاد نکرنا جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب کا خلفائے ثلثہ سے ہی تقریر اس شبہ کی جسکو اہلسنت مقام اعتراض مین بیان کرتے ہین یہ ہی کہ شیعے جو کہتے ہین کہ یہ خلافت حق حضرت علی کا تھا خلفائے ثلثہ نے غصب کر لیا یہ محض غلط ہی کیونکہ بقول شیعونکے حضرت علی غالب کل غالب اور ید اللہ اور اشجع الناس تھے بچپنے مین کلۂ اژدر کو چیر کر پھینکدیا پیغمبر خدا کو کفار سے جو لڑائی پیش آئی اوسمین حضرت علیؑ نے فتح کیا احد مین وہ جنگ کی کہ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار کی آواز آئی خیبر مین مرحب ایسے پہلوان کو قتل کر ڈالا کہ صدمۂ ذوالفقار سے جبرئیلؑ کے برکٹ گئے جنگ خندق مین عمر بن عبدود ایسے پہلوان نامی کو دو کر دیا وہ جنگ کی کہ پیغمبر خدا نے اوس جنگ کو عبادت ثقلین سے بہتر فرمایا با این ہمہ شجاعت و بہادری و زور

یداللہی و قوت حیدری کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسا شخص شجیع اور غالب ایک شخص بڈھے سے (جسکو یہ لوگ جبان اور بزدل بتلاتے ہین کہ غار مین کفار کے ڈر سے رونے لگے قبل از مرگ واویلا کرنے لگے برابر وقت مقابلہ کفار لڑائیون سے بھاگا کیے) ڈر جائے اور مقابلہ نکرے اور اپنے حق کو نہ لے یہ بات کب عقل مین آسکتی ہی با این ہمہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایک شخص کسی کا دشمن بھی ہو اور حق کو اوسکے غصب بھی کیے ہو پھر وہ شخص مظلوم اوس سے ربط و اختلاط بھی رکھے امور مہمہ مین شرع کے اوسکو رائے دے مسائل شرعیہ مین جبان دھوکا ہو وہان تعلیم کرے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیرؓ خلافت پر خلفائے ثلثہ کے راضی تھے اور اونکو برحق سمجھتے تھے والا ضرور جہاد کرتے یہ ہی تقریر اہلسنت کی جسکو بہت زور شور کے ساتھ اہل حق کے مقابل مین بیان کرتے ہین اور بالعموم بسیارانکے علما اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور نگہان فاسد و زعم باطل اپنے اسکات و افحام اہل حق کا تصور کرتے ہین جواب اس شبہ کا اولاً یہ ہی کہ اعظم جہاد جہاد بالنفس ہی اور صدق غالب کل غالب جب ہی تمام ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر بھی غالب ہو با وجودیکہ دل چاہتا تھا اور نفس کا تقاضا تھا کہ اسسے جہاد کیجیے مگر بوجہ عدم مصلحت باز رہے اور صبر کیا اور نفس پر غالب آئے تا کہ غالب کل غالب بوجہ اکمل صادق آوے ثانیاً ہم کہتے ہین کہ خدا تو سب سے زیادہ غالب کل غالب ہی انکار اسکا کفر ہی لامحالہ اقرار کروگے پھر کیا وجہ ہی کہ اپنے ادنی ادنی بندونکو جنمون نے اوسکی مخالفت کی استیصال نکیا شیطان نے جب اوسکی نافرمانی کی تو اوسکو چھوڑ دیا کہ سب لوگونکو گمراہ کیا کرے جہنم کا

راستہ بتلائے نار جحیم مین کھینچکے لیجاے اوسکو ہلاک نکر دیا نمرود نے اور فرعون نے
جب دعوی ہمسری کا کیا اور آوازہ خدائی کا اوسکی بلاد و امصار مین مشتہر ہوا
تو اوسکو فوراً مار نہین ڈالا کہ اتنے لوگ تصدیق اوسکی خدائی کی کرکے گمراہ
نہوتے اتنے کفار دشمن پروردگار موجود ہین کسی سے دنیا مین انتقام نہین لیتا
آخرت پر موقوف رکھا مگر یہ جواب دین کہ خدا نے اسواسطے ان سبکو دنیا مین
مبتلا ببلا نکیا اور انکا استیصال عاجلاً منظور نکیا کہ انکو آیات واضحہ و علامات
لائحہ اپنے دکھلا دئے بارسال صحف و رسل حجت تمام کر دی اور ادراک و عقل
بھی دی اسپر بھی اگر اپنی بدعقلی اور شامت اعمال سے دنیا مین خدا کی خدائی
کے قائل نہوے تو خدا پر اعتراض نہین ہوسکتا اوسکی خدائی باطل نہین ہوسکتی
پس ہم بھی کہتے ہین کہ جب پیغمبر خدا نے بہ نسبت خلافت جناب امیر کے
غدیر خم مین اور نیز اکثر مقامون مین سب سے بتاکید کہدیا اور خود حضرت امیر نے
بھی درباره اپنی خلافت کے حجت تمام کی اور دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ
بیان کیے باینہمہ اگر وہ لوگ اپنی بدعقلی اور حرص دنیا کی وجہ سے جناب
امیر کی خلافت کے قائل نہوے تو حضرت پر کوئی الزام نہین آسکتا اور
دنیا مین انتقام نہ لینے سے خلافت جناب امیر کی باطل نہین ہوسکتی **ثالثاً**
پیغمبر خدا بھی غالب کل غالب تھے اگر اسکا انکار کرو تو دائرہ اسلام سے
باہر ہوجاؤگے پس کیون نہین پیغمبر خدا مکہ مین کفار سے لڑے با وجودیکہ
پیغمبر کے ساتھ اوسوقت بھی سیکڑون مسلمان تھے کہ اونمین جناب امیر
و حمزہ و عبیدہ وغیرہ بھی تھے مگر کفار سے چھپکر شب تیرہ و تار مین نکلکر غار

پہلے اذیت اوٹھائی مشقت گوارا کی اور کیون پیغمبر خدا نے حدیبیہ مین باوجود
رہنے علی بن ابیطالبؑ کے اور کثرت اصحاب کے مشرکان قریش سے صلح مغلوبانہ
کی کیون نہین جہاد کیا بغیر حج کیے مدینہ مین پھر آئے صلح بھی کی تو اسطرح سے
کہ جو کوئی کفار سے مسلمانونکے پاس آوے تو اوسکو واپس کردین اور جو کوئی
مسلمانونسے کفار کے ہاتھ آوے اوسکو وہ لوگ ندین اور نیز صلحنامہ سے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کو محو کردیا اور لفظ رسول اللہ جھیل دیا یہانتک کہ بعضؓ صاحبکو
تو پیغمبر خدا کی نبوت ہی مین شک آگیا کہنے لگے جیسا آج مجکو انکی نبوت مین
شک آیا ویسا کبھی شک نہین آیا تھا رابعاً ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ
اگر ابوبکر و عمر سے لڑتے بھی تب بھی اہلسنت ابوبکر و عمر سے ہاتھ نہ اوٹھاتے
بیشک بیشک جناب امیرؑ ہی کی خطا ثابت کرتے اور کہتے کہ واسطے حاصل
کرنے حکومت و ریاست دنیا کے خلیفۂ رسول سے لڑے ظاہر ہی کہ عائشہ
سے اور معاویہ سے جو حضرت امیر لڑے تو ان دونون کو کب اہلسنت بُرا
کہتے ہین ہم ان لوگونکو اس اعتراض مین جب سچا سمجھتے کہ جن لوگونسے
حضرت لڑے اونکو بُرا کہتے یہ جوابات ہمارے بطور اجمال و معارضہ کے تھے
اب ہم جواب تفصیلی اسکا لکھتے ہین اولاً انبیا اور امام سب تابع حکم خدا کے
ہوتے ہین انبیا کو بوحی اور اماموںکو بالہام و اخبار نبی وغیرہ حکم ہوتا ہی پس
جبتک حکم خدا نہین ہوتا انبیا اور امام جہاد نہین کرتے یہی وجہ ہی کہ امام حسنؑ
باوجود سمجھنے اپنے حق کے (کما صرح بہ ابن الحجر) معاویہ سے جہاد نکیا اور
امام حسینؑ کو جب حکم خدا ہوا تو یزید پلید سے جہاد کیا ثانیاً مصلحت جہاد

نکرنیمین جناب امیرؑ کے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتی ہی کہ بہت سے لوگ مخالفین مین ایسے بھی تھے جنکے اصلاب مین سے مؤمنین دیندار وموالیان اہلبیت اطہارؑ (کما قال اللہ الجبار یخرج الحیّ من المیّت) پیدا ہونے والے تھے بھلا اونکے ساتھ کیونکر حضرت جہاد کرتے اور کیونکر اونکو قتل کرتے بلکہ جہاد نکرنے سے تو حق و باطل صاف ظاہر ہوگیا یعنے جو لوگ مؤمن کامل اور شیعہ خالص تھے وہ جناب امیرؑ اور اہلبیتؑ کی طرف ہوگئے اور جو منافق تھے اور اسلام ظاہری رکھتے تھے وہ کشتی نجات سے (جو اہلبیت رسولؐ ہین) متخلف ہوکر بطمع مال وجاہ دنیا دارونکی طرف ہوگئے پس یہ جہاد نکرنا محک امتحان تھا قد امتحن اللہ قلوبھم اگر حضرت جہاد کرتے تو بہت سے لوگ خوف قتل سے علی ولی اللہ کہتے پس حال اونکا لوگونپر اور اونکے اخلاف پر مشتبہ رہتا مذہب حق پہچانا نہ جاتا حق و باطل مشکوک رہجاتا البتہ جہاد نکرنے سے صاف حق ظاہر ہوگیا یعنے کچھ لوگ اہلبیت رسول کی طرف جنکے ساتھ تمسک کا پیغمبرؐ نے حکم دیا تھا ہوگئے اور کچھ لوگون نے بخوف وخطر نفع دنیا وکینہ ہاے دیرینہ کی وجہ سے اہل بیت رسولؐ کے دشمنونکا ساتھ دیا اور بہت سے لوگ ایسے تھے جو شبہ مین پڑے تھے بعد تھوڑے دنون کے اونھون نے حق کی طرف رجوع کیا

ثالثاً یہ امر ثابت ہی کہ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے اگر ہمارے ساتھ چالیس اعوان وانصار بھی ہوتے تو مین انسے جہاد کرتا پس یہ بات ظاہر ہی کہ حضرتؑ کے ساتھ بہت کم لوگ رہگئے تھے جیسا کہ اسکو ہم لکھینگے پھر حضرت کیونکر جہاد کرتے کیونکہ احکام شریعت ظاہر حال کے موافق جاری ہوتے ہین تاکہ افعال

پیغمبر و امام معمول بشریت پر ہون والا ہو سکتا تھا کہ رسول خدا مع نفس نفیس تنہا
جنگ مین تشریف لیجایا کرتے اور سب کفار کو تنہا شکست دیتے اور قتل کرتے
احد مین بسبب طمع اصحاب طاعین کے نوبت شکست کہانکی نہ آتی یا پیغمبر خدا
فقط جناب امیرؑ کو ہر لڑائی مین لیجایا کرتے کہ سب کافرونکا استیصال حضرت
امیرؑ ہی کے ہاتھ سے ہوتا کہ وہ غالب کل غالب تھے کیون پیغمبر خدا اصحاب کو
بھی جہاد مین ساتھ لیگئے کہ اتنے اصحاب آپکے شہید ہوے رابعاً کتاب احتجاج ص ۴۲ چاپہ طہران
طبرسی مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی راوی نے پوچھا یا حضرت
آیا اصحاب رسولؐ سے کسی نے بیعت ابو بکر سے انکار بھی کیا تھا اور مسند خلافت
پر ابو بکر کے بیٹھنے کو مکروہ بھی سمجھا تھا یا نہین حضرت نے فرمایا البتہ بارہ شخصون
نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا خالد[1] بن سعید اور سلمان[2] فارسیؓ اور ابو ذر[3] غفاری
اور مقداد[4] اور عمار[5] یاسر اور بریدہ[6] اسلمی مہاجرین سے اور ابو الہیثم[7] بن التیہان
اور سہل[8] بن حنیف اور عثمان[9] بن حنیف اور خزیمہ[10] بن ثابت ذو الشہادتین
اور ابی[11] بن کعب اور ابو ایوب[12] انصارین سے جسوقت ابو بکر نے منبر پر جاکر
خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ان لوگون نے آپسمین صلاح کی بعضون نے
کہا قسم خدا کی ہم جاتے ہین اور ابو بکر کو پکڑ کے منبر پر سے گرا دیتے ہین بعض
لوگون نے جواب دیا اگر ایسا کروگے تو تم سب مارے جاؤگے اور خدا
فرماتا ہی ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تم لوگ اپنے کو ہلاکت مین
نہ ڈالو غرض وہ لوگ سبکے سب جناب امیرؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے
یا حضرت آپنے اپنے حق کو کیون چھوڑ دیا حالانکہ آپ حق پر ہین ہم لوگون نے

انکار اصحاب از بیعت ابو بکر

*

ارادہ کیا ہو کہ ابو بکر کو منبر رسول سے اوتار دین آپکی کیا رائے ہو حضرت نے فرمایا قسم خدا
کی اگر ایسا کروگے تو جنگ واقع ہوگی تلوارین کھنچ جائینگی جہاد برپا ہو جائیگا تو
ضرور ہوگا کہ ہم بھی اون لوگونسے جہاد کرین حالانکہ تم لوگ اونکے مقابل مین بمثل
نمک کے ہو کھانیمین اور بمنزلہ سرمہ کے ہو آنکھ مین معلوم کرو کہ رسولخدا آقبل وفات
اپنے مجھ سے وصیت فرماگئے ہین یاابا الحسن ان الامۃ ستغدر بک من
بعدی وتنقض فیک عھدی الخ ای علیؑ لوگ میرے بعد تم سے بیوفائی
کرینگے اور تمھارے بارہمین جو مین نے اِن لوگون سے عہد و پیمان لیا ہی اوسکو
توڑ ڈالینگے تم بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسیٰ سے کہ بعد جانے موسےٰ کے بنی اسرائیل
اونکے وصی سے پھر گئے اِسی طرح بعد میرے امت میری تم سے پھر جائیگی مین نے
کہا یارسول اللہؐ مین اوسوقت کیا کرونگا فرمایا اگر تمکو اعوان وانصار ملجائین
تب تو جہاد کرنا نہین تو صبر کرنا خلاصہ جناب امیرؑ بموجب وصیت سب مہاجرین
والنصار کے گھر پر گئے اور اپنی حقیت بیان کی اور سب سے مدد چاہی پس چوالیس
آدمیون نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کل صبحکو تم لوگ مسلح ومہیاے جنگ ہوکر
آؤ جب صبح ہوئی تو سواے چار آدمیونکے کوئی نہ آیا دوسری شب کو بھی حضرتؑ نے
اون لوگونسے کہا اون لوگون نے صبح کا وعدہ کیا جب صبح ہوئی تو کوئی نہ آیا
تیسری شب کو پھر حضرت نے ایسا ہی کیا اون لوگون نے صبح کا وعدہ کیا مگر
کوئی نہ آیا جب حضرت امیرؑ نے یہ بیوفائیان اون لوگونکی دیکھین تو صبر کرکے
گھر مین بیٹھ رہے اور فرماتے تھے اگر چالیس شخص بھی میری مدد کرتے تو مین انسے
جہاد کرتا خامساً جناب امیرؑ خطبۂ شقشقیہ مین (جو بتصریح علماے اہلسنت

ص
مثل ابن ابی الحدید اور صاحب قاموس اور صاحب نہایہ اور سبط ابن جوزی
وغیرہ کے کلام جناب امیرؑ ہی) خود ارشاد فرماتے ہین وطفقت ارتائی بین
ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء (الی ان قال ع) فرایت
ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی
ارٰی تراثی نہبا یعنے مین نے سوچنا شروع کیا کہ آیا باوجود بیدست و پائی و قلت
انصار و نایابی مددگار کے اِن لوگون پر حملہ کرون اور جہاد کرون اور اپنے حق کو
لیلون یا یہ کہ صبر کرون اِس حال مین کہ حق لوگونکی نظرون سے
چھپا ہوا ہی پس بعد فکر کے مین نے دیکھا کہ صبر کرنا بہتر ہی اِس سبب سے مین نے
صبر کیا حالانکہ آنکھ میری غبار آلودہ تھی اور حلق میرا افشردہ تھا یعنے مین نہایت
کوفت و رنج مین تھا کہ اپنی آنکھونسے دیکھتا تھا کہ میراث خلافت اور باغ
فدک لٹ رہا ہی اِس کلام سے حضرت کے بخوبی ثابت ہوا کہ صبر کرنیکو حضرت نے
جہاد کرنے سے بہتر سمجھا کیونکہ باوجود قلت اعوان و انصار اگر حضرت جہاد کرتے
اور حق خلافت کے لے لینے مین کوشش کرتے تو بیشک تنہا سیکو قتل کرکے لے سکتے
مگر یہ امر باعث اضمحلال دین اسلام کا ہوتا چونکہ ابتدا زمانہ انتقال رسولخداؐ کا
تھا اگر جناب امیرؑ دس یا پنج آدمی کے ساتھ ہوکر جہاد کرتے تو لوگ نفسانیت
اور طمع ریاست و حکومت پر محمول کرتے اور کفار دین اسلام پر استہزا کرتے
اور کہتے کہ یہ لوگ طلب ریاست و حکومت کے واسطے جہاد کرتے ہین معلوم ہوا
کہ مذہب اسلام کوئی چیز منجانب اللہ نہین ہی بلکہ یہ دین ان لوگون نے فقط
واسطے تحصیل دنیا کے اختراع کیا ہی پس کوئی شخص دین اسلام کی طرف

ص
جہاد بطراز الفۃ شقشق

رجوع نکرتا و نیز اگر حضرت جہاد کرتے تو ضرور تھا کہ ہزارون قتل ہوتے پس جو لوگ
مسلمان تھے اور اسلام کے نام لیوا تھے وہ بھی کم ہو جاتے کیونکہ زمانۂ انتقال
پیغمبر خدا تک کما ینبغی اسلام کو ترقی نہین ہوئی تھی بلکہ کفار کہتے یہ کیسا مذہب ہی
کہ یہ لوگ خود ہی سبکو مسلمان کرتے ہین اور خود ہی مسلمانونکو قتل کرتے ہین پھر
کیونکر کوئی اسلام قبول کرتا انھین وجہونسے حضرت نے صبر کو بہتر سمجھا اور اسکی
طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہی فرایت ان الصبر علی ھاتا احجی یعنے
دیکھا مین نے کہ صبر کرنا اس مادّہ مین بہتر ہی جہاد سے یہی وجہ ہی کہ چونکہ حضرت نے
اوسوقت جہاد نکیا اور مسلمانونکا کشت وخون اوس زمانہ مین نہوا تو دین
اسلام کو کسی طرحکا اضمحلال بھی نہوا بلکہ ترقی ہوئی جبکہ خلفاے ثلاثہ خصوصًا
عمر کے زمانہ مین ملک و بلاد فتح ہوے تو بہت سے لوگ اسلام بھی لائے اور دین
محمدی کو اختیار کیا جسپر اہلسنت بڑا فخر کرتے ہین کہ شیخین کی وجہ سے کسقدر بلاد
فتح ہوے اور کسقدر لوگ مسلمان ہوے اور کتنا دین نبیؐ نے رواج پایا سبحان اللہ
جہاد کی نسبت شیخین کیطرف کرنا تو بہت بے موقع معلوم ہوتا ہی انکا جہاد کرنا
اور ثابت قدم رہنا تو جنگ احد و خیبر و حنین کے فرار سے بخوبی ظاہر ہی اگر محض
فتح بلاد باعث فوز مراتب جلیلہ و فضائل جمیلہ کا ہو تو چاہیے کہ یزید اور دوسرے
بادشاہان جور جنکے زمانمین فتح بلاد کفار ہوئی وہ بھی مستحق مراتب رفیعہ و فضائل
منیعہ کے ہون و اذ لیس فلیس پس دیکھو اور سمجھو کہ اسمین شیخین کے واسطے
کوئی فخر کی بات نہین ہی مال مفت. جمع تھا لوگ تابع کثرت سے تھے بیٹھے بیٹھے
حکم دیدیا کہ فلان ملک پر چڑھائی کرو لشکر اسلام نے جب چڑھائی کی تو خدا نے

جواب از جہاد شیخین

اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی جو مال غنیمت ہاتھ آیا کچھ آپ لیا باقی سب خلیفہ صاحب کے یہان روانہ کیا ہمتوان حضرات کی جانفشانی جب سمجھتے کہ خود بھی یہ لوگ مثل پیغمبر خداؐ کے لڑائیون مین جاکر شریک رہا کرتے اور لڑتے اور تیغ زنی کرتے

واني لهم ذلك علاوہ اسکے صحیح بخاری مین ہی ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنے رسولخداؐ نے فرمایا کہ حق تعالے تائید کرتا ہی اور قوت دیتا ہی اس دین اسلام کو ہاتھ سے شخص فاجر کے اور احیاء العلوم مین غزالی نے لکھا ہی قال النبیؐ ان اللہ تعالے لیؤید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم یعنے رسولخداؐ نے فرمایا کہ حق تعالے تائید کرتا ہی اس دین اسلام کی اون لوگونکے ہاتھ سے جنکو کوئی بہرہ خوبی سے نہین ہی اور عبدالرؤف مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جسکے متن کی عبارت یہ ہی ان اللہ تعالے لیؤید الاسلام برجال ماھم اھله یعنے خداوند تعالے تائید کرتا ہی اسلام کی اون لوگونسے جو اہل دین مین سے نہین ہین تو جب فاسق و فاجر بے بہرہ و بے دین کے ہاتھ سے بھی اس دین نبیؐ کی تائید و ترقی ہوتی ہی تو اسمین کونسے فخر کی بات ہی علاوہ اسکے جتنے اعمال خیر ہین اونپر اجر و ثواب جب مترتب ہوتے ہین کہ جب ایمان درست ہو اور شیعے ان لوگونکو اصل ایمان ہی سے بے بہرہ جانتے ہین اور نیز چونکہ شیعے انکو غاصب حق خلافت سمجھتے ہین بس انسے اگر اس قسم کے اعمال ہونگے بھی تو وہ بھی گناہ مین داخل ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کا مال لوٹ کے یا چوری کرکے مدرسہ یا مسجد بنوائے یا فقراء و مساکین کو خیرات دے اور کہانا کھلائے سادسا احتجاج طبرسی مین

ص ۴۳۱ کتاب احیاء چاپہ پیرمٹ

ص ۹۵ چاپہ طہران

مذکور ہی کہ جب جناب امیرؑ کو بعد جنگ نہروان کے یہ بات معلوم ہوئی کہ لوگ کہتے ہین کہ علی بن ابیطالبؑ اگر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے تو ابوبکر و عمر سے کیون نہین جہاد کیا جسطرح طلحہ و زبیر اور عائشہ سے جہاد کیا تو یہ سنکر حضرت نے اون لوگون سے فرمایا کہ مین نے اس جہاد نکرنیمین سات پیغمبرونکی متابعت کی اول حضرت نوحؑ ہین کہ اونھون نے فرمایا ربّ انّی مغلوب فانتصر پروردگارا مین مغلوب ہون تو مدد کر اگر یہ کہو کہ نوحؑ مغلوب نہ تھے تو قرآن کی تکذیب ہوتی ہی اور اگر مغلوب تھے تو یہی عذر میرا بھی سمجھو دوسرے حضرت ابراہیمؑ ہین کہ اونھون نے کہا واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ یعنے مین کنارہ کشی کرتا ہون تم لوگون سے اور اوس چیز سے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو سوائے اللہ کے پس اگر تم سب یہ کہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے بغیر مجبوری باوجود قدرت کے کافرونسے کنارہ کیا پس یہ کلام کفر ہوگا اور اگر کہو کہ بمجبوری کنارہ کشی کی پس اسی طرح مجھے بھی سمجھو تیسرے حضرت لوطؑ ہین کہ اپنی قوم سے فرمایا لوانّ لی بکم قوۃ کاش مجھے تمھارے دفع کی قوت ہوتی اگر یہ کہو کہ اونکو قوت تھی کافرونسے جہاد کرنیکی تو قرآن کی تکذیب ہوتی ہی اور اگر کہو کہ ابتدا اونکو قوت نہ تھی پس اسی طرح وصی پیغمبر کو بھی سمجھو چوتھے حضرت یوسفؑ ہین کہ اونھون نے کہا ربّ السجن احبّ الیّ مما یدعوننی الیہ اے پروردگار میرے قید خانہ بہتر ہی میرے نزدیک اوس چیز سے جسکی طرف مجھکو یہ سب عورتین بلاتی ہین پس اگر یہ کہو کہ اونکو اون سبنے بلایا اوس چیز کی طرف جو بُری نہ تھی اور باعث عتاب

خدا نہ تھا تو یہ کلمہ کفر کا ہی کہ اس سے تکذیب کلام خدا کی لازم آتی ہی اور اگر یہ کہو کہ البتہ اون سے نے حضرت یوسفؑ سے ایسی بات کی خواہش کی جو باعث غضب خدا کا تھا اس سبب سے حضرت یوسفؑ نے انکار کیا اور مجبوری زندان مین رہنا قبول کیا پس اسی طرح میرا عذر بھی سمجھو **پانچوین** حضرت موسیٰ ہین کہ اونھون نے کہا ففررت منکم لما خفتکم بھاگا مین تم لوگون سے جبکہ ڈرا مین تم سب سے اگر یہ کہو کہ موسیٰ نے بغیر خوف کے فرار کیا تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ بسبب خوف کے فرار کیا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو **چھٹے** حضرت ہارونؑ ہین کہ اونھون نے کہا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے بھائی اس قوم نے مجکو ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجکو قتل کر ڈالین اگر یہ کہو کہ قوم نے اونکو ضعیف نہین سمجھا پس کافر ہو جاؤ گے اگر کہو البتہ ہارون وصی موسیٰ کو اونکی قوم نے ضعیف سمجھا پس یہی عذر وصی پیغمبر کا بھی سمجھو **ساتوین** رسول خدا محمد مصطفےٰ ہین کہ خوف سے کفار کے غار مین چھپے اگر یہ کہو کہ بغیر خوف کے چھپے تو کافر ہو جاؤ گے اگر کہو کہ بسبب خوف کے تھا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو یہ کلام معجز نظام حضرت کا سنکر سب لوگ وہانسے اوٹھے اور کہنے لگے البتہ حق آپکے ساتھ ہی اور قول آپکا بہت درست ہی یہ ہین جوابات اس شبہ کے فاحفظھا وتلک عشرۃ کاملۃ **اب رہا** یہ قول ان لوگونکا کہ حضرت امیر خلفاے ثلثہ کو جہان کہین اون لوگونکو نہ معلوم ہوتا تھا مسائل شرعیہ بتایا کرتے تھے اور اکثر امور مہمہ مین راے دیا کرتے تھے اگر خلیفہ رسولؐ اونکو نہ سمجھتے

جواب شبہ پنجم

تو کیون مسائل بتلاتے اور کیون راے دیتے اِس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے بھی خلافت کو اون حضرات کی مان لیا تو اب ہم لوگونکو چون وچرا کرنیکی جگہ نہین رہی جیسا کہ مولوی وحید الدین نے بھی لکھا ہی اِسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا ثلثہ کو مسائل شرعیہ تعلیم کرنا اور امور مہمہ مین جہان اونحضرات کی عقل کام نکرتی ہو راے دینا اِسی سے ظاہر ہی کہ یہ لوگ قابل خلافت کے نہ تھے باوجود اعلم وافقہ اور افضل کے جو شخص جاہل ہو مسائل شرعیہ نہ جانتا ہو غلط مسئلے بتلایا کرتا ہو ایک ایک عورت سے اور شرابخوار سے قائل ہو جایا کرتا ہو وہ کب خلیفۂ رسول اور امام ہو سکتا ہی جناب امیرؑ اسی واسطے تعلیم کیا کرتے تھے تاکہ لوگونپر افضلیت وحقیت حضرت کی ثابت ہو اور اتمام حجت ہو جاے اور نیز احکام شرع باوجود رہنے امام اصل کے معطل نہونے پائین اور لوگ دین اسلام پر استہزا نکرنے پائین اور خلافت کا مان لینا تو جب ہوتا کہ جناب امیرؑ اس خلافت پر راضی ہوتے اور خوشی خوشی جاکر ابوبکر سے بیعت کرتے حالانکہ دیکھنے سے کتب تواریخ اور احادیث کے معلوم ہوتا ہی کہ ہرگز جناب امیرؑ بیعت وخلافت ابی بکر بلکہ ثلثہ پر راضی نہ تھے اور ہر ایک کے سامنے حقیت اپنی خلافت کی بیان کی ہی چنانچہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین لکھا ہے

عدم رضا حضرت امیرؑ بخلافت ثلثہ

فاخرجوا علیا ومضوا به الی ابی بکر فقالوا له بایع فقال ان لم افعل فمه قالوا اذا والله الذی لا اله الا هو نضرب عنقك قال

اذا تقتلون عبد الله واخا رسول الله ص قال عمر اما عبد الله فنعم
واما اخو رسوله فلا وابو بکر ساکت لا یتکلم فقال له عمر الا تامرنی فیه
بامرک فقال لا اکرهه علی شئ ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق
علی بقبر رسول الله ص یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی آخر کار لوگون نے علی کو مکان سے
زبردستی باہر نکالا اور ابو بکر کے پاس لے آئے اور کہا بیعت کر دجناب امیر
نے فرمایا اگر مین بیعت نکرون تو تم لوگ کیا کروگے اون سب نے کہا اگر
بیعت نکروگے تو قسم اوس خدا کی جو وحدہ لا شریک ہی تمھاری گردن مارکر
تمکو قتل کر ڈالینگے حضرت نے فرمایا تو تم ایک بندۂ خدا اور برادر رسول کو
قتل کروگے عمر نے کہا تم بندۂ خدا تو البتہ ہو مگر برادر رسول نہین ہو اور یہ
سب کلام ابو بکر نے سنا مگر منھ سے کچھ نہ کہا عمر نے کہا چپکے کیا بیٹھے ہو انکے
بارہ مین حکم کیون نہین دیتے (یعنے قتل کا) ابو بکر نے کہا چونکہ فاطمہ بنت
رسول کی انکی زوجیت مین ہی اس سبب سے مجھکو حکم دینے مین تامل ہوتا ہی
یہ سنکر جناب امیر وہانسے چلے آئے اور قبر رسول خدا سے لپٹکر رونے لگے اور
نالہ و فریاد کرنے لگے اور فرماتے تھے ای بھائی اس قوم نے مجھکو ضعیف سمجھا
اور قریب ہی کہ یہ لوگ مجھکو قتل کرین اس روایت سے کالشمس فی الرابعة
النہار ہویدا و آشکار ہو گیا کہ جناب امیر خلافت ابو بکر پر راضی نہ تھے
کیونکہ جب حضرت نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا اور گھر مین بیٹھ رہے
تو لوگ اونحضرت کو زبردستی گھر مین سے نکالکر ابو بکر کے پاس بیعت کے

واسطے لیگئے اور قریب تھا کہ قتل کر ڈالین اور کتاب کنز العمال مین ہی فلما قعد ابوبکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیا فسال عنہ فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابن عم رسول اللہ وختنہ اردت ان تشق عصا المسلمین یعنے ابوبکر نے منبر پر جاکر لوگونکی طرف خیال کیا حضرت علیؑ کو اون لوگونمین نہ دیکھا پوچھا علی کہان ہین وہ کیون نہ آئے پس چند شخص انصار مین سے اوٹھ کھڑے ہوے اور جاکر حضرت امیرکو لے آئے اوسوقت ابوبکر نے کہا ای برادر رسولؐ وای زوج بتولؑ تم چاہتے ہو کہ گروہ مسلمین مین تفرقہ ڈالکر میری خلافت کو درہم وبرہم کر ڈالو اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیرؑ بیعت وخلافت ابوبکر سے انکار کرکے گھر مین بیٹھ رہے مگر کچھ لوگ زبردستی حضرت کو پکڑکے لے آئے اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ چاہتے تھے کہ خلافت ابوبکر کی درہم وبرہم ہوجائے جیساکہ قول حضرت صدیق کا اردت ان تشق عصا المسلمین اسپر دلالت کرتا ہی اور صحیح مسلم مین ہی وکان لعلی من الناس وجہۃ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر یعنے جبتک فاطمہؑ زندہ رہین اوسوقت تک علیؑ کے واسطے ایک رعب اور دبدبہ تھا اور لوگونکی نظر ونمین وقعت تھی جب سیدہ نے انتقال کیا تو اوسی وقت سے لوگونکے رنگ بدل گئے اور جناب امیرؑ نے اپنی طرف سے بیرخ پھرے ہوے دیکھے پس مجبور ہوے ابوبکر سے مصالحہ وبیعت کرنے پر

ص ۱۵۲ کتاب الامارۃ جلد دوم چھاپہ مکلک

ص ۱۵۲ جلد دوم چھاپہ مکلک

اور ابھی تک کہ چھ مہینے گذرے تھے بیعت نہیں کی تھی اس روایت سے بھی رضامندی بیعت ابی بکر پر نہیں ثابت ہوتی اسلئے کہ مصالحہ بعد لوگوں کے منحرف ہونیکے بمجبوری تھا بہرکیف بروایت شارح مقاصد جب حضرت نے ابوبکر سے بیعت کی (اگرچہ مجبوراً ہو) تو بعد اسکے جب وہاں سے اوٹھنے لگے تو فرمایا بارک اللہ فیما ساءنی وسرکم لو خدا مبارک کرے تمکو جس سے تم لوگ خوش ہوے مگر مجکو ناگوار ہوا اور میرا حق ضائع ہوا اس سے بھی ظاہر ہوا کہ حضرت نے بمجبوری بیعت کی نہ برضا و رغبت اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہی جمعے از اہل تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق از وجوہ مہاجر و اعیان انصار مجمعے ساختہ فرستاد و علی مرتضی کرم اللہ وجہہ را بآن مجلس طلبید وے اجابت فرمودہ دران مجمع حاضر شد و در محلے لائق خود بنشست واز موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ میخواہم کہ چنانچہ سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علیؑ گفت من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بشما حجت میگردانم راست گوئید کہ بحضرت رسالتؐ کہ اقرب بود کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علیؑ فرمود اول این سخن مرا جواب باصواب بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت ای ابوالحسنؑ تو بواسطۂ سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید انام علیہ الصلوۃ والسلام سزاوار حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابہ بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودہ اند

ص ۳۳ جلد دوم چاپہ لکھنؤ

مناسب انیست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری علیؑ گفت ای ابو عبیدہ تو
امین این امتے بقول رسول مختارؐ و مقتضاے امانت راستی است در گفتار
و کردار موہبتی کہ حق سبحانہ تعالےٰ بخاندان نبوت کرامت فرمودہ در
بند آن میباشید کہ بجاے دیگر نقل کنید مہبط قرآن و وحی و موٴدا امر و نہی
و منبع فضل و علم و معدن عقل و علم ما ایم و بواسطۂ این امور خلافت را شائستہ
و امارت را سزا ایم بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابو الحسنؑ اگر داعیۂ کہ
تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم مردم شدی ہر آئینہ با تو مضائقہ
و منازعہ نمیکردند و با تو بیعت می نمودند ولیکن چون در خانۂ خود نشستی
و در اختلاط با مردم بستی ایشان را گمان این شد کہ تو از خلافت کنارہ
میکنی و دفع اغنای این امور از خود چارہ میکنی اکنون کہ جماعتے از مسلمانان
کسے دیگر را قبول کردہ اند بہر پیشوائے از پے در می آئی و خود را طرز دیگر مینمائی
علیؑ فرمود ای بشیر تو را سیداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را
غسل ندادہ و تجہیز و تکفین وے نہ نمودہ و از دفن وے فراغت حاصل نکردہ
دم در طلب خلافت و حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت
شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از انہا
مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابو الحسنؑ
مرا گمان این بود کہ ترا با من در این امر مضائقہ نباشد اگر مے دانستم
کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکردم اکنون کہ مردم
با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق

بعد م اعتنای ظ

واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل نمائی ہیچ
جرمے بر تو نیست پس علی از مجلس برخواست و متوجہ خانۂ خویش گشت آور ۱۹
صاحب روضۃ الصفا نے بھی اسی طرح لکھا ہی اور بعد چند سطر کے لکھا ہی علم چاپہ بمبئی
در بعضے اقوال چنین آمدہ کہ حضرت امیرؑ در بیعت ابو بکر تاخیر و توقف می نمود
صدیق با و مکتوبے نوشت مضمون آنکہ از ابی بکر خلیفۂ رسول خدا بجانب علی بن
ابیطالب بدرستیکہ مسلمانان با من بیعت کردند و با مارت من راضی شدند
تو نیز با ایشان موافقت نمائی امیر المومنین علیؑ در جواب نوشت کہ بمکتوبے
بمن نوشتہ بودی و در آن ذکر کردہ کہ مسلمانان با تو بیعت کردند و بحکومت
تو راضی شدہ اند و حالانکہ من پیش از ہمہ خلائق بدولت اسلام مشرف
شدہ ام و تصدیق رسول او کردہ و من خدا را گواہی میخوانم کہ بخلافت تو
راضی نبستم اور مولوی وحید الدین خان نے حد تحقیق مین لکھا ہی ہفتم ۳۵۹
حضرت عمر ایک بڑے ہوشیار اور مزاجدار حضرت رسول خداؐ کے تھے کہ
جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی
تو حضرت عمر نے بتقاضائے مصلحت وقت اور مزاجداری اور خوش آمد
رسولؐ کے بے تکلف حضرت علیؑ کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد
اوسکے جب حضرت رسولؐ بیمار ہوے تو اوسی وقت سے رنگ بدل گیا
اور وصیت تحریری کرنیمین خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسولؐ نے
انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علیؑ کو بلا بھیجا
اور دھمکایا کہ اِس مجلس سے نہین جانے پاؤگے جبتک کہ بیعت ابو بکر کی

نہین کروگے اور حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اس دھمکی سے نہین ڈرتے ہین اور جبتک جان باقی ہی طلب حق اپنا کرینگے تب حضرت ابوبکر نے بغیر بیعت لینے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی انتہے یہ حال ہی بیعت ابوبکر کا کہ حضرت امیرؑ کی نارضامندی خلافت ابی بکر پر ہر کتاب سے ہر عبارت سے ظاہر ہی اب رہی بیعت جناب امیرؑ کی عمر کے ساتھ پس ظاہر ہی کہ جب حضرت امیرؑ بیعت ابوبکر پر راضی نہ تھے تو بیعت عمر پر جو اوسپر متفرع ہی اور مصداق بنار فاسد علے الفاسد ہی کب راضی ہونگے علاوہ اسکے خلافت عمر کی تو بوصیت ابوبکر کے بموجب ہل جزآء الاحسان الا الاحسان کے قرار پائی پس کب جناب امیرؑ نے عمر کے ساتھ بیعت کی اب حال بیعت عثمان کا سنیے کہ جناب امیرؑ ہرگز خلافت عثمان پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی در بعضے از کتب تواریخ بنظر رسیدہ کہ چون عبدالرحمان بن عوف با امیر المؤمنین عثمان بیعت نمود حضار مجلس با و دران امر موافقت کردند علی مرتضیٰؑ تامل و تعلل ورزیدہ فرمود سوگند میدہم شمارا و میخواہم کہ با من راست گوئید کہ در میان اصحاب رسولؐ ہیچ احدے ہست کہ آن سرور وقتیکہ سلسلہ عقد مواخات را میان یاران خویش استحکام میداد با و عقد اخوت بستہ فرمودہ باشد انت اخی فی الدنیا والاخرۃ غیر از من جملہ حضار مجلس گفتند نے بعد ازان فرمود ہیچ کس در میان شما ہست کہ حضرتؐ در شان او

عدم رضا جناب امیرؑ بخلافت ابوبکر

ص ۲۳۳ جلد دوم چھاپہ لکھنؤ

عدم رضا جناب امیرؑ بخلافت عثمان

فرمودہ باشد من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ غیر از من ہمہ گفتند نی انگاہ
فرمود ہیچ احدے درمیان شما ہست کہ آن سرور یاد فرمودہ انت منی بمنزلۃ
ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی غیر از من جمیع حضار از صحابۂ کبار
گفتند نے پس فرمود درمیان شما ہیچ مرد ہست کہ امین وحی و مہبط امر و نہی او را
در سورۂ برأۃ مؤتمن داشتہ علی الشان گردانیدہ باشد باین کلمہ کافیہ وجملۂ
وافیہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل من علی تے غیر از من زمرۂ حضار باجمعہم
گفتند نے دیگر فرمود آیا نمیدانید کہ سید البشر و شفیع روز محشر بر جملہ مہاجرین
و کل انصار مر التعین فرمودہ بر سم امیر سرایا بجانب یمن فرستاد و ایشان را
وصیت بانقیاد و متابعت امیر جیش نمود و بر من ہر گز کسے را امیر نگردانید
طائفہ حاضرین باجمعہم گفتند بلے ہمچنین بودہ کہ میفرمائی دیگر گفت آیا میدانید
کہ معلم معلمہ علمت علم الاولین والآخرین اعلاء اعلام علم من فرمودہ یاران را
اعلام کرد باین طریقہ کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا و بروایتے انا
دار الحکمۃ وعلی بابہا گفتند آرے میدانیم دیگر فرمود آیا نمیدانید کہ اصحاب
رسول مکرر او را در مقام مخاطرہ با عداگذاشتہ از معرکہ محاربہ فرار نمودند و او
ہرگز در ہیچ موطن مخوف از آن سرور تخلف نہ نمودہ نفس خویش را وقایۂ
نفس انفس وجنۃ اقدس آنحضرت کردم گفتند بلے ہمچنین است باز فرمودہ
آیا نمیدانید کہ اول مرد یکہ قدم در دائرۂ ایمان و اسلام در آورد منم ہمہ گفتند
بلے میدانیم آنگاہ فرمود کدام یک از ما اقرب است برسول از روے نسب
جملہ گفتند مرتبہ اقربیت ترا ثابت و مسلم و قدم مزیت تو در راہ قربت و قرابت

ص ۵۵۶ مشکوۃ چاپہ دہلی

بآن سرور بنہایت راسخ و محکم است اِس سے ثابت ہوا کہ جناب امیرؑ ہرگز خلافت
عثمان پر راضی نہ تھے بلکہ اوسکو اپنا حق جانتے تھے اور سبکے آگے حجت اپنی پیش
کرتے تھے اور تاریخ ابو الفدا مین ہی ثم جمع عبد الرحمن الناس بعد ان ص ۱۷۴ ربع اول چاپہ مصر
اخرج نفسه عن الخلافة فدعا عليا فقال عليك عهد الله وميثاقه
لتعملن بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الخليفتين من بعده
فقال ارجوان افعل واعمل مبلغ علمي وطاقتي ودعا عثمان فقال
له مثل ما قال لعلي فعاهده على ذلك فرفع عبد الرحمن راسه
الى سقف المسجد ويده في يد عثمان وبايعه فقال علي ليس هذا
اول يوم تظاهرتم علينا فيه فصبر جميل والله المستعان على
ما تصفون یعنے بعد اسکے عبد الرحمن نے جب اپنے کو خلافت سے خارج کیا
تو لوگونکو جمع کیا اور حضرت علیؑ کو بلایا اور کہا تم اقرار کرو اور خدا سے عہد کرو
کہ ہم بموجب کتاب خدا و سنت رسولؐ اور سیرۃ شیخین کے عمل کرینگے حضرت
علیؑ نے کہا ہمسے جہانتک ہوسکیگا بموجب علم و طاقت اپنے عمل کرینگے بعد اسکے
عبد الرحمن نے عثمان کو بلایا اور عثمان سے بھی وہی کہا جو حضرت امیرؑ سے
کہا تھا پس عثمان نے فوراً قبول کرلیا اور عہد کیا کہ ہم ویسا ہی کرینگے اوسوقت
عبد الرحمن نے سر اپنا مسجد کی چھت کیطرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا پکڑا
اور بیعت کی پس حضرت علیؑ نے یہ دیکھکر کہا یہ کچھ پہلا روز نہین ہی جو تم
لوگون نے آپسمین ملکر ہمپر اس خلافت کے بارہ مین غلبہ کیا ہی خیر ہم صبر
کرتے ہین خدا ہمارا مدد کرنے والا ہی اور روضۃ الصفا مین بھی ہی عبد الرحمن ص ۲۲۴ جلد دوم چاپہ بمبئی

رو بجانب آسمان آورده گفت خدایا گواه باش که من قلادهٔ خلافت در
گردن عثمان انداختم امیر المومنین علیؑ گفت ای پسر عوف غرض تو ازین حرکت
که کردی آن بود که مرجع خلق گردی این نه اول روز است که شما بر من
غلبه کرده باشید فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون
اِس سے ظاہر ہوا کہ جناب امیرؑ تینوں خلافتوں کو ناحق سمجھتے تھے اور خود کو
اوسکا مستحق جانتے تھے کہ حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے کچھ آج ہی خلافت کو
ہمسے نہیں لے لیا بلکہ پیشتر ہی سے بزور و ظلم تم لوگوں نے ہمسے لے لیا اور
حضرت نے اوسپر صبر جمیل فرمایا **بہرکیف** جب بعد عثمان کے خلافت
جناب امیرؑ کو ہوئی ہی تو حضرت نے کس شد و مد سے خطبہ پڑھا ہی کہ جس سے
ثابت ہوتا ہی کہ یہ تینوں خلافتیں باطل تھیں چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب
نے لکھا ہی وچون مبالغہ از حد گذشت امیر المؤمنین علیؑ فرمود اگر با من
بیعت میکنید بدانید کہ من از حد شرع تجاوز نخواہم کرد و میل و محابا از من
واقع نخواہد شد و فصل امور بمشاورۃ جمہور خواہد بود و یکدرم از بیت المال
برائے خود صرف نکنم و میان شما ترجیح ننہم بلکہ ہر یک را بنظر مرحمت و عاطفت
ملاحظہ نمایم و احکام بین العباد موجب کتاب اللہ و مقتضائے حدیث
و سنت رسول اللہ امضا و اجرا کنم آنگاہ فرمود بمسجد روید کہ این امر
بخفیہ بمقطع نتوان رسانید پس بمسجد رفتند و اول کسیکہ با او بیعت کرد
طلحہ بود بعد او زبیر آن سعادت دریافت آنگاہ اہل مصر بیکبار بعد ازان
مہاجر و انصار و اہل مدینہ گروہ گروہ شرف بیعت با او دریافتند پس

ص ۵ ہدایۃ الشیعہ لکھنؤ

امیر المؤمنین علیؑ روز جمعہ بر سر منبر رسول اللہؐ برآمد و خطبہ در غایت بلاغت و فصاحت انشا فرمود و گوید اول آن خطبہ این بود الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ یعنے شکر خدا کا اوسکے احسان پر کہ حق نے اپنی جگہ پر رجوع کیا اور اپنے ٹھکانے پر پہونچ گیا ہم کہتے ہین جس شخص کے دلمین ذرا بھی انصاف ہوگا اور کچھ بھی عقل رکھتا ہوگا وہ اس کلام سے جناب امیرؑ کے سمجھیگا کہ خلافت خلفاے ثلاثہ کی حق پر نہ تھی البتہ جب حضرت امیرؑ خلیفہ ہوے تب خلافت اپنے مرکز پر پہونچ گئی جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اور نیز جناب امیرؑ نے خطبۂ شقشقیہ مین جو باقرار علما و محدثین اہلسنت مثل ابن ابی الحدید و سبط ابن جوزی و صاحب قاموس و صاحب نہایہ وغیرہ کلام جناب امیرؑ ہی شکایت و ظلم کو خلفاے ثلاثہ کے بشرح و بسط بیان کیا ہی حضرت فرماتے ہین اما واللہ لقد تقمصھا ابن ابی قحافۃ و انہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل و لا یرقی الی الطیر فسدلت دونھا ثوبا و طویت عنھا کشحا و طفقت ارتئی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یھرم فیھا الکبیر و یشیب فیھا الصغیر و یکدح فیھا مؤمن حتی یلقی ربہ فرایت ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت و فی العین قذی و فی الحلق شجا ارا تراثی نھبا یعنے سنو خدا کی قسم ابوبکر نے پیراہن خلافت کو باوجودیکہ اوسکے بدن پر ٹھیک نہین آتا تھا مگر کھینچ کھانچ کے بتکلف پہن لیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسمیں خلافت کا دار و مدار علیؑ کے ساتھ ہی چونکہ یہ خطبہ طولانی ہی اس سبب سے ہمنے اس وجیزہ مین تمامہا لکھنا مناسب نہ سمجھا و من شاء الاطلاع فلیرجع الیھا فی نھج البلاغۃ ہم حضرات اہلسنت کی سمجھ پر نہایت تعجب کرتے ہین کہ کسقدر اونکی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہی اور دیدۂ بصیرت پر جالا چھایا ہوا ہی نہ کچھ سوچتے ہین نہ دیکھتے ہین خواہ مخواہ انصاف کے گلے پر چھری پھیرے ہین باوجودیکہ جناب امیرؑ خلافت ثلاثہ کو باطل سمجھتے تھے اور برابر طلب حق

اپنا کرتے تھے اور بنص نبوی خلیفۂ رسولؐ بھی تھے اور بشہادت محدثین اہلسنت
سب سے اعلم اور افقہ اور افضل ترین خلائق بھی تھے اور بروایت ابن مسعود
پیغمبر خداؐ نے اپنی زندگی مین ابوبکر اور عمر کے خلیفہ ہونے سے انکار بھی کیا تھا یا
یہ لوگ ابوبکر اور عمر کو خلیفۂ رسول کہے جاتے ہین اور جناب امیرؑ کی خلافت کو
باطل ٹھہراتے ہین فمالھؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا حالانکہ
انکی کتابہ نہین بلکہ صحاح مین موجود ہی کہ پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؑ کو اپنے بعد
خلیفہ بلافصل مقرر کیا تھا صحیح ترمذی مین ہی جبکہ پیغمبر خداؐ کے پاس چند اصحاب نے
اگر جناب امیرؑ کی شکایت کی تو پیغمبر خداؐ غضبناک ہوئے اور بکرر فرمایا تم لوگ
کیا علیؑ کی شکایت کرتے ہو ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن
بعدی مین علیؑ سے ہون اور علیؑ مجھ سے ہی اور علیؑ ہمارے بعد حاکم اور مالک
اور آقا ہر مؤمن کا ہی اور یہ روایت خصائص نسائی مین بھی ہی اب
خیال کرو کہ پیغمبر خداؐ نے ولایت جناب امیرؑ کو اپنے بعد فرمایا ہی ابوبکر
وعمر وعثمان کے بعد نہین فرمایا ہی اور سید علی ہمدانی نے کہ علماے
اہلسنت سے ہی کتاب مودۃ القربی مین لکھا ہی قال دخلت علی رسول
اللہؐ وھو فی غمرات الموت فقلت یارسول اللہؐ ھل اوصیت
قال یاسلمان اتدری من الاوصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم
قال اٰدم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ وکان وصی نوح
سام وکان افضل من ترکہ وکان وصی موسی یوشع وکان
افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان اٰصف بن برخیا وکان

افضل من ترکہ وکان وصی عیسے شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترک بعدہ وانی اوصیت الی علیؑ وھو افضل من اترک بعدی یعنے سلمان فارسی سے منقول ہی وہ کہتے ہین وقت انتقال پیغمبر خداؐ کے مین حضرت کے پاس گیا اور مین نے کہا یا رسول اللہؐ آپنے وصی اپنا کسی کو قرار دیا یا نہین حضرتؐ نے فرمایا ای سلمان تم پیغمبرونکے اوصیا کو جانتے ہو مین نے کہا خدا ورسول بہتر جانتے ہین فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے اور وہ سب اولاد آدم سے بعد آدمؑ کے افضل تھے اور وصی نوحؑ کے سامؑ تھے اور وہ افضل تھے بعد اونکے سب لوگونسے اور وصی موسیٰؑ کے یوشعؑ تھے اور وہ افضل تھے سب سے بعد موسےؑ کے اور وصی سلیمانؑ کے آصف بن برخیا تھے اور وہ افضل تھے ہر ایک سے بعد اونکے اور وصی عیسیٰؑ کے شمعونؑ بن فرخیا تھے اور وہ سب مین افضل تھے بعد عیسیٰؑ کے اور مین نے اپنا وصی علیؑ کو کیا اور وہ افضل ہی ہر شخص سے بعد میرے اب ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہلسنت اس حدیث مین کیا تاویل کرینگے اس سے تو صریح خلیفۂ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا پایا جاتا ہی از انجاکہ سنّی کامل وہی شخص ہے جو اہلبیت رسولؐ سے کسی قدر اگرچہ برابر تخم کنجشک کے ہو عداوت ضرور رکھے والا جناب امیرؑ کو خلفاے ثلثہ سے کم رتبہ وکم علم اور حقیر تو ضرور سمجھے اور جہان کہین فضیلتِ جناب امیرؑ اور مضامین خلافت کو اون حضرت کے دیکھے تو ضرور اوسمین تاویل کرکے غلط کردے اگرچہ مخالفت حکم خدا ورسولؐ کی ہو جائے مگر خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پاے ایسی

حالت مین بعید نہین ہی کہ اس حدیث مین بھی یہ لوگ کچھ نہ کچھ بات بنا ئین پس نہایت تعجب کی بات ہی کہ جسکو پیغمبر خدا نے اپنا وصی اور افضل خلائق فرمایا ہو وہ تو خلیفہ نہوا اور جو لوگ جھوٹے گنہگار و غاباز خائن ہون وہ خلیفۂ رسول ہو جائین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی قال فلما توفی رسول اللہ ؐ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امراتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ؐ لا نورث ما ترکنا فصدقۃ فرایتماہ کاذبا اثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بارّ راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا اثما غادرا خائنا انتھی موضع الحاجۃ یعنے عمر نے کہا جب رسولخدا نے انتقال فرمایا تو ابوبکر نے کہا مین خلیفۂ رسول اللہ ہون اوسوقت تم لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور تمنے ای عباس رض میراث اپنی اپنے بھتیجے کے مال سے طلب کی اور انھون نے (یعنے علیؑ نے) میراث اپنی زوجہ کی جو اوسکے باپ سے اوسکو پہونچتی ہی طلب کی اوسوقت ابوبکر نے جواب دیا کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ جائین وہ سب صدقہ ہی اوسوقت تم دونون نے ابوبکر کو جھوٹا گنہگار بیوفا و غاباز خائن جانا اور خدا جانتا ہی کہ وہ سچے نیک سیدھے تابع حق تھے بعد اوسکے جب ابوبکر مرے اور مین خلیفہ ہوا تو تم دونون نے مجکو بھی اوسیطرح جھوٹا گنہگار بیوفا و غاباز خائن جانا الحمد للہ کہ بشہادت عمر کے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ ابوبکر اور عمر دونونکو جھوٹا گنہگار و غاباز

خائن جانتے تھے والا جناب امیرؑ اس کہنے پر عمر کے انکار کرتے اور سکوت نہ فرماتے
بلکہ کہتے کہ مین تم دونونکو ایسا نہین سمجھتا ہون تم مجھپر کیون جھوٹی تہمت کرتے ہو
واضح ہو کہ یہ سب صفتین جو شیخین مین پائی گئین یہ سب علامت نفاق کی ہین
مشکوۃ مین لکھا ہی عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ص اربع من
کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت
فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اوتمن خان واذا حدث
کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ یعنے خلیفہ زادہ
عبد اللہ بن عمر سے منقول ہی کہ رسولخدا ص نے فرمایا جس شخص مین چار باتین ہون
وہ پکا منافق ہی اور جس شخص مین ایک بات ہو اوسمین ایک خصلت نفاق
کی پائی جائیگی جبتک کہ باز نہ آوے جب امین قرار دیا جاوے تو خیانت کرے
اور جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو بیوفائی کرے اور
جب کسی سے مخاصمہ کرے تو راہ فسق و فجور پر چلے یہ حدیث متفق علیہ ہی ہم
کہتے ہین اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو شخص خائن اور کاذب اور
غادر ہو وہ منافق ہی شاید یہی وجہ ہی کہ حضرت عمر حذیفہ سے (جو صاحب
اسرار رسولخدا کے تھے اور پیغمبر خدا نے نام سب منافقین کے اونکو بتا دیے
تھے) اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ ہمکو تو پیغمبر خدا ص نے منافقین مین سے نہین
کہا ہی جیسا کہ احیاء العلوم مین غزالی نے لکھا ہی ولقد کان عمر یبالغ فی
تفتیش قلبہ حتی کان یسئل حذیفۃ انہ ھل یعلم بہ من اثار
النفاق شیئا اذ کان حذیفۃ قد خصہ رسول اللہ ص بعلم المنافقین

ص ۹ چاپہ دہلی
بعون صفات سبعہ مذکورہ
از علامات نفاق
ہی ہر سہ بین صحیح ترمذی
بین صحیحین

ص ۸۸ فی بیان فضیلۃ الخوف
واذم الغرور کذا فی کتاب
الکوثر فی وفاء الصحابۃ
جلد چہارم
بیان نفاق عمر

یعنے عمر کو اپنے دل کا حال دریافت کرنیکے واسطے بہت کد رہا کرتی تھی یہانتک کہ حذیفہ سے اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ ہم مین بھی علامت نفاق کی تم پاتے ہو اور حذیفہ سے پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ اونکو پیغمبر خدا نے منافقونکے نام اور علامات سب بتلا دیے تھے **اب** اہلسنت کو چاہیے کہ پیروی منافقین کاذبین آثمین غادرین خائنین کی چھوڑ دین اور شیعیان علی بن ابیطالبؑ اور دوستداران اہلبیت طاہرین مین داخل ہون اگر یہ کہین کہ ہم لوگ بھی علیؑ سے محبت رکھتے ہین پس یہ قول ان لوگونکا محض لسانی ہی اور اِس دعوے مین اپنے یہ لوگ ہرگز سچے نہین ہین کیونکہ محب کامل وہی ہی جو دوست کے دشمنون سے دشمنی اور دوستون سے دوستی رکھے نہ یہ کہ اوسکو بھی دوست رکھے اور اوسکے دشمنونکو بھی دوست رکھے ایسی دوستی کب معتبر ہی مثلاً اگر کوئی شخص نمرود اور فرعون اور شداد کی خدائی کا بھی قائل ہو اور اللہ تعالے کی الوہیت کا بھی اعتقاد رکھتا ہو وہ کبھی اپنے اعتقاد مین کامل نہو گا اور یہ عقیدہ اوسکا بکار آمد نہو گا جبتک کہ آلہۂ باطلہ سے برائت نکرے چنانچہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اسپر شاہد عادل ہی کہ اول اوسکا تبرا ہی کل آلہہ سے اور آخر اوسکا تولی ہی اللہ واحد سے پس یہی دو جزو ایمان کے ہین (یعنے تبرا اور تولی) اور اسی طرح اگر کوئی شخص مسیلمۂ کذاب کی نبوت کا بھی قائل ہو اور خاتم النبیینؐ کی پیغمبری کا بھی معتقد ہو وہ ہرگز اپنے دعوے مین سچا نہین ہی اور یہ اعتقاد اوسکا محض باطل ہو گا پس اسی طرح اگر کوئی شخص دشمنان جناب امیرؑ کی خلافت کا بھی قائل ہو اور

بیان اینکہ محبت علیؑ بی محبت ابوبکر و عمر و عثمان کی نوا نہیں

اونکو دوست رکھے اور جناب امیرکی دوستی کا بھی دعوی کرے وہ ہرگز
اپنے دعوے مین سچا نہین ہی اور نہ یہ عقیدہ اوسکا بروز قیامت کچھ نفع بخشے گا

تو بتاریکی علیؑ را دیدۂ		زین سبب غیرے برو بگزیدۂ	

مسلک ہفتم اثبات مین امامت اور خلافت باقی امامونکے

جاننا چاہیے کہ بعد رسولخداؐ کے بعد نقبا بنی اسرائیل بارہ امام اونکے
خلیفہ اور حجت خدا اور پیشوائے خلق اور ہادی امت ہین اور انھین کے
ساتھ پیغمبرؐ نے تمسک کرنیکا حکم دیا ہی پہلے امام امیرالمؤمنین علی علیہ السلام
دوسرے امام حسن علیہ السلام تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے
امام زین العابدین علیہ السلام پانچوین امام محمد باقر علیہ السلام
چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام ساتوین امام موسی کاظم علیہ
السلام آٹھوین امام علی رضا علیہ السلام نوین امام محمد تقی علیہ السلام
دسوین امام علی نقی علیہ السلام گیارھوین امام حسن عسکری علیہ السلام
بارھوین امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام اور دلیل ان حضرات
کے امام اور خلیفہ برحق ہونیکی علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعۂ اثنا عشریہ
کثرہم اللہ فی البریہ کی کئی طرحسے ہی اول صحیح بخاری مین ہی عن جابر
بن سمرۃ قال سمعت النبیؐ یقول اثنا عشر امیرا فقال کلمۃ
لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش جابر بن سمرہ سے
منقول ہی وہ کہتا ہی سنا مین نے کہ رسولخداؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ
امیر ہونگے بعد اسکے حضرتؐ نے ایسا کلمہ فرمایا جسکو مین نے نہ سنا میرے

در اثبات امامت

مسلک ہفتم در اثبات امامت وخلافت دوازدہ امام

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۲ چھاپہ میرٹھ

باپ نے کہا کہ حضرت ؐ نے فرمایا کل قریش سے ہونگے اور بعض روایات مین اثنا عشر خلیفة کا لفظ واقع ہی یعنے حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے دوسرے باتفاق فریقین حضرت نے فرمایا مین تم لوگونمین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیت ہین جبتک انکا دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر نے جو اہلبیت کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا تو اون لوگونکو چاہیے کہ معصوم ہون کیونکہ اگر وہ معصوم نہون تو ممکن ہی کہ اونسے گناہ وقوع مین آوے پس اگر ہم اوس گناہ مین اونکی اطاعت و پیروی کرین تو یہ خلاف مرضی خدا و رسول کے ہوگا اور اگر اونکی اطاعت نکرین تو بھی خلاف حکم رسول کے ہوگا اور تفصیل کا قائل ہونا دعوے بلا دلیل ہی کیونکہ یہ حدیث مطلق ہی پیغمبر نے یہ نہین کہا ہی کہ جو انکے ساتھ نیک کام مین تمسک کریگا وہ گمراہ نہوگا اور باتفاق فریقین یہ بات ثابت ہی کہ بعد حضرت رسول کے سوائے ان بارہون بزرگوار کے جو اہلبیت رسول سے ہین کوئی شخص تمام عمر گنا ہونسے پاک و منزہ نہین ہی پس یہی امام ہونگے اور خلفائے ثلاثہ سنیان پہلے کافر تھے برابر بت پوجا کیے شراب پیا کیے ایسے لوگ کب قابل امامت (جو کہ تالی مرتبۂ نبوت ہی) ہو سکتے ہین۔

تیسرے ان حضرات معصومین سے موافق دعوے کے معجزات ظہور مین آئے کہ جنکا ثبوت شیعونکے یہان بتواتر ہی بلکہ اہلسنت نے بھی انکے معجزات کا اقرار کیا ہی جیسا کہ ابن طلحہ نے مطالب السئول مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور ملا جامی نے شواہد النبوۃ مین لکھا ہی پس یہ دلیل ہی انکے امام برحق ہونیکی

چوتھے یہ کہ ان اماموں کے زمانہ سے آجتک کتنے لوگ ان حضرات کے مخالف
و معاند گذرے ہین جیسا کہ بنی امیہ و عباسیہ کے زمانہ مین جو لوگ انسے اتحاد
و ارتباط رکھتے تھے اونکو قتل کر ڈالتے تھے گھر بار لوٹ لیتے تھے یہانتک کہ اون
ملاعین نے کل اماموں کو کسی کو تیغ ظلم سے کسی کو زہر دغا سے شہید کیا ایک حضرت
صاحب العصر رہگئے جنکو خدا نے (بسبب اسکے کہ دنیا حجت خدا سے خالی نرہے)
دشمنوں کی نظر دنسے پوشیدہ کر دیا اور اب تک یہ حال ہی کہ بہت سے اہل اسلام
انکی امامت کے قائل نہین ہین باینہمہ کسی نے ان حضرات مین کسی قسم کا عیب
نہ لگایا کسی کی مجال نہوئی کہ انمین قدح و جرح کرسکے انکی عدالت مین نقص لگا
سکے پس اسکو بمنزلہ معجزات ان حضرات کے سمجھنا چاہیے کہ انکے مراتب کو خدا نے
دوست و دشمن سب پر ظاہر کر دیا کہ کوئی شخص انکے حق مین کوئی تہمت
نہین لگا سکتا۔

مسلک ہشتم بیان مین اثبات وجود امام دوازدہم کے جاننا

چاہیے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ صلوات اللہ المنان بارھوین امام ہین
اور بنا بر مشہور ۲۵۵ دو سو پچپن ہجری مین شعبان کی پندرھوین شب کو پیدا
ہوے اور زندہ ہین مگر نظر بمصالح چند لوگونکی نظرون سے پوشیدہ ہین اور
اون حضرت کا امام اور خلیفہ برحق ہونا اہلسنت کی کتابونسے بھی ثابت ہے
مسند ابی داؤد و ترمذی مین ابن مسعود سے منقول ہی قال رسول اللہ
لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالی ذلک الیوم حتی
یبعث فیہ رجلا من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی یملأ الارض

ص ۲۳۲
ص ۳۷۱
چھاپہ نولکشور بابہ ماجاء
فی المہدی
یملک العرب رجل

قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یعنے فرمایا رسولخدا نے اگر ایام دنیا سے
نہ باقی رہے مگر ایک روز تو حق تعالے اوس روز کو بڑھا دیگا یہانتک کہ مبعوث ہو
اوس روز ایک شخص میرے اہلبیت مین سے کہ نام اوسکا موافق ہوگا میرے
نام کے وہ شخص بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جسطرح کہ بھر گئی ہوگی ظلم
وجور سے اِس قسم کی بہت سی حدیثین علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعہ کے
اہلسنت کی کتابون مین موجود ہین جن سے یقین حضرت صاحب الزمانؑ
کی امامت کا ہوتا ہی مگر فرق اسقدر ہی کہ اہلسنت کہتے ہین کہ مہدی موعود
اب پیدا ہونگے حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ وہ حضرتؑ پیدا ہوچکے جیسا کہ جامی نے
شواہد النبوۃ مین اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی
اور ابھی تک زندہ و باقی ہین مگر بمصالح چند خدا نے خلائق کی نظرون سے
الی یوم الوقت المعلوم اونکو پوشیدہ رکھا ہی اور دلیل حضرتؑ کے
موجود ہونیکی کئی طرح سے ہی **اوّل** یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہی
کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات
میتۃ جاھلیۃ جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافرونکی
موت مرتا ہی اِس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ مین امام کا ہونا ضرور ہی کوئی
زمانہ امام سے خالی نہین ہوسکتا کیونکہ زمانہ کو حضرت نے اوس شخص کیطرف
مضاف فرمایا ہی اس سے ظاہر ہوا کہ ہر شخص کے زمانہ مین امام کا موجود
ہونا ضرور ہی اور یہ بغیر اسکے نہین ہوسکتا کہ حضرت صاحب الزمانؑ
کے وجود کے قائل ہون دوسرے اِس بات کو ہم مسلک اوّل مین

ص ۱۱۰ شرح عقائد نسفی چاپہ لکھنؤ

ثابت کرچکے ہین کہ امام کو چاہیے کہ منصوص ہو یعنے رسولؐ یا امام اوسکی امامت پر نص کرے بتصریح اپنی زندگی مین لوگونسے کہدے کہ یہ ہمارے بعد امام ہوگا پس اگر حضرت صاحب العصرؑ اب پیدا ہون تو چاہیے کہ اونکے واسطے (چونکہ نبی اور امام سب انتقال کرچکے) کوئی نص نہو واللازم باطل فالملزوم مثلہ بعض اہلسنت اعتراض کرتے ہین کہ ایسا امام جو نظرون سے غائب ہو اوسکے ہونے سے کیا فائدہ دوسرے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ کوئی شخص اتنی مدت تک ہزارون برس زندہ رہے جواب پہلے شبہ کا یہ ہی کہ یہ بات ثابت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو جو باتین امم سابقہ مین واقع ہوئین اوسیطرح اس امت مین بھی واقع ہونگی پس یہ ظاہر ہی کہ حضرت ابراہیمؑ ایک زمانۂ دراز تک خوف نمرود سے غار مین رہے اور وہین پرورش پائی اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے بھی مخفی ولادت پائی اور جب فرعون کے خوف سے بھاگے تو سالہا سال حوالی مصر مین مخفی رہے اسی طرح پیغمبر آخرالزمان ابتدا مین بہت دنون تک خوف کفار سے شعب ابیطالب مین مستور رہے اور جب مکہ سے ہجرت کی تو کئی روز تک غار مین پوشیدہ رہے پس اس استتار مین انبیاکے اوتنے روز تک کیا فائدہ ہوا جو فائدہ وہان سمجھوگے ویسا ہی یہان بھی سمجھو یہ بات ظاہر ہی کہ جسطرح اون انبیاکو خدانے بسبب سرکشی اکثر عباد کے اونکی نظرون سے پوشیدہ رکھا جب مصلحت ہوئی تو ظاہر کیا اسی طرح امام آخرالزمانؑ کو بھی بسبب ظلم وعدوان خلائق بے ایمان کے خدانے لوگون کی نظرون سے پوشیدہ کیا

جب مصلحت ہوگی تو ظاہر کریگا اور حضرت کے پوشیدہ رہنے مین بھی ایسا فائدہ
ہی جسطرح آفتاب کے ابر مین رہنے سے خلائق کو نفع پہونچے اور تا کہ زمین پر
حجت خدا کے قدم کی برکت سے لوگونکو امن و امان رہے مؤمنین انتظار
مین ثواب پائین جیسا کہ احادیث مین موجود ہی باینہمہ اکثر ایسا ہوا ہی
کہ حضرت کے وجود ذیجود سے لوگونکو نفع پہونچا ہی جب کسی مشکل مین پڑے
ہین تو حضرتؑ نے آکر مدد کی ہی چنانچہ کتاب بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک
زمانہ مین ایک شخص سُنّی نہایت متعصب بحرین کا حاکم و بادشاہ ہوا اور
وزیر اوسکا اوس سے بھی زیادہ تر متعصب و ناصبی تھا اور اہل بحرین سے
چونکہ وہ سب شیعیان اہلبیت اطہار سے تھے نہایت عداوت رکھتا تھا
اور ہر دم فکر مین اونکی ایذا رسانی کے رہا کرتا تھا یہانتک کہ ایک روز وہ
وزیر بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے ساتھ ایک انار لیتا گیا اور بادشاہ کو
دیا بادشاہ نے جب اوس انار کو دیکھا تو اوسپر یہ نقش تھا لا الٰہ الا
اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علے خلفاء رسول اللہ
جب اوس حاکم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ نقش خود بخود انار پر ہوا
ہی کسی آدمی نے نہین بنایا ہی یہ دیکھکر وہ نہایت خوش ہوا اور وزیر سے
کہا یہ دلیل مذہب روافض کے باطل کرنے کے واسطے نہایت قوی ہی اب
اہل بحرین کے باب مین تیری کیا راے ہی وزیر نے کہا یہ لوگ نہایت متعصب
ہین خلفاے ثلاثہ کو بُرا کہتے ہین اونکی خلافت سے انکار کرتے ہین ضرور ہی
کہ یہ انار اونکو دکھلایا جاے اگر وہ ہمارا مذہب اختیار کرین فہو المراد نہین تو

تین باتون سے ایک بات اختیار کرین یا ایسا ہی کوئی انار وہ بھی اپنی حقیقت
مین لائین یا جزیہ دین یا وہ قتل کیے جائین اور عورتین اونکی قید کیجائین
بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور علما اور سادات بحرین کو بلا بھیجا اور
وہ انار دکھایا اور کہا اب تمکو لازم ہی کہ تم لوگ اسکا جواب دو یا جزیہ دینا
قبول کرو یا اپنا قتل ہونا گوارا کرو یہ سنکر وہ لوگ بہت گھبرائے چہرے
اونکے متغیر ہوگئے خوف سے کانپنے لگے آخر جو لوگ اونمین سن رسیدہ تھے
اونھون نے حاکم سے کہا ہمین تین دن کی مہلت ملے اگر اس عرصہ مین
ہمسے جواب ہوسکا تو بہتر ہی نہین تو آپکو اختیار ہی غرض اوسنے قبول کیا
اور وہ لوگ نہایت متردد و پریشان اپنے گھر آئے اور آپسمین مشورہ
کرکے دس شخصونکو جو نہایت عابد و زاہد تھے تجویز کیا بعد اسکے اونمین سے
بھی تین آدمیونکو جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور طاعت گذار تھے چنا
اور ایک شخص سے کہا تم صحرا مین جاکر عبادت جناب باری اور گریہ وزاری
اور استغاثہ و بیقراری مین مشغول ہو اور دعا کرو کہ خدا تمھاری فریاد
کو پہونچے اور امام دوجہان حجۃ اللہ فی الدوران صاحب العصر والزمانؑ
کو ظاہر کرے کہ وہ کوئی تدبیر ایسی بتائین جس سے ہم سبکو اس بلا سے
نجات ہو غرض وہ صحرا مین گئے اور تمام شب بتضرع وزاری جناب
باری مین مشغول عبادت رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے یہانتک کہ
صبح ہوگئی بے نیل مقصود اوس صحرا سے واپس آئے دوسرے روز
اون لوگون نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی تمام شب مشغول عبادت

رہے اور خدا سے استغاثہ و فریاد کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اور اوسی طرح مایوس گھر پھر آئے اہل بحرین نے جب یہ دیکھا تو نہایت گھبرائے اون لوگون مین ایک تہلکہ پڑگیا تیسری شب اون لوگون نے محمد بن عیسیٰ کو جو نہایت متقی و پرہیزگار عالم و فاضل و دیندار تھے بھیجا وہ ننگے سر ننگے پانؤن صحرا کی طرف گئے اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ نماز مین مشغول ہوے اور درگاہ باری مین نہایت عجز و بیقراری سے مناجات کرنے لگے کہ ای فریادرس درماندگان وای چارہ ساز بیچارگان جلد اس بلا سے ہم سبکو نجات دے جب آخر شب ہوئی تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونسے کہتا ہی یہ تمہارا کیا حال ہی اس اندھیری شب مین اس میدان سنسان مین کیون بیٹھے ہو محمد بن عیسے نے کہا مجھ سے باتین نکرو مجکو اپنے حال پر چھوڑ دو مین ایک امر عظیم کے واسطے اپنے گھر سے نکلا ہون اور اوسکو سوای اپنے آقا اور امام کے کسی دوسرے سے نہ بیان کرونگا اونھون نے فرمایا ای محمد بن عیسے مین ہی صاحب الامر ہون بیان کرو کیا حاجت ہی اونھون نے کہا اگر آپ وہی ہین تو خود اس ماجرے سے واقف ہونگے فرمایا البتہ تم انار کا حال دریافت کرنیکے واسطے یہان آئے ہو محمد بن عیسے کہتے ہین جب مین نے یہ سُنا تو عرض کی ہان اے مولا یہی بات ہی اب ہمکو اس بلا سے نجات دیجیئے فرمایا ای محمد اوس وزیر نے ایک سانچہ مٹی کا بنایا ہی اوسکے دو ٹکڑے کئے ہین اون ٹکڑونمین اوسنے اون کلمات کو جو اوس انار پر نقش تھے کھودا ہی اور اوسکے گھر مین ایک درخت انار کا ہی وہ وزیر انار کو اون دونون ٹکڑونمین

رکھکر مضبوط باندھ دیتا ہی جب وہ انار اوس سانچہ مین بڑھتا ہی تو اوسپر وہ
کلمات جو سانچہ مین کھدے ہین اُبھر آتے ہین اور نقش بنجاتے ہین جب تم
کل بادشاہ کے سامنے جانا تو کہنا مین جواب لایا ہون مگر اوسکو وزیر کے
مکان مین ظاہر کرونگا جب تم اوسکے مکان مین جاؤگے تو داہنی طرف
ایک کوٹھا دکھائی دیگا کہنا مین جواب نہ دونگا مگر اس کوٹھے پر اور وہ وزیر
اس امر سے انکار کریگا مگر تم ہرگز نہ ماننا اور نہ اوسکو تنہا جانے دینا بلکہ اپنے
ساتھ رکھنا جب تم وہان داخل ہوگے تو تمکو ایک طاق دکھلائی دیگا کہ اوسپر
سفید تھیلی رکھی ہوگی تم جاکر اوسکو اوٹھا لینا اوسمین وہ سانچہ رکھا ہوا ہی
تم اوس سانچہ کو نکالکر حاکم کے سامنے رکھ دینا اور اوسمین انار کو بھی رکھکر
برابر کر دینا تا حقیقت حال ظاہر ہوجائے اور ای محمد اوس حاکم سے یہ بھی
کہنا کہ اس انار مین سوائے راکھ اور دھوئین کے کچھ نہین ہی اگر اسکی تصدیق
منظور ہو تو اس وزیر کو عنایت ہو کہ اس انار کو توڑے جب وہ توڑیگا
تو اوسمین سے راکھ اور دھوان اُڑکر منھ پر اور داڑھی پر اوس وزیر کے
پڑیگا جب محمد بن عیسے نے یہ سُنا تو نہایت خوش ہوے اور زمین ادب کو بوسہ
دیکر اپنے گھر آئے اور لوگونکو خوشخبری دی جب صبح ہوئی تو حاکم کے پاس گئے
اور موافق حکم امامؑ کے سب باتونکو عمل مین لائے جیسا امامؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی
سب امر ظاہر ہوا حاکم نے محمد بن عیسے سے کہا تمکو یہ جواب کسنے بتایا ہی اونھونے
کہا امام دوران حجۃ الرحمان صاحب العصر والزمانؑ نے جو بارھوین امام
ہین اور لوگونکی نظرون سے پوشیدہ ہین حاکم نے اونسے سب اماموں کے

نام پوچھے انھون نے یکے بعد دیگرے سبکے نام بیان کیے اوسنے کہا تم اپنا ہاتھ
بڑھاؤ مین تمسے بیعت کرون مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی
دوسرا معبود نہین ہی اور محمد مصطفےٰ اوسکے رسول ہین اور علی مرتضیٰ انحضرت کے
خلیفہ بلا فصل ہین غرض وہ بادشاہ شیعہ کامل اور دوستداران اہلبیت
مین شامل ہوگیا بعد اسکے حکم دیا کہ وزیر کو قتل کرین اور اہل بحرین سے معذرت
کی اور اونکی نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگا اس قسم سے بہت سے مقامات ایسے
ہوے ہین جہان حضرت ظاہر ہوے ہین اور مومنین کی مدد کی ہی اون کو
مسائل تعلیم کیے ہین بعد اسکے پھر نظرونسے غائب ہوگئے ہین اب رہا جواب
دوسرے شبہ کا پس نہایت تعجب کی بات ہی کہ یہ لوگ قائل ہین کہ صلحا
مین سے حضرت خضرؑ اور ادریسؑ اور الیاسؑ اور عیسےٰؑ یہ سب زندہ ہین
اور اشقیا مین سے دجال اور ابلیس ابتک دونون موجود ہین اور حضرت
نوحؑ کی عمر اڑھائی ہزار برس کی تھی اور لقمان بن عاد کی عمر تین ہزار برس کی
تھی ان لوگون کی اسقدر زندگانی کرنے پر یہ لوگ تعجب نہین کرتے اور
ایک شخص جو کہ ذریت پیغمبر آخر الزمانؐ مین سے ہی اوسکی اسقدر زندگانی
کرنے پر تعجب کرتے ہین ان ھٰذا الشئ عجاب۔

مسلک نہم بیان مین رجعت کے جاننا چاہیے کہ رجعت کا بھی اقرار
کرنا منجملہ ضروریات مذہب کے ہی اور مراد رجعت سے یہ ہی کہ قبل قیامت کے
حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ مین کچھ لوگ جو بالکل نیک ہین اور کچھ لوگ
جو بالکل بد ہین وہ زندہ ہونگے نیک تو اسواسطے کہ اپنے امامونکے دیکھنے سے

خوش ہون آنکھین اونکی روشن ہون اپنی نیکیونکی جزا دنیا مین بھی پاوین اور بدا سواسطے کہ اہلبیتؑ کی شان و شوکت کو جسکے مٹانے کے درپے رہا کرتے تھے مشاہدہ کرین دل اونکا غمگین ہوا پنی برائیونکی سزا دنیا مین بھی دیکھ لین اور رجعت کا ہونا اجماعیات اور متواترات سے ہی اسکا انکار کرنا باعث خروج مذہب تشیع سے ہی اور اس رجعت کا استبعاد کرنا محض نادانی ہی کیونکہ امم سابقہ مین بھی ایسا ہوا ہی کہ بہت سے لوگ بعد مرنیکے پھر زندہ ہوے ہین اور مدت تک زندہ رہے ہین بعد اسکے اون سبنے انتقال کیا ہی خدا فرماتا ہی فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم یعنے جو لوگ وبا کے ڈرسے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے تو اونسے خدا نے کہا تم سب مرجاؤ پس وہ لوگ مرگئے بعد ایک مدت کے دعا سے حزقیل پیغمبرؑ کی وہ سب زندہ ہوے پھر اپنی اپنی موت سے مرے اسی طرح حضرت عزیرؑ کو خدا نے بعد مرنیکے پھر زندہ کیا اور ایک مدت تک وہ زندہ رہے بعد اسکے انتقال کیا اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے جب اپنی قوم کے کہنے سے رویت خدا کا سوال کیا تو تجلی نور کے سبب سے وہ سب ہلاک ہوگئے پھر جب موسیٰؑ نے دعا کی تو وہ لوگ زندہ ہوے اور دنیا مین رہے بعد اسکے اپنی اپنی موت سے مرے اور اسی طرح بہت سے مردونکو حضرت عیسےٰؑ نے زندہ کیا اور وہ سب بہت دنون تک دنیا مین رہے بعد اسکے انتقال کیا پس اگر اس امت مین بھی ایسا ہو کہ بعد مرنیکے کچھ لوگ زندہ ہون تو کون سے تعجب کی جگہ ہی حالانکہ پیغمبر خدا نے فرمادیا ہی کہ جو جو باتین امم سابقہ مین ہوئین

وہ سب باتین ہماری امت مین بھی ہونگی مگر حضرات اہلسنت اِس رجعت کا
انکار کرتے ہین چنانچہ ابوحنیفہ نے ایک روز مؤمن طاق سے (جو کہ اصحاب
امام جعفر صادقؑ سے تھے) بطور استہزا کے کہا تم لوگ قائل رجعت کے ہو
پس ہمکو اسوقت رجعت کے وعدہ پر کچھ روپیہ دو جب ہم رجعت مین زندہ
ہونگے تو تم ہمسے اپنا روپیہ لے لینا مومن طاق نے کہا یہ سچ ہی مگر حدیث مین
یہ بھی ہی کہ بہت سے لوگ کتے اور سور اور بندر وغیرہ کی شکل پر مبعوث
ہونگے کیا معلوم تو کس شکل مین ہوگا ہم تجکو کیونکر پہچانینگے اپنا روپیہ کیونکر
وصول کرینگے اور حالات مین رجعت کے حدیث مفضل نہایت مفصل ہی
اسمین اکثر حالات رجعت کے بتفصیل امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مفضل نے پوچھا یا مولا بعد اسکے حضرت
صاحب الامرؑ کہان جائینگے فرمایا بعد اسکے مدینہ جائینگے وہان اونسے وہ
امر ظاہر ہوگا جو باعث مومنونکی خوشی کا اور سبب کافرونکی ذلت کا
ہوگا مفضل نے پوچھا وہ کیا امر ہی فرمایا جب صاحب العصرؑ پیغمبر خداؐ کی
قبر مطہر کے پاس پہونچینگے تو کہینگے یہ قبر تو ہمارے جد بزرگوار رسول مختارؐ کی
ہی وہ سب کہینگے ہان پھر صاحب العصرؑ کہینگے یہ سب کون ہین جو پہلوے
رسولؐ مین دفن ہوے وہ لوگ کہینگے یہ دونون صحابی رسول کے ابوبکر
و عمر ہین صاحب العصرؑ مصلحتاً پوچھینگے کون ابوبکر اور کون عمر ان سبکو
یہان کیون دفن کیا شاید کوئی دوسرا ہوگا وہ سب کہینگے ای مہدی
آل محمدؐ سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی دوسرا دفن نہین ہی ان لوگونکو اسواسطے

لطیفہ

یہان دفن کیا کہ یہ خلیفہ اور سسرے رسول کے تھے صاحب العصر کہینگے
اگر تم مین سے کوئی انکو دیکھے تو پہچان سکتا ہی وہ سب کہینگے البتہ انکے
حلیہ سے ہم پہچان سکتے ہین اوسوقت صاحب العصر کہینگے اچھا دونونکو
قبرونسے باہر نکالو وہ دونون اوسی صورت اصلی سے تروتازہ قبرونسے
باہر نکلینگے تب حکم کرینگے کہ کفن کو ان سیکے اوتار لو بعد اسکے اون دونونکو
ایک درخت خشک پر لٹکا دینگے پس واسطے امتحان خلق کے وہ درخت
ہرا ہو جائیگا پتے نکل آینگے جو لوگ انکی محبت کا دم بھرتے ہین وہ بہت
خوش ہونگے غرض جو لوگ کچھ بھی انسے محبت رکھتے ہونگے وہ سب اس
ماجرائے عجیب کے دیکھنے کو وہان موجود ہو جائینگے تب صاحب الامر
کیطرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جو لوگ انکے دوست ہین وہ سب
ایک جگہ علیحدہ کھڑے ہون پس اوسوقت دو قسم کے لوگ ہو جائینگے
ایک وہ جو اونکے دوست ہین دوسرے وہ جو اونکو برا کہتے ہین اونکے
دوستونسے صاحب الامر کہینگے تم لوگ ان سے تبرا کرو اور انکی محبت
اپنے دلونسے نکال ڈالو نہین تو عذاب خدا مین مبتلا ہوگے وہ سب کہینگے
واہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی جبکہ ہمنے انکی کوئی بات نہین دیکھی تھی اوسوقت
تو انکی محبت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اب تو ایسی کرامت بھی انسے دیکھ چکے اب
کیونکر انسے بیزاری کر سکتے ہین بلکہ آپسے ہم لوگ علیحدہ ہین اور انسے بیزار
ہین جنھون نے اس خواری و ذلت کے ساتھ ان لوگونکو قبرون سے
باہر نکالا اوسوقت حضرت حکم کرینگے ایک آندھی سیاہ چلیگی کہ وہ سب

دوستداران شیعین ہلاک ہوجائینگے

سبیل نجم معادیین

اور اوسمین ایک شعبہ اور چودہ مسلک اور ایک خاتمہ ہی شعبہ معنی معادیین معاد کے معنے لغت مین عود کے یا مکان عود یا زمان عود کے ہین اور اصطلاح مین عود کرنا روح کا ہی طرف جسم کے یا عود کرنا حیات کا تاکہ دنیا مین جو اعمال نیک یا بد کیے ہین اونکی جزا یا وے نیک لوگ بہشت مین جاوین بد لوگ جہنم مین سزا یاوین۔

مسلک اول اثبات معادیین جاننا چاہیے کہ معاد کا بھی اقرار کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی اور اوسکا انکار کرنا کفر ہی اسی سبب سے سب اہل اسلام بلکہ کل اہل ملل اوس معاد کے قائل ہین مگر بعض حکماء فلسفیین بعض شبہات مین پڑکر اس معاد جسمانی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین جو چیز معدوم ہوگئی اوسکا پھر اعادہ ہونا محال ہی حالانکہ کوئی دلیل اور برہان اوسپر قائم نہین ہی اور جو شبہات کیے ہین وہ سب مخدوش ہین جیسا کہ کتب مبسوطہ مین مذکور ہی یہ نہین سمجھتے کہ جو خلاق عالم ایسا قادر ہی کہ عدم بحت سے وجود مین لایا وہی قادر حکیم ہی اگر بعد معدوم ہونیکے پھر موجود کردے تو کونسے تعجب کی جگہ ہی علاوہ اسکے ممکن ہی کہ اجزائے اصلیہ اوس میت کے موجود ہون اور خداوند دانا سے جزئیات عالم السر والخفیات اون سبکو جمع کرے اور حیات بخشے وھو علی کل شئ قدیر اور دلیل معاد کے ہونیکی دو طرح سے ہی عقلی ونقلی

دلیل عقلی یہ ہی کہ خداوند حکیم نے اس دنیا کو دار تکلیف و مشقت و مزرعۂ آخرت بنایا ہی اور اس بات کو ہم مبحث عدل مین لکھ چکے ہین کہ خدا نے جو اپنے بندونکو تکلیف دی تو اسکا عوض بھی خدا کو دینا ضرور ہی کیونکہ اگر اس مشقت و تکلیف کا عوض نہ ملے تو اس سے خدا کا ظلم لازم آتا ہی حالانکہ خدا عادل ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہین پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندونکو پہونچتا ہی اور ظاہر ہی کہ اس نفع سے نفع دنیا مراد نہین ہی کیونکہ یہ لذات دنیا جو کہ مخلوط ساتھ انواع مصائب و آلام روحانی و جسمانی کے ہین درحقیقت نفع[1] نہین ہین قطع نظر اسکے بہت سے کفار دشمن پروردگار ایسے ہین جو کبھی نیک کام نہین کرتے باینہمہ تمام عمر عیش و عشرت آرام و لذت کے ساتھ بسر کرتے ہین کبھی اونکو تکلیف نہین ہوتی اور بہت سے مؤمنین مخلصین ایسے ہین جو کبھی خلاف حکم خدا نہین کرتے باینہمہ تمام عمر رنج و تکلیف مین فقر و فاقہ مین بسر کرتے ہین کسی قسم کی راحت اونکو نہین ملتی اس سے معلوم ہوا کہ دنیا دار الجزا نہین ہی دار العمل ہی اور دار الجزا کوئی دوسرا مکان ہی کہ وہان ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا عوض پاوے اور وہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ انسان بعد مرنیکے پھر زندہ ہو اسی کو معاد کہتے ہین

اور دلیلین نقلی بہت سی ہین یہان پر ہم ایک ہی آیت پر اکتفا کرتے ہین خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاها

[1] مشقت شاہی و قلیل باشد و مدت لذت و راحت غیر متناہی ۱۲

اول مرة وهو بکل خلق علیم مفسرین نے سبب نزول اس آیہ کا یہ لکھا ہی
کہ ابی بن خلف ایک ہڈی بوسیدہ پیغمبر خدا صہ کے پاس کہین سے لے آیا
اور ہاتھ پر رکھکر اوسکو مل ڈالا کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگئی پھر کہنے لگا ای محمدؐ
تم یہی کہتے ہو کہ خدا قیامت مین زندہ کریگا حضرتؐ نے فرمایا الیتہ بلکہ
تم کو بھی زندہ کریگا اور جہنم مین ڈالدیگا اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی
جسکے معنے یہ ہین کہ ہمارے واسطے وہ شخص ضرب المثل لایا اور اپنی خلقت
کو بھول گیا کہنے لگا اس ہڈی کو جو بوسیدہ ہی کون زندہ کرسکتا ہی کہا ای
رسول زندہ کریگا اوسکو وہ جسنے پیدا کیا اوسکو پہلی مرتبہ اور وہ ہر شئی
مخلوق کو جانتا ہی۔

مسلک دوم اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ جتنی چیزین دنیا مین
زندہ ہین اون سبکے واسطے سوائے ذات خدا کے موت ضرور ہے
کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام حدیث
مین ابی ذر احمر سے منقول ہی وہ کہتا ہی مین امام جعفر صادقؑ کی خدمت
مین گیا کہ اونکے فرزند اسمٰعیل کی تعزیت دون حضرت نے اسمٰعیل کے
حق مین دعا کی پھر فرمایا خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو جو باعث ایجاد
خلق تھے خبر دی انك میت وانهم میتون تو بھی مریگا اور یہ سب
بھی مرینگے اور فرمایا کل نفس ذائقة الموت جتنے لوگ ہین سب
موت کا مزہ چکھینگے بعد اسکے حضرتؐ نے فرمایا قیامت مین اہل زمین
سبکے سب مرجائینگے کوئی باقی نرہیگا بعد اسکے اہل آسمان مرینگے سوائے

ملک الموت اور حاملانِ عرش اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے کوئی نرہیگا
اوسوقت ملک الموت کہینگے خداوندا اب سوائے میرے اور حاملان
عرش کے اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے کوئی باقی نہین ہی حکم ہوگا کہ جبرئیلؑ
اور میکائیلؑ سے کہ تم سب بھی مرجاؤ ملائکہ کہینگے بارالہا یہ دونون تیرے
برگزیدہ وامین ہین حکم ہوگا ہمنے سبکے واسطے موت کو مقرر کیا ہی پس وہ
دونون بھی مرجائینگے تب ملک الموت کہینگے خداوندا اب سوائے میرے
اور حاملان عرش کے کوئی باقی نہین ہی حکم ہوگا حاملان عرش بھی
مرجائین جب وہ سب بھی مرجائینگے تو اوسوقت ملک الموت خائف
وترسان آکر کھڑے ہونگے پس حکم ہوگا ای ملک الموت تو بھی مرجا جب
وہ بھی مرجائینگے اوسوقت خداوند جبار ندا کریگا کہان ہین آج وہ لوگ
جو دعوی خدائی کا کرتے تھے کہان ہین وہ لوگ جو ہمارا شریک دوسرےکو
قرار دیتے تھے اب بتلائین کہ یہ ملک کسکے واسطے ہی پھر فرمائیگا یہ سب اوسی
خداکے واسطے ہی جو واحد وقہار ہی لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

حکایت شہرستانی نے ملل ونحل مین اور مورخین ومحدثین اہلسنت نے
اپنی کتابون مین لکھا ہی کہ جب رسولخدا صنے انتقال فرمایا تو عمر نے کہا
پیغمبرؐ نے انتقال نہین کیا ہی بلکہ مثل عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے گئے ہین
جو شخص کہے گا کہ پیغمبرؐ نے انتقال کیا ہی تو مین اوسکی گردن مارونگا آخر
ابوبکر نے سمجھایا اور کہا تو نہین جانتا کہ خدا فرماتا ہی انک میت
وانھم میتون اوسوقت عمر نے کہا مین نے تو یہ آیت آجتک سنی ہی تھی

مسلک سوم اِس بات کا بھی اقرار کرنا چاہیے کہ وقت احتضار و شدائد جانکندنی کے جناب رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام تشریف لاتے ہین مومنونکو بہشت کی بشارت دیتے ہین کافرون اور مخالفونکو عذاب دوزخ سے ڈراتے ہین اور یہ بات مذہب امامیہ مین باحادیث مستفیضہ و متواترہ طریقۂ اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہی حدیث مین ہی کہ جب زبان محتضر کی بند ہوتی ہی تو رسولخدا اور علی مرتضےٰ تشریف لاتے ہین پیغمبر خدا داہنی طرف اور امیر المومنین بائین طرف بیٹھتے ہین حضرت رسول اوس شخص سے کہتے ہین کہ جسکا تو امیدوار تھا وہ تیرے سامنے ہی اور جس سے تو خائف تھا اوس سے بیخوف ہو پس بہشت کے دروازیکو کھولدیتے ہین اور اوس سے کہتے ہین دیکھ یہ تیری جگہ ہی اگر تو چاہے تو پھر دنیا مین تجکو پھیر دین وہ شخص کہتا ہی اب مجکو دنیا مین جانیکا کچھ کام نہین ہی بعد اسکے رنگ اوسکا سفید ہو جاتا ہی پیشانی پر اوسکی پسینہ آنے لگتا ہی لب اوسکے کھنچ جاتے ہین ناک اوسکی دراز ہو جاتی ہی آنکھونسے اوسکی آنسو جاری ہوتے ہین جب جان اوسکے بدن سے نکلجاتی ہی تو پھر دنیا مین جانیکو اوس سے کہتے ہین وہ قبول نہین کرتا اور روح برابر اوسکے ساتھ ساتھ رہتی ہی یہانتک کہ غسل دیتے ہین اور کفن کرتے ہین اور تابوت مین رکھتے ہین جب اوسکو لیجاتے ہین تو روح بھی آگے آگے چلتی ہی اور مومنونکی روحین اوسکے استقبال کے واسطے آتی ہین اور اوسپر سلام کرتی ہین اور بہشت کی بشارت دیتی ہین۔

مسلک

در احوال برزخ

مسلک چہارم احوال مین عالم برزخ کے

برزخ اوس زمانہ کو کہتے ہین جو مرنے سے قیامت تک ہی اور سوال وضغطہ و فشار قبر یہ سب اسی زمانہ مین بدن سے متعلق ہوتے ہین اور باقی امور زمانہ برزخ کے روح سے متعلق ہوتے ہین حدیث مین ہے کہ روحین مومنین کی اکثر اپنے اہل وعیال کے دیکھنے کو آتی ہین اور جس چیز کو دوست رکھتی ہین اوسکو ملاحظہ کرتی ہین اور جس چیز سے کراہت رکھتی ہین وہ اونکے دیکھنے مین نہین آتی اور کافر کی روح بھی اپنے اہل وعیال کو دیکھنے آتی ہی جس چیز کو نہین چاہتی وہ اوسکے دیکھنے مین آتی ہی اور جس چیز کو چاہتی ہی وہ اوسکے دیکھنے مین نہین آتی غرض بعض روحین ہر جمعہ کو آتی ہین اور بعض کم آتی ہین جیسے جسکے اعمال ہون اور ایک حدیث مین ہی کہ بعض ارواح ہر سال اور بعض ہر مہینے مین اور بعض ہر ہفتہ مین اور بعض تیسرے روز اور بعض ہر روز جیسا جسکا مرتبہ ہو اپنے اہل وعیال کے دیکھنے کو آتی ہی اور عزیز و اقارب کو دیکھتی ہی اگر اونکو خیر و خوبی مین پاتی ہی تو خوشی ہوتی ہی اگر گناہ و پریشانی مین دیکھتی ہی تو غمگین ہوتی ہی اور اسکا بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ سوال قبر حق ہی اور مشہور اکثر متکلمین کے نزدیک ہی کہ سوال قبر عام نہین ہی بلکہ مخصوص اوسی سے سوال ہوگا جو مومن کامل یا کافر محض ہی اور جو لوگ مستضعف یا مجنون یا اطفال ہین اونسے سوال نہین ہوگا اسی طرح اوس میت سے بھی سوال نہوگا جس میت کے واسطے تلقین پڑھی گئی ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ جب میت کو قبر مین تلقین کرتے ہین تو فرشتے آپسمین کہتے ہین آؤ پھر چلین

آمدن ارواح برائے دیدن اہل وعیال خود

سوال قبر

جو عقیدہ نیک اسکا تھا وہ تو معلوم ہو چکا اسکو تعلیم کر چکے اور حدیث مین ہی
کہ جب مُردیکو دفن کر چکتے ہین تو اوسکی قبر مین دو فرشتے منکر و نکیر آتے ہین
کہ آواز ین اونکی مثل رعد کے اور آنکھین اونکی مثل برق کے ہین اور بال
اونکے زمین پر لٹکتے ہین وہ اوس مردیکو کمر تک زندہ کرتے ہین اور پوچھتے ہین
بتا پروردگار تیرا کون ہی اور دین تیرا کیا ہی اگر مؤمن ہی تو کہتا ہی اللہ پروردگار
میرا ہی اور اسلام دین میرا ہی اور قرآن کتاب میری ہی اور کعبہ قبلہ میرا ہی
بعد اسکے پیغمبر اور امام کا سوال کرتے ہین جب سبکا جواب ٹھیک دیتا ہی تو وہ
فرشتے اوس سے کہتے ہین ؎

سُو تو آرام سے نہ کہہ کچھ بات	جیسے سویا تھا اپنے بیاہ کی رات

اور اوسکی قبر کو کشادہ کر دیتے ہین قبر اوسکی نورانی ہو جاتی ہی اور ایک دروازہ
بہشت کا اوسکے سامنے کھولدیتے ہین جہانتک اوسکی نظر کام کرے اور اوس سے خوشبو
بہو نچا کرتی ہی نسیم بہشت آیا کرتی ہی اور اگر وہ میت کافر ہی تو جب وہ دونو
فرشتے اوس سے اِن سب باتونکو پوچھتے ہین تو کہتا ہی مین نہین جانتا پس
ایک دروازہ جہنم کا اوسکے واسطے کھولدیتے ہین کہ ہمیشہ اوس سے حرارت جہنم
بہو نچا کرتی ہی

مسلک پنجم بیان مین بعض علامات قیامت کے پہلے خروج کرنا
یاجوج اور ماجوج کا ہی مفسرین نے حذیفہ سے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے
فرمایا یاجوج ایک گروہ ہی اور ماجوج بھی ایک گروہ ہی ہر ایک چار سو طائفے
ہین اور ایک شخص انمین کا نہین مرتا ہی جبتک ہزار اولاد ذکور اپنے

صلب سے نہ دیکھے اور انکی تین قسمین ہین ایک قسم کے لوگ تو مثل درخت کے بلند ہین اور ایک قسم کے لوگ ایسے ہین جو طول اور عرض مین برابر ہین اور یہ لوگ ایسے ہین کہ کوئی پہاڑ یا لوہا انکے سامنے نہین ٹھہر سکتا اور ایک قسم کے وہ لوگ ہین جنکے کان بہت بڑے ہین کہ ایک کان کو بچھاتے ہین اور دوسرے کان کو اوڑھتے ہین اور جس جانور کے پاس گذرتے ہین جیسے ہاتھی اور اونٹ اور سور وغیرہ اوسکو کھا لیتے ہین بلکہ انمین سے جب کوئی مرتا ہی تو اوسکو بھی وہ لوگ کھا جاتے ہین دوسرے ظاہر ہونا دابۃ الارض کا ہی اکثر احادیث مین وارد ہوا ہی کہ مراد دابۃ الارض سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہین کہ قریب قیامت کے ظاہر ہونگے اور اونکے ساتھ عصاے موسیٰ اور انگشتر سلیمان ہوگی عصا کو مؤمن کی دونون آنکھونکے درمیان مین مارینگے اوسپر نقش ہو جائیگا ھذا مؤمن حقا اور انگوٹھی سے کافر کی دونون آنکھونکے درمیان مین مارینگے کہ اوسپر لکھ جائیگا ھذا کافر حقا اور بعضر حدیث مین ہی کہ اوس عصا کو پیشانی پر مومن کی مارینگے پس ایک سفیدی مثل ستارے کے ظاہر ہوگی کہ تمام چہرہ اوسکا نورانی ہو جائیگا اور انگوٹھی سے کافر کی ناک پر مارینگے کہ سیاہ ہو جائیگی اور تمام چہرہ اوسکا کالا ہو جائیگا تیسرے آفتاب مغرب سے طلوع کریگا چوتھے مشرق کی جانب سے دھوان بلند ہوگا حق تعالے فرماتا ہی یوم تاتی السماء بدخان مبین اور وہ دھوان مشرق سے لیکر مغرب تک تمام بھر جائیگا اور چالیس روز تک رہیگا مؤمنین کے لیے مثل زکام کے ہوگا اور کافرونکے لیے مثل صاحب نشہ کے اور وہ دھوان اونکے دماغ سے اور کان سے

دابۃ الارض

اور نیچے سے نکلیگا۔

مسلک ششم بیان مین نفخ صور اور فنائے اشیاء کے

جاننا چاہیے کہ نفخ صور آیات و حدیث سے ثابت ہی خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا یعنے اوسروز کہ جب صور پھونکا جائیگا تو تم لوگ آؤگے اپنی قبرون سے محشر مین فوج فوج بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ جناب رسولخدا سے معاذ بن جبل نے پوچھا یا حضرت افواجا سے کیا مراد ہی فرمایا ای معاذ تو نے بڑے امر عظیم کا سوال کیا یہ فرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا میری امت کے لوگ دس قسم سے محشور ہونگے کچھ تو بندر کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو چغلخوری کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ سور کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو حرام کھاتے ہین اور کسب حرام کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ منھ کے بھل محشور ہونگے اور فرشتے اونکو دوزخ کی طرف کھینچتے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے ہین اور کچھ لوگ اندھے محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو حکم مین جور و ظلم کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ بہرے اور گونگے محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے اعمال پر غرور کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ اسطرح محشور ہونگے کہ اپنی زبان کو چباتے ہونگے اور وہ زبان اونکے سینون تک لٹکتی ہوگی اور اونکے منھ سے پیپ جاری ہوگی کہ اہل محشر اوس سے پناہ مانگینگے اور یہ وہ لوگ ہین جو عالم ہین مگر قول اونکا خلاف اونکے عمل کے ہوتا ہی اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے ہاتھ اور پانون کٹے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے

ہمسایہ کو اذیت پہونچایا کرتے ہین اور کچھ لوگ آگ کی سولی پر دار کشیدہ محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو بادشاہونکے یہان لوگونکی بدگوئی کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے بدنسے مثل مُردار کے بدبو آئیگی اور یہ وہ لوگ ہین جو بموجب شہوات نفسانی اپنے عمل کیا کرتے ہین اور حق خدا کو مثل زکوۃ وغیرہ کے نہین دیتے ہین اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے جُبّے سر سے پیر تک قطران کے ہونگے اور بدنسے ملے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو تکبر کیا کرتے ہین اور حدیث مین ہی کہ خدانے اسرافیلؑ کو ایک صور بہت بڑا حوالہ کیا ہی کہ ایک سرا اوسکا مشرق مین پہونچتا ہی اور دوسرا مغرب مین اور جب سے پیدا ہوے ہین اوس بوق کو مُنھ مین لیے برابر منتظر حکم خدا کے ہین کہ جب اوسکا حکم ہو تو صور پھونکین منقول ہی کہ دو شخص کپڑا نکالکر خرید و فروخت کرتے ہونگے اور ابھی کپڑیکو تہ نکیا ہوگا کہ قیامت ہوجائیگی اور کسی نے لقمہ اوٹھایا ہوگا ابھی مُنھ تک نہ پہونچا ہوگا کہ مرجائیگا اسقدر مہلت نہ ملیگی کہ اپنے گھر پھر کر آئے یا کچھ وصیت کرے جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائیگا (جسکو مُفنیہ کہتے ہین) تو جتنے ذیحیات زمین اور آسمان مین ہین وہ سب مرجائینگے الا من شاء اللہ جب دوسری مرتبہ پھونکا جائیگا (جسکو مُعیدہ کہتے ہین) تو وہ سب زندہ ہوجائینگے اور حیران کھڑے ہوکر دیکھینگے کہ اب اِنکے ساتھ کیا ہوتا ہی جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون اور امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ خدا حکم کریگا اسرافیلؑ کو

کہ دنیا مین جاؤ پس وہ صور لیکر آوینگے اور صور مین ایک سرا اور دو شاخین
ہین کہ درمیان اون دونون شاخونکے مثل آسمان اور زمین کے فاصلہ ہی
جب ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ صور لیے جاتے ہین تو کہینگے معلوم ہوتا ہی
کہ خدا نے اہل زمین اور اہل آسمان کے مرنیکا حکم دیا ہی جب اسرافیل زمین پر
آئینگے تو بیت المقدس مین جائینگے اور منہ کعبہ کیطرف کرینگے جب اہل زمین
اسرافیل کو دیکھینگے تو کہینگے معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے اہل زمین کے مرنیکا حکم
دیا ہی غرض اسرافیل اوس شاخ سے جو زمین کیطرف ہی صور پھونکین گے
پس اوس سے ایسی آواز نکلیگی کہ زمین پر جتنے ذی روح ہین سب مرجائینگے
اور اسی طرح اوس سرے سے جو آسمان کیطرف ہی جب صور پھونکین گے
تو ایسی آواز نکلیگی کہ سب اہل آسمان ذی روح سوائے اسرافیل کے
ہلاک ہوجائینگے اوسوقت اسرافیل کو حکم ہوگا تم بھی مرجاؤ پس وہ بھی
مرجائینگے اور اسی کیفیت پر باقی رہیگا جبتک کہ خدا چاہے

مسلک ہفتم بیان مین حشر وحوش کے خداوند عادل فرماتا ہی

واذا الوحوش حشرت اس بات پر سبکا اتفاق ہی کہ قیامت مین
سب جانور بھی محشور ہونگے تاکہ وہ مصیبت و رنج جو دنیا مین اونکو پہونچا ہے
جیسے بیمار ہونا اور مرنا اور ذبح ہونا اور مثل ان سبکے اوسکی جزا پاوین جس
حیوان کو کسی حیوان سے اذیت پہونچی ہو جیسے شاخدار نے حیوان بے شاخ کو
مارا ہو اوسکا قصاص لے بعد اسکے خدا کو اختیار ہی کہ بعض کو بہشت مین
لیجاے اور بعض کو فنا کردے اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تم لوگ

قربانی کو اچھی طرح کیا کرو کہ صراط پر جانیکے واسطے وہ تمھاری سواری ہوگی

مسلک ہشتم بیان مین احوال مجانین واطفال کے حدیث مین ہے

کہ مومنین کے لڑکونکو رب العالمین حضرت ابراہیم اور سارہ کے سپرد کرتا ہے کہ وہ اونکی پرورش کرتے ہین اور ایک درخت سے (جو بہشت کے ایک قصر مروارید مین ہی اور اوسمین پستان مثل گائے کے پستانونکے بنے ہوے ہین) دودھ پلایا کرتے ہین جب لڑکے کے مُنھ سے نکل جاتا ہی تو پھر اوسکے مُنھ مین لگا دیتے ہین جب روز قیامت ہوگا تو اون اطفال کو لباسہاے پاکیزہ پہنا کر خوشبو لگا کر اونکے باپکو دیدینگے اور بعض حدیث مین ہی کہ شیعونکے لڑکونکو حضرت فاطمہ پرورش کرتی ہین جب قیامت ہوگی تو اونکے باپکو تحفہ دینگی وہ سب اپنے باپکے ساتھ بہشت مین رہا کرینگے اور کفار کے لڑکونمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین وہ سب بھی مثل اپنے باپکے جہنم مین جائینگے اور بعضونکا قول ہی کہ سب بہشت مین جائینگے اور بعضون نے لکھا ہی کہ اعراف مین رہینگے اور بعضون نے کہا ہی کہ خدا بموجب اپنے علم کے عمل کریگا جنکو جانتا ہی کہ اگر یہ زندہ رہتے تو سعید ہوتے وہ تو بہشت مین جائینگے اور جنکو جانتا ہی کہ اگر یہ زندہ رہتے تو شقی ہوتے وہ جہنم مین جائینگے اور بعض حدیث مین ہی کہ جب روز قیامت ہوگا تو خداوند عالم آگ روشن کریگا اور لڑکونکو اور مجنونونکو اور گونگے کو اور ابلہ اور مستضعف کو اور اوس شخص کو جو زمانۂ فترت مین رہا اور اوسپر حق ظاہر نہوا (مثل زمانۂ جاہلیت کے) حکم کریگا اس آگ مین چلے جاؤ جو شخص چلا جائیگا اوسپر وہ آگ سرد ہو جائیگی اور جو لوگ تامل کرینگے

لہ بیشک ان لڑکونکو ابراہیم و سارہ و فاطمہ نہین پرورش کرتے بلکہ ایک فرشتہ مقرر ہی جسکا نام کفالہ ہی وہ پرورش کرتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ابراہیم و سارہ و فاطمہ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام انکی پرورش کرتے ہین واللہ اعلم ۱۲ منہ

وہ کہینگے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم دیدہ و دانستہ آگ مین کودپڑین اوسوقت
خدا اونسے فرمائیگا جب ہمنے بلا واسطہ ایک امر کے واسطے تمسے کہا تو تمنے اوسکو
قبول نکیا اگر بواسطہ کسیکے ہمارا حکم تم تک پہونچتا تو اوسکو کب مانتے آخر الامر
وہ سب جہنم مین جائینگے۔

مسلک نہم بیان مین میزان وحساب ومواخذہ رب الارباب کے

جاننا چاہیے کہ میزان کا ہونا حق ہی حق تعالے فرماتا ہی والوزن یومئذ
الحق فمن ثقلت موازینه فاولئك هم المفلحون ومن خفت موازینه
فاولئك الذین خسروا انفسهم بما کانوا بایاتنا یظلمون یعنے وزن
بروز قیامت حق ہی پس جس کسی کا پلہ نیکی کا بھاری ہوگا وہ لوگ رستگار
ہین اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہوگا پس وہ لوگ وہ ہین جو ہمارے آیات اور
احکام کو نہین مانتے تھے اور اپنے نفسونپر ظلم کرتے تھے اور اوسکو ضائع کرتے تھے
اور وزن مین اعمال کے اختلاف ہی کہ اس سے کیا مراد ہی بعضون نے
کہا ہی کہ اعمال مجسم ہوکر تولے جائینگے اور بعضون نے کہا ہی کہ صحیفۂ اعمال
تولے جائینگے اور مثل اسکے اور بھی اقوال ہین جنکا لکھنا خالی طوالت سے
نہین ہی اعتقاد اجمالی کافی ہی حدیث مین ہی جب روز قیامت ہوگا تو
دو بندۂ مؤمن ایک فقیر اور ایک امیر کو حساب کے واسطے کھڑا کرینگے
اوسوقت فقیر کہیگا پروردگارا مجکو کسواسطے روک رکھا ہی تو خوب جانتا ہی
کہ تونے مجکو کوئی حکومت اور ریاست نہین دی تھی جسکے سبب سے مین
کسی پر ظلم کرتا یا عدالت کرتا اور نہ بہت زر و مال تونے مجکو دیا تھا جو مین نے

تیری زکوۃ ندی تیری راہ مین خرچ نکیا یا بیجا صرف کیا اسی قدر تو نے مجکو دیا جس سے مین اپنی زندگی بسر کرتا رہا اپنی جان کی حفاظت کرتا رہا اوسوقت خداوند جلیل فرمائیگا یہ بندہ میرا سچ کہتا ہی چھوڑ دو اسکو کہ بہشت مین جائے آور وہ مالدار اوسی طرح برابر حساب کے واسطے کھڑا رہیگا اسقدر پسینہ اوس سے جاری ہوگا کہ اگر چالیس اونٹ پئین تو اونکے واسطے کافی ہو بعد اس خرابی کے بہشت مین جائیگا وہ فقیر اوس سے پوچھیگا اتنی دیر تجکو کیون ہوئی وہ کہیگا حساب دیتے دیتے برا حال ہوا برابر ایک قصور کے بعد دوسرا قصور ظاہر ہوتا تھا آخر خدا نے اپنی رحمت سے بخشدیا پھر وہ امیر اوس سے پوچھیگا تو کون ہی وہ کہیگا مین وہی فقیر ہون جو تیرے ساتھ عرصۂ محشر مین کھڑا کیا گیا تھا آور اسی طرح جب مومن گنہگار اور شیعیان اہلبیت اطہار کو قیامت کے روز مقام حساب مین لاکر کھڑا کرینگے تو خداوند کریم خود متوجہ حساب ہوگا اور ایک ایک گناہ پر اوسکے اوسکو آگاہ کرتا جائیگا بندہ کہتا جائیگا ہان ای ستار العیوب یہ گناہ مجھ سے ہوا ہی پس خدا اون گناہونکو کسی پر ظاہر نکریگا نہ کسی پیغمبر پر نہ کسی فرشتہ پر بلکہ بعض گناہ کو اوسکے اوس شخص پر بھی ظاہر نکریگا تا باعث [illegible] ندامت کا نہو بعد اسکے کاتبان اعمال کو حکم کریگا کہ اسکے گناہونکو [illegible] اور سب پر ظاہر کرو جب لوگ دیکھینگے تو کہینگے اللہ اللہ یہ ایسا بندہ ہی جسنے ایک گناہ بھی نہین کیا پس حکم ہوگا اسکو داخل بہشت کرو اور یہی معنے ہین قول خدا کے فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات

بیان کردن غفور الرحیم بندگان مومن را یوم القیامت

وکان اللہ غفورا رحیما اور حدیث مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے
منقول ہی کہ جب روز قیامت ہوگا تو لوگ اپنی قبرون سے باہر ہنہ عریان
بدن بے ریش وبے عیب نکلینگے اور ایک عقبہ محشر مین یہ سب جمع ہونگے
اوس سے باہر جانے نہین پائینگے اسقدر مجمع ہوگا کہ ایک دوسرے پر سوار
ہونگے یہانتک کہ دم گھٹنے لگے گا اور بے انتہا پسینہ جاری ہوگا نالہ وفریاد کی
آوازین بلند کرینگے پس ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ایسی آواز دیگا جسکو
سنکر سب چپ ہوجائینگے خوف سے کانپنے لگینگے آنکھونسے آنسو جاری ہونگے
حیرت سے آسمان کیطرف دیکھتے ہونگے اوسوقت خداوند جبار کہیگا مین ہون
وہ خدا جسکا کوئی شریک نہین ہی اور مین عادل ہون آجکے روز تم لوگونمین
عدالت وانصاف کے ساتھ حکم کرونگا حق ضعیف کا قوی سے لونگا گنا ہونکو
نیکیونسے بدل دونگا جو کوئی کسیکے ظلم کو معاف کریگا اوسکو ثواب عطا کرونگا
آجکے روز اس عقبہ سے کوئی ظالم نگذریگا مگر وہ جسکو مظلوم بخشدے اور مین
اوسکے عوض مین ثواب عطا کرون اب تم لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر
اپنا اپنا مظلمہ طلب کرو جسکو جس سے دنیا مین ظلم پہونچا ہو وہ دادخواہ ہو
مین گواہ ہون یہ سنکر سب مظلوم دوڑینگے اور اپنے اپنے ظالمونکو ڈھونڈھکر
نکالینگے اور اونسے مواخذہ چاہینگے اسی حال پر ایک مدت ہوجائیگی کہ سبکے
سب پریشان ہونگے اور پسینہ مین بھر جائینگے بہت سے کہینگے مین اپنے
مظلمہ سے باز آیا کہین جلد اس عقبہ سے نجات ملے اوسوقت آواز آئیگی اگر
چاہو تو اپنے مظلمہ کو بخشدو اور اس عقبہ سے گذر جاؤ اور اگر نہین بخشتے ہو

سلسلہ
الصغیر الطریق الی حق علیہ السلام
وبقای قبال سعادۃ الشہادۃ
بالفضیل والخاطر وقبل العقبۃ
الخیر الفضیل الی اس الجلیل
بقبا فبالان اس ۲۲ محمد البلیان

عدالت خدا در میان
ظالم ومظلوم

تو ٹھہرے رہو کہ مین تمہارا مظلمہ ظالم سے لون یہ سنکر بہت سے لوگ خوش ہونگے اور اپنے مظلمہ کو بخشدینگے کہ جلدی نجات پاوین اور بعضے کہینگے یا غیاث المستغیثین ہمارا مظلمہ بہت بڑا ہی ہم نہ بخشینگے اوسوقت رضوان خازن جنانکو حکم ہوگا کہ ایک قصر چاندی کا قصرہاے بہشت سے انواع نعمت والوان ظروف طلا ونقرہ اور حور وغلمان سے آراستہ کرے جب آراستہ ہوگا تو ایک منادی آواز دیگا اِس مکان کیطرف دیکھو اوسکو دیکھکر ہر شخص تمنا کریگا کہ یہ مکان مجکو ملتا آواز آئیگی یہ مکان اوسکا ہی جو اپنے مظلمہ کو معاف کرے یہ سنکر اکثر معاف کردینگے اور کچھ لوگ نہین معاف کرینگے اوسوقت اون لوگونکو میدان حساب مین عرش خدا کے پاس لاکر کھڑا کرینگے اور صحیفہ اعمال کھولے جائینگے میزان کھڑی کیجائیگی خداوند عادل مظلومونکی دادرسی کریگا ظالم اگر کافر ہی تو اوس مظلوم کے گناہ کو اوسکے اوپر زیادہ کردیگا کہ باعث اوسکے زیادتی عذاب کا ہوگا اور اگر ظالم مسلمان ہی تو بقدر اوسکے ظلم کے اوسکی نیکیان لیکر مظلوم کو دیدیگا اور ظالم کے گناہ کو اوسقدر زیادہ کردیگا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ قیامت کے روز کچھ لوگ جب اونکے اعمال قبیح اونکو دکھلائے جائینگے تو اوس سے اِنکار کرینگے کہینگے ہمنے تو ان کا ہونسے ایک بھی نہین کیا ہی پس وہ فرشتے جنھون نے لکھا ہی گواہی دینگے وہ کہینگے پروردگارا یہ سب تیرے فرشتے ہین تیری ہی ایسی گواہی دینگے قسم تیری مین نے اِن کا ہونکو نہین کیا ہی اوسوقت اونکی زبانین بند ہوجائینگی اور اعضا وجوارح گواہی دینگے کان گواہی دیگا

انکار ایسان بعض از اعمال قبیحہ خود در شہادت اعضا وجوارح

جو حرام چیز ونکو سنا ہی مثل غنا اور غیبت وغیرہ کے انکھ گواہی دیگی جو اشیاء حرام کو دیکھا ہی مثل ناچ وغیرہ کے ہاتھ گواہی دینگے جو اونسے حرام کام ہوے ہین جیسے چوری وقتل نفس وغیرہ پانون گواہی دینگے جو حرام کام مین چلے ہین فروج گواہی دینگے جو اونسے حرام ہوا ہی جیسے زنا ولواطہ وسحق وغیرہ اور یہی معنے ہین قول خدا کے حتّٰی اذا ما جاؤھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون

مسلک دہم بیان مین حوض کوثر کے خداوند مجید فرماتا ہی انّا اعطیناک الکوثر ای رسول ہمنے تمکو کوثر عطا کیا اکثر عامّہ وخاصّہ کا اسپر اتفاق ہی کہ مراد اس سے حوض کوثر ہی عائشہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت امیرؑ نے پیغمبر خدا سے حوض کوثر کو پوچھا فرمایا ایک نہر ہی جو عرش کے نیچے جاری ہوا ور کوزے اوسکے کنارے مثل ستارونکے رکھے ہین پانی اوسکا دودھ سے سفید اور شہد سے شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم ہی اور سنگریزے اوسکے مروارید اور زبرجد ویاقوت کے ہین اور گھاس اوسکی زعفران ہے خاک اوسکی مشک سے زیادہ خوشبو ہی بعد اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کے شانہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ای علیؑ وہ نہر میرے واسطے ہی اور میرے بعد جو تمھارے دوست ہین اونکے واسطے ہی اور حضرت ابوذرؓ سے منقول ہی کہ رسولخدا نے فرمایا میری امت حوض کوثر پر وارد ہوگی پانچ علم کے ساتھ پہلا رایت محمدؐ (یعنی پیغمبر صاحب کا) پس مین اونھکر اوسکا ہاتھ پکڑونگا یہ دیکھکر اوسکا منھ سیاہ ہوجائیگا پانون تھرانے لگینگے بدن کانپنے لگے گا اور

جو اوسکے شریک ہین اون سبکا بھی یہی حال ہوگا مین اونسے پوچھونگا دو چیز بزرگ جو تم لوگو نمین ہم چھوڑ گئے تھے اونکے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کو (یعنے قرآنکو) تو ہمنے غلط سمجھا اور اوسکی تکذیب کی اور چھوٹے کو (یعنے اہلبیتؑ کو) آزار دیے اونپر ظلم کیے مین کہونگا تم سب بائین جانب جاؤ پس اونکو فرشتے جانب شمال (جو محل اہل عذاب ہی) اوسی طرح پیاسا بارو سیاہ لیجائینگے اور ایک قطرہ آب کوثر سے نہ دینگے بعد اسکے رایت فرعون (یعنے دوسرے صاحب کا) آئیگا اور اس رایت کے ساتھ بہت سے لوگ ہونگے ابوذرؓ نے جب یہ سُنا کہا یہ سب گمراہ ہونگے فرمایا بلکہ دین کو میرے یہ سب فاسد کر دینگے حق کو باطل کرینگے غیر کے حق کو دنیا کے واسطے غصب کرینگے اِنکی جتنی باتین ہونگی سب دنیا کے واسطے ہونگی حضرت فرماتے ہین جب مین اوسکا ہاتھ پکڑونگا تو اوسکا بھی رنگ سیاہ ہوجائیگا قدم کانپنے لگینگے بدن لرزنے لگے گا اوسکے ساتھیونکا بھی یہی حال ہوگا انسے بھی مین پوچھونگا ثقلین کے ساتھ تمنے کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کو ہمنے جھوٹا سمجھا اور بھاڑ ڈالا اور چھوٹے کے ساتھ جنگ کی اور اونکو قتل کر ڈالا اوسوقت مین کہونگا تم سب بھی بائین جانب جاؤ پس یہ سب بھی اوسی طرح پیاسے بارو سیاہ دہنسے نکالے جائینگے بعد اسکے رایت فلان (یعنے تیسرے صاحب کا) آویگا اور اوسکے ساتھ پچاس ہزار آدمی ہونگے اونسے بھی اوسی طرح سوال وجواب ہوگا جیسا اون دونونسے ہوگا اور اونکا بھی وہی حال ہوگا جو اون دونونکا ہوگا بعد اسکے رایت مجدد (یعنے سردار خوارج کا) آویگا اوسکے ماتحت ستر ہزار

آدمی میری امت سے ہونگے اون سبکا بھی بعد سوال وجواب کے وہی حال ہوگا جو اون تینونکا ہوا بعد اسکے آویگا رایت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین (یعنے علی بن ابیطالبؑ کا) جب مین اونکا ہاتھ پکڑونگا تو چہرہ اونکا اور اونکے اصحاب کا نورانی اور سفید ہوجائیگا اونسے پوچھونگا تمنے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کی تصدیق کی اور اوسکی پیروی کی اور چھوٹے کی مدد کی اور اوسکے دشمنونسے جہاد کیا اوسوقت مین کہونگا تم لوگ آؤ اس نہر سے پیو جب وہ لوگ اوس نہر سے پانی پئین گے تو پھر کبھی پیاسے نہونگے اور بعض کے چہرے مانند چاند کے اور بعض کے مانند ستارے کے روشن ہوجاوینگے اس روایت کو دیکھکر اہلسنت کو تعجب ہوگا ابتدا اسکو قبول نکرینگے مگر ہم اسی روایت کے موافق انکی کتابونسے بھی بلکہ صحاح سے لکھتے ہین جس سے بموجب الحدیث یفسر بعضہ بعضاً بخوبی سمجھا جائیگا کہ بیشک حضرات ثلاثہ اصحاب بدعت وضلالت سے ہین صحیح بخاری مین ہے عن عبد اللہ عن النبیؐ قال انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک یعنے عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخداؐ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا مین تم سبکے پہلے حوض کوثر پر جاؤنگا وہان دیکھونگا کہ تم لوگونمین سے کچھ لوگ ظاہر ہونگے پس اونکو فرشتے پکڑکر جہنم کی طرف کھینچتے ہوے میرے پاس سے لیجائینگے اوسوقت مین کہونگا پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ ان سبنے تمھارے بعد

صہ ۹۷۴ جلد دوم چھاپہ میرٹھ

کیا کیا بدعتین کین اور ایک روایت مین ہی فاقول الھم صنی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی یعنے حضرتؐ نے فرمایا اوسوقت مین کہونگا یہ سب تو مجھ سے ہین (یعنے میرے اصحاب ہین) آواز آئیگی تم نہین جانتے کہ ان لوگون نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا دوری ہو دوری ہو رحمت خدا سے اوس شخص کے لیے جسنے میرے بعد میرے دین کو تغیر دیا اور خراب کر دیا اور صحیح مسلم مین ہی الا وانہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال انھم لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم یعنے ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ پیغمبر خداؐ نے ایک روز منبر پر جاکر خطبہ پڑھا اور اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ قیامت مین کچھ لوگ میری امت سے لائے جائینگے پس فرشتگان ذات الشمال (جو عذاب کے واسطے مقرر ہین) اونکو جہنم مین لیجانیکے واسطے پکڑینگے اوسوقت مین کہونگا خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ بعد تمھارے ان لوگون نے کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا وہ کلام جو حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ خداوندا مین جبتک ان لوگونکے ساتھ تھا انکا نگران رہا

صہ ۶۶۶ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

جب تونے مجکو بلالیا پھر تو ان سبکا نگران حال تھا اور تو ہر چیز کا واقف کار ہی
اگر تو ان لوگونکو عذاب کریگا تو تیرے بندے ہین اور اگر بخشدیگا تو تو عزیز
وحکیم ہی حضرت نے فرمایا اوسوقت جواب ملیگا کہ حبب سے تم ان لوگونسے
جدا ہوے برابر یہ لوگ اولٹے پانوں دین سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے اگر کسی
یہ شبہہ ہو کہ ان حدیثون مین تو کہین ثلاثہ کا نام نہین ہی یہ حدیث اصحاب
ثلاثہ مین سے کسی پر بعینہ کیونکر صادق ہوسکتی ہی تو ہم کہینگے کہ ہم اوپر لکھ چکے
کہ یہ بات مسلم الثبوت ہی کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہی
اور ہم اوپر حدیث خمسہ روایات کی لکھ چکے ہین کہ ان تینونکو بعد سوال وجواب
کے فرشتے پکڑ کر جہنم مین لیجائینگے اور یہ روایت ہمارے یہان بطرق متعدد
وارد ہی اور جناب حیدر صفدر ساقی کوثر نے بھی اس روایت کی تصدیق
کی ہی پس یہ بات نہایت بے انصافی کی ہی کہ شیعونکے یہان کی روایات
جو ماخوذ اقوال اہلبیت طاہرین اور ائمہ معصومین سے ہین وہ سب غلط
ٹھہرائی جائین خصوصًا اوس صورت مین بھی جبکہ اہلسنت کے یہانکی
روایات سے معاضد وموافق ہون اسپر بھی اگر کوئی متعصب کہے
کہ ہم ہرگز شیعونکی روایات کو نہین مانتے ہمکو تصریح نام کی اہلسنت کی
کتاب سے دکھادو تو ہم بحمد اللہ رب العالمین واعانت مدد ائمہ
معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین تصریح نام کی بھی اہلسنت کی کتاب
سے ثابت کیے دیتے ہین کہ پھر اونکو جاے کلام باقی نرہے موطا ابن مالک
مین لکھا ہی مالک عن ابی النضر مولے عمر بن عبد اللہ بلغہ ان
رسول اللہ

رسول اللہ ص قال لشہداء احد ھؤلاء اشہد علیہم فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ ص ألسنا باخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاہدنا کما جاہدوا فقال رسول اللہ ص بلے ولا ادری ما تحدثون بعدے قال فبکے ابو بکر ثم بکی ثم قال ائنا لکائنون بعدک یعنے مالک نے ابو نضر سے روایت کی ہی کہ جو لوگ جنگ احد مین شہید ہوے تھے اونکی لاشونکے پاس جناب رسولخدا ص تشریف لاے اور فرمایا مین گواہی دیتا ہون انکے بارے مین (یعنے یہ سب جنتی ہین) یہ سنکر ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ ص کیا ہم لوگ انکے بھائی نہین ہین ہم بھی اسلام لائے جسطرح یہ لوگ اسلام لائے ہمنے بھی جہاد کیا جسطرح ان لوگون نے جہاد کیا (یعنے آپ ہمارے واسطے کیون نہین جنتی ہونیکی گواہی دیتے ہین) پیغمبر خدا ص نے فرمایا ہان یہ سب ہی مگر مین نہین جانتا کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعتین کروگے راوی کہتا ہی یہ سنکر ابو بکر نے پے درپے رونا شروع کیا بعد اسکے کہا یا رسول اللہ ص کیا ہم لوگ بعد آپ کے ہونیوالے ہونگے اس سے ظاہر ہوا کہ محدثین و مبدعین سے مراد حدیث حوض مین بھی یہی حضرات ثلاثہ اور اونکے اتباع ہین اگر ابو بکر کا شمار اون لوگونمین نہوتا تو بیشک ابو بکر کے رونے پر حضرت رسول ص سکوت نکرتے بلکہ فرما دیتے کہ تم کیون روتے ہو تم اون لوگونمین نہین ہو بلکہ تم جنتی ہو جسطرح حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے ازواج مین سے ایک عورت ہوگی کہ میرے بھائی اور وصی سے لڑیگی اور جب مقام حوأب پر پہونچیگی تو کتے وہانکے بھونکینگے اور وہ ناحق پر ہوگی یہ سنکر ام سلمہ رض رونے لگین حضرت نے اونکو تسلی دی

اور فرمایا تم کیون روتی ہو تم اونمین نہین ہو اور صحیح ترمذی مین عائشہ سے منقول ہی قال رسول اللہ قد کان یکون فی الامم محدثون فان یک فی امتی احد فعمر بن الخطاب یعنے زمانۂ سابق مین ہر امت مین کوئی شخص احداث اور بدعت کرنے والا ہوا کرتا تھا اور میری امت مین اگر کوئی ایسا ہوگا تو وہ عمر ہوگا۔

مسلک یازدہم بیان مین صراط کے جاننا چاہیے کہ صراط ایک پل ہی

جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہی اور اوسکے نیچے جہنم ہی اور وہ صراط بال سے باریک تلوار سے تیز آگ سے زیادہ گرم ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط پر ہزار برس کی راہ چڑھاؤ ہی اور ہزار برس کی راہ برابر ہی اور ہزار برس کی راہ اُتار ہی پس بعض لوگ جو مؤمن خالص ہین وہ بہت آسانی کے ساتھ مثل برق کے گذر جائینگے اور بعض لوگ مثل گھوڑے کے دوڑکے اوپر سے چلے جائینگے اور کچھ لوگ اوپر کھڑے ہوکر چلینگے اور کچھ لوگ چارون ہاتھ پانون سے مثل لڑکونکے چلینگے اور کچھ لوگ اوس سے لٹکتے ہوے جائینگے کہ آگ تھوڑا سا اونکے بدن سے لیگی اور تھوڑا چھوڑدیگی جسکے جیسے اعمال ہون اور تفسیر امام مین رسول انام سے منقول ہی کہ جب پروردگار عالم تمام خلائق کو زندہ کریگا تو ایک منادی زیر عرش ندا کریگا ای خلائق اپنی آنکھین بند کرلو تا فاطمہ دختر میرے حبیب کی صراط پر سے گذر جائے پس سب لوگ آنکھین بند کرلینگے سوائے محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا صلوات اللہ علیہم مادامت الارض والسمار کے اور

جو لوگ کہ اولاد طاہرین سے اون معصومہ کے ہونگے جب وہ حضرت بہشت
مین داخل ہونگی تو رواے مبارک صراط پر ہوگی اور ایک سرا اوسکا حضرت کے
ہاتھ مین ہوگا اور دوسرا سرا عرصۂ محشر مین پس خدا کی جانب سے آواز آئیگی اے
دوستداران فاطمہؑ تم سب ایک ایک تار سے اس چادر کے لپٹ جاؤ پس
جتنے دوستداران سیدۂ زنان ہین سبکے سب ایک ایک تار سے لپٹ جائینگے
یہانتک کہ تین ہزار فئام سے بھی زیادہ اوس سے لپٹ جائینگے کہ ہر فئام
ہزار ہزار (یعنے دس لاکھ) آدمی کا ہوگا اور یہ سبکے سب ببرکت وشفاعت
اون معصومہ کے آتش جہنم سے نجات پائینگے اور منقول ہے کہ جب عصاۃ
مؤمنین جہنم مین جائینگے تو کفار ومشرکین طعنے دینگے کہینگے تمھاری مسلمانی کچھ
کام نہ آئی ہم تم برابر ہوگئے تم بھی جہنم مین آئے اور ہم بھی جہنم مین ڈالے گئے
اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آئیگا خداوند رحیم فرشتون سے
کہیگا تم اِن لوگون کی شفاعت کرو فرشتے اونکی شفاعت کرینگے جسقدر کہ خدا
چاہے بعد اسکے پیغمبرون سے کہیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی شفاعت کرینگے
جتنا خدا چاہیگا پس مؤمنین مخلصین سے فرمائیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی
شفاعت کرینگے جنکے واسطے خدا چاہیگا بعد اسکے خداوند کریم فرمائیگا مین سب سے
زیادہ رحم کرنے والا ہون تم سبکے سب جہنم سے باہر آؤ پس وہ لوگ جہنم سے
اِسطرح باہر نکلینگے جسطرح پروانے چراغ کے گرد جمع ہوتے ہین

مسلک دوازدہم بیان مین بہشت کے جاننا چاہیے کہ بہشت کا

بھی اعتقاد رکھنا منجملہ ضروریات دین کے ہے اور بہشت کا موجود ہونا احادیث

طعن کردن کفار بر عصاۃ مؤمنین در جہنم

در بیان بہشت

اوصاف بہشت

اور آیاتِ قرآنی سے بتصریح و تواتر ثابت ہی اور بہشت دار بقا ہی اوسمین کبھی موت نہین ہی اور بہشت مین بوڑھا پا اور بیماری اور رنج و غم اور فکر و تردد یہ سب نہین ہی اور آپسمین بغض و حسد و عداوت و نزاع و فساد یہ سب باتین بھی نہین ہین بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مرتبہ پر جو خدا کی طرف سے ملا ہی راضی رہیگا اور دوسرے کے مرتبہ کی تمنا نہین کریگا اور ایک حدیث مین ہی کہ اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ مین آئینگے اور نیچے کے درجہ والے اوپر کے درجہ پر نہین جائینگے تاکہ اونکو درجۂ اعلے دیکھکر تمنا و افسوس نہو اور اسی طرح لوگونکو بہشت مین بول و براز نہوگا جیسے جنین کو شکم مادر مین غذا پہونچتی ہی اور بول و براز اوسکو نہین ہوتا بلکہ مثل عطر کے پسینہ بنکر نکلجائیگا اور جو عورتین بہشت مین ہونگی اونکے واسطے بھی حیض و نفاس و استحاضہ اور ولادت یہ سب نہوگا اور رشک و حسد و عداوت و بدخلقی جو عورتونکی عادت ہوتی ہی یہ باتین بھی اونمین نہونگی اور ازواج مطہرۃ سے یہی مراد ہی اور بہشت کی روشنی آفتاب و ماہتاب و ستارہ وغیرہ سے نہین ہی بلکہ جو کیفیت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتی ہی ویسا ہی وقت ہوگا اور ظل ممدود سے یہی مراد ہی اور بہشت کی شراب مین مستی اور بیہوشی اور لغو اور فحش نہین ہی حدیث مین ہی کہ اہل بہشت کرسیونپر جو طلا سے بنی ہونگی اور مرصع مروارید و جواہر سے ہونگی تکیہ دیے ایک دوسرے کیطرف منہ کیے بیٹھے ہونگے اور گرداونکے غلام اور لڑکے کا لونمین گوشوارے پہنے پیالے اور آفتابے سونے اور چاندی اور جواہرات کے ہاتھونمین لیے

کھڑے ہونگے جس میوہ کی خواہش کرینگے جس چڑیا کے کباب کو جی چاہیگا فوراً موجود ہو جائیگا اور حورین سیمتن نازک بدن مثل مروارید ناسفتہ کے مصاحبت مین ہونگی اور بہشت کے مکانات اکثر کوٹھے ہونگے اسواسطے کہ کوٹھے کے اوپر سے باغ و نہر گل و سبزہ وغیرہ کی بہار دیکھنے کا زیادہ لطف ہوتا ہی

حدیث مین ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا مولا جب زن و شوہر دونون مؤمن ہون تو وہ دونون بہشت مین جائینگے اور آپسمین زن و شوہر باقی رہینگے یا نہین فرمایا خداوند حکیم عادل ہی اگر مرد افضل ہی عورت سے تو اوس مرد کو اختیار دیا جائیگا اگر اوسنے خواہش کی تو وہ عورت بھی اوسکی بیبیو نسے ہوگی اور اگر نہین چاہا تو اوسکی بی بی نہوگی اور اگر عورت افضل ہی مرد سے تو خدا اوس عورت کو اختیار دیگا اگر وہ چاہیگی تو مرد اوسکا شوہر ہوگا اور اگر نہین چاہیگی تو وہ اوسکا شوہر قرار نہین پاویگا پھر حدیث مین ہی کہ ام سلمہؓ نے حضرت رسولؐ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت نے دو شوہر کیے ہون تو وہ کسکو ملیگی فرمایا جو اوسمن سے خوش خلق ہوگا اور اپنی بی بی کے ساتھ خوش خلقی اور احسان کرتا ہوگا اوسیکو ملیگی اور ایک حدیث مین ہی کہ شوہر آخر کو ملیگی اور ایک حدیث مین ہی کہ عورت کو اختیار دیا جائیگا جسکو چاہے اختیار کرے اور ابوبصیر سے منقول ہی کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مجکو بہشت کا مشتاق کیجیے فرمایا بہشت کی خوشبو ہزار برس کی راہ سے معلوم ہوگی اور جس کسی کا بہشت مین کم سے کم بھی درجہ ہوگا

وہ ایسا ہوگا کہ اگر تمام جن وانس اوسکے مہمان ہون تو بھی وہ اون سبکو طعام وشراب سے سیر کرسکتا ہی اور پھر وہ نعمت کم نہو اور ادنی درجہ اور مرتبہ کا بھی کوئی شخص جب داخل بہشت ہوگا تو تین باغ اوسکو دکھلائی دینگے جب اوسنے باغ مین جائیگا تو وہان اسقدر حور تین اور خدمتگار اور میوے اور نہرین اوسکے دیکھنے مین آئینگی کہ آنکھین اوسکی روشن ہوجائینگی دل خوش ہوجائیگا حمد وشکر الہی بجالائیگا فرشتے کہینگے اوپر نظر کر جب وہ دیکھیگا تو پہلے باغ سے بھی اسکو زیادہ آراستہ پائیگا اور اون چیزونکو دیکھیگا جو پہلے باغ مین نہ تھین کہیگا واہب العطایا یہ باغ بھی مجکو ملے آواز آئیگی اگر اسکو ہم دین تو شاید پھر تیسرے کی بھی تو خواہش کرے وہ کہیگا بار الہا اب تجھ سے زیادہ کا طالب نہونگا اسیقدر کافی ہی پس خدا اوسکو وہ باغ عطا کریگا جب وہ بندۂ مومن اوس باغ مین جائیگا تو خوشی اوسکی دونی ہوجائیگی اور شکر خدا بجالائیگا اوسوقت بموجب لئن شکرتم لازیدنکم ایک دروازہ جنت الخلد کا اوسکے سامنے کھولدینگے پہلے سے بھی زیادہ اوسمین نعمتونکو دیکھیگا اوسوقت کہیگا پروردگارا شکر ہی تیرے احسانات کا کہ تونے مجکو جہنم سے نجات دی اور اپنی نعمتونسے مالا مال کردیا آبو بصیر نے عرض کی یا مولا مشوق میرا اور زیادہ کیجیے فرمایا بہشت مین ایک نہر ہی کہ اوسکے کنارے لڑکیان زمین سے جمی ہوئی ہین جب مومن کسیکو اونمین سے پسند کرکے لیتا ہی تو خلاق عالم اوسکی جگہ پر دوسری کو پیدا کردیتا ہی اور بہشت مین ہر مومن کو سات ہزار

وصف حور العین

دختران باکرہ اور چار ہزار زنان ثیبہ اور سات حور العین ملینگی ابو بصیر نے
پوچھا حور العین کس چیز سے پیدا ہوئی ہین فرمایا خاک نورانی سے بہشت کی
کہ شعاع وچمک اونکے بدنکی ستر حلّے کے نیچے سے دکھلائی دیگی اور ایک
روایت مین ہی کہ مغز استخوان ساق پاکا اونکے ستر حلّے کے نیچے سے
دکھلائی دیتا ہی اگر اونکے گیسو ونکو آسمان وزمین کے درمیان مین لٹکادین
تو نور سے اونکے آنکھین خیرگی کرنے لگین اور آفتاب وماہتاب کی ضرورت
نہو اور حدیث مین ہی کہ بہشت مین ایک درخت ہی حکم خدا سے جب ہوا چلتی ہی
اور اوس درخت سے ملتی ہی تو اوس سے انواع واقسام کی آواز اور
راگ پیدا ہوتے ہین کہ کبھی کسی نے ویسا نہ سنا ہوگا فرمایا یہ اوس شخص کے
واسطے ہی جسنے دنیا مین خوف خدا سے گانا سننا ترک کیا ہوگا اور حدیث
مین ہی کہ جب مؤمن بہشت مین اپنے مکان مین داخل ہوگا تو اوسکے
سر پر ایک تاج کرامت جو مرصع یاقوت ومروارید سے ہوگا رکھا جائیگا
اور اوسکو ستر حلّے برنگہاے گوناگون واقسام مختلف جو سونے اور چاندی
اور مروارید اور یاقوت سے مزین اور مرصع ہونگے عنایت ہونگے اور
لباس اونکا حریر کا ہوگا جب مؤمن اپنے تخت پر جلوس کریگا تو وہ
تخت مارے خوشی کے حرکت مین آئیگا اور جب دوست خدا بہشت مین
رہنے لگے گا تو وہ فرشتہ جو بہشت کا موکل ہی اجازت چاہیگا کہ اوسکو
بہشت کی مبارکباد دے خدمتگار وکنیز وغلام سب اوس سے کہینگے ابھی
ٹھہر اسوقت ولی خدا اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور اپنی زوجہ حوریہ کے

وصف غنا در بہشت

ساتھ آرام کا قصد رکھتا ہی پس حور یہ اپنے خیمہ سے اوسکی طرف ٹہلتی ہوئی نکلیگی کنیزان گرد اوسکے احاطہ کیے ہونگی اور وہ حور یہ ستر حلے جو یاقوت و مروارید و زبرجد سے بنے ہونگے مشک و عنبر سے رنگے ہونگے پہنے ہوگی سر پر اوسکے ایک تاج کرامت ہوگا پاؤنمین اوسکے دو سونے طلائی مکلل بیاقوت و مروارید ہونگے جب نزدیک پہونچیگی تو وہ مؤمن مارے اشتیاق کے اوٹھکڑا ہوگا وہ کہیگی آج تکلیف کا دن نہین ہی کیون تکلیف کرتے ہو مین تمہارے واسطے ہون اور تم میرے واسطے ہو پس اون دونو نمین پالسو برس کا معانقہ ہوگا مگر کسیکو کچھ ناگوار نہوگا بعد اسکے خداوند کریم ہزار فرشتونکو واسطے مبارکباد دینے کے بھیجیگا جب پہلے دروازے پر بہشت کے پہونچینگے تو اوس فرشتے سے جو اوسکا نگہبان ہی کہینگے ہمکو خدا نے واسطے مبارکباد اور تہنیت دینے کے بھیجا ہی تم اجازت طلب کرو وہ کہیگا ٹہرجاؤ مین دربان سے کہون اور اوس فرشتہ اور دربان کے درمیان مین تین باغ بزرگ کا فاصلہ ہوگا غرض وہ فرشتہ اوس دربان سے ان فرشتونکے آنیکی وجہ بیان کریگا وہ کہیگا اسوقت بہت مشکل ہی کہ اونسے اجازت طلب کرون اور درمیان اوس صاحب اور ولی خدا کے دو باغ کا فاصلہ ہی آخر صاحب قیم سے کہیگا اور وہ قیم خدمتگاران خاص سے اوس مؤمن کے ان فرشتونکے آنیکی وجہ بیان کریگا جب وہ خدمتگار اوس دوست خدا سے کہینگے تب وہ اجازت دیگا پس وہ سب فرشتے اوس مکان مین ہزار دروازے سے جو ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ موکل ہی داخل ہونگے اور اوسپر سلام کرینگے اور اوسکو مبارکباد دینگے

وصف درخت بہشت

اور یہی معنے ہین قول خدا کے والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور منقول ہی کہ درخت بہشت اس حیثیت سے ہونگے کہ جب انسان کھڑا ہوگا تو اوسکے قد کے برابر ہو جائین گے اور جب بیٹھیگا تو شاخین اوسکی نیچے کو جھک جائینگی اگر لیٹے گا تو اور بھی جھک جائینگی تا وقت خواہش ہاتھ بآسانی میوون تک پہونچ جائے بلکہ جس قسم کے میوے کی خواہش کریگا فورًا وہ میوہ مُنھ کے پاس پہونچ جائیگا اور ہر قسم کے میوے اوس سے کہینگے پہلے مجکو کھا اور نہرین اوسکی بعض تو پانی کی اور بعض شراب کی اور بعض دودھ کی اور بعض شہد کی ہونگی جب وہ خواہش کھانیکی کریگا تو جس چیز کو جی چاہیگا بے کہے لاکر حاضر کرینگے اور کم سے کم ہر مومن کے ساتھ ستر حورین اور چار عورتین مومنہ ہونگی ایک ساعت حوریہ کے ساتھ بسر کریگا اور

وصف حوریہ بہشتیہ

ایک ساعت آدمیہ کے ساتھ اور ایک ساعت تخت پر بیٹھکر برادران مومن کے ساتھ خلوت کریگا اور ایک دوسرے کی ملاقات کریگا اور کبھی ایسا ہوگا کہ تخت پر بیٹھا ہوگا کہ شعاع آفتاب اوسکو گھیر لیگی وہ متحیر ہوکر اپنے خدمتگارونسے پوچھیگا یہ شعاع کیسی ہی جسنے مجکو گھیر لیا وہ کہینگے یہ نور ایک حوریہ سے ہی جو ابھی تیرے پاس نہین آئی ہی تیری محبت اور اشتیاق ملاقات مین اپنے خیمہ سے نکلی ہی جب اوسنے تجکو دیکھا ہی تو شوق سے تبسم کیا ہی یہ نور اور چمک اوسکے دانتونکی تھی وہ کہیگا اجازت دو کہ میرے پاس آوے پس فورًا ہزار غلام اور ہزار کنیزین اوسکو جاکر خوشخبری دینگی کہ دوست خدا نے تجکو بلایا ہی یہ سنکر وہ حوریہ ستر حلے بالوان مختلف مرصع بمروارید و یاقوت

وزبرجد پہنکر مشک سے معطر ہوکر نمایان ہوگی اور قد اوسکا ستر ہاتھ کا ہوگا
اور درمیان دونون شانونکے دس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا جب وہ قریب
آئینگی تو خدمتگار مروارید و یاقوت وزبرجد اوسپر سے نثار کرینگے پس وہ
دونون آپسمین سالہا سال معانقہ کرینگے اور کسیکو ناگوار نہوگا پھر حدیث مین
ہی کہ جناب رسولخدا نے فرمایا نخلہائے بہشت جڑین اونکی طلائے سرخ کی
ہین اور شاخین اونکی زبرجد کی ہین اور پتے اونکے حلہ ہائے سبز کے ہین اور
خوشے اونکے مروارید سفید کے ہین اور خرمے اونکے چاندی سے زیادہ سفید
شہد سے زیادہ شیرین مسکہ سے زیادہ نرم ہین اور درمیان مین اون
خرموںکے گٹھلی نہوگی اور درازی ہر خوشہ کی بارہ ہاتھ کے ہوگی اور اوپر سے
نیچے تک ایک سے ایک ملا ہوگا اور ہر خرما بڑے گھڑے کے برابر ہوگا اور انار دنگو
وہانکے بڑے ڈول کے برابر ہونگے جب ان میوونکو توڑینگے فوراً اوسکی جگہ
دوسرا ہوجائیگا اور کبھی کم نہوگا جیسے ایک چراغ سے ہزار چراغ جلائین مگر
اوسکا نور کبھی کم نہوا اور پھر حدیث مین ہی کہ خداوند کریم بندگان مومنین سے
فرمائیگا تم سب میری مہربانی سے داخل بہشت ہوا اور میرے معاف کرنے سے
آتش دوزخ سے نجات پاؤ اور بہشت کو بسبب اعمال نیر اپنے آپسمین تقسیم کرلو
قسم مجکو اپنے عزت وجلال کی کہ مین تم لوگونکو جگہ دونگا ایسے مکان مین
جسمین ہمیشہ رہنا ہوگا جب تم بہشت مین جاؤگے تو مثل آدمؑ کے ساٹھ ہاتھ کا
تمہارا قد ہوگا اور مثل عیسیٰؑ کے تینتیس ۳۳ برس کا سن ہوگا اور زبان تمہاری
عربی مثل زبان محمدؐ کے ہوگی اور صورت وجمال مین مثل یوسفؑ کے

وصف نخلہائے بہشت

وصف اہل بہشت

ہوگے کہ چہرونسے نور چمکتا ہوگا اور دل تم لوگونکا مثل ایوبؑ کے کینہ وحسد سے
پاک ومنزہ ہوگا اور ایک حدیث مین ہی کہ اہل بہشت مثل جوان لڑکونکے
داڑھی مونچھ سے پاک وصاف ہونگے اور بدنمین بال نہونگے سرمہ لگائے
تاج سر پر رکھے دست برنجن اور انگوٹھی ہاتھونمین پہنے ہونگے بدن اونکا
نہایت نرم ولطیف تر وتازہ ہوگا ہر آدمی مین سو آدمیونکی قوت کھانے
اور پینے اور جماع کرنیکی عطا ہوگی اور دن کے اور رات کے کھانیکا ذائقہ
چالیس برس تک رہیگا لباس اونکے حریر کے ہونگے اور کپڑے اونکے سبز
رنگ کے ہونگے ہمیشہ زندہ رہینگے کبھی اونکے واسطے موت نہوگی ہمیشہ جاگتے
رہینگے کبھی خواب نہوگا مستغنی ہونگے کبھی محتاج نہونگے خوش رہینگے کبھی
غمگین نہونگے ہنستے ہونگے کبھی گریان نہونگے باعزت وآبرو رہینگے کبھی ذلیل
نہونگے نیک طبیعت رہینگے کبھی غم وغصہ نکرینگے بالذت تمام کھائینگے کبھی بھوکے
نہونگے ہمیشہ سیراب رہینگے کبھی پیاسے نہونگے کپڑے پہنا کرینگے کبھی ننگے نہونگے
سوار ہوکر آپسمین ملاقات کو جایا کرینگے اس قسم کی حدیثین وصف بہشت
مین بہت ہین ہمنے تھوڑا سا واسطے خوش ہونے شیعیانِ حیدر کرارؑ
ومعالیانِ اہلبیت اطہارؑ کے لکھ دیا۔

مسلک سیزدہم حالات مین جہنم کے جاننا چاہیے کہ جہنم کا بھی

اعتقاد رکھنا مثل بہشت کے واجب ہی اور انکار کرنیوالا اوسکا کافر ہی
منقول ہی کہ دوزخ کے سات طبقے ایک پر ایک ہین پہلا جہنم ہی وہ اون
لوگونکے واسطے ہی جو اہل توحید سے گنہگار ہین وہ اوسمین بقدر اعمال سزا

اپنے سزا پائینگے بعد اسکے اوسمین سے نکالے جائینگے **دوسرا** سعیر ہی وہ جائے یہود ہی **تیسرا** سقر ہی وہ جائے نصاریٰ ہی **چوتھا** جحیم ہی وہ جائے صابئین ہی **پانچوان** لظیٰ ہی وہ جائے مجوس ہی **چھٹا** حطمہ ہی وہ جائے مشرکین ہی **ساتوان** ہاویہ ہی جو سبکے نیچے ہی وہ جائے منافقین ہی ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور جاننا چاہیے کہ خدا گنہگارونکے حق مین فرماتا ہی لابثین فیہا احقابا اوس جہنم مین وہ سب بہت حقبے رہینگے کہ جنکی انتہا نہین ہی بعضون نے لکہا ہی کہ تینتالیس حقبے ہین ہر حقبہ ستر خریف کا ہی اور ہر خریف سات سو برس کا ہی اور ہر برس تین سو ساٹھ روز کا ہی اور ہر روز ایک ہزار برس کا ہی حدیث مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ یہ آیت شان مین اون لوگونکے ہی جو مسلمان ہونگے اور بسبب گناہونکے جہنم مین ڈالے جائینگے بعد سزا کے نکالے جائینگے **مؤلف** کہتا ہی لوگونکو چاہیے کہ اپنے گناہونکو سہل نہ سمجہین اور یہ خیال نکرین کہ آخر جہنم سے نجات پائینگے اور بہشت مین جائینگے کیونکہ ہزارون برس جہنم مین رہنا اور معذب ہونا کہانکا تہوڑا ہی اور حدیث مین منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو خدا نے دنیا مین بہیجا تو جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ مالک داروغہ جہنم سے تہوڑی سی آگ مانگ کر آدمؑ کے واسطے لیجاؤ کہ وہ کہانا پکائیں جبرئیلؑ نے مالک سے آگ طلب کی مالک نے کہا کتنی آگ چاہیے جبرئیلؑ نے کہا ایک چیونٹی کے برابر مالک نے کہا اگر اسقدر آگ دنیا مین جائیگی تو آسمان اور زمین سب جل جائینگے کہا آدمی چیونٹی کے برابر ہی مالک نے کہا

اسقدر آگ بھی اگر دنیا مین جائیگی تو ایک قطرہ پانی کا نہ برسے گا اور ایک گھاس بھی زمین سے نہ اوگے گی آخر جبرئیلؑ نے درگاہ خدا مین عرض کی خداوندا کسقدر آگ لون حکم ہوا بقدر ایک ذرہ کے جبرئیلؑ نے بموجب حکم کے ایک ذرہ آگ دوزخ سے لیکر ستر ستر مرتبہ ستر نہر و نمین غوطہ دیکر دنیا کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر لاکر رکھدی وہ آگ تمام پہاڑ کو جلا کے پھر دوزخ مین چلی گئی اوس آگ کی حرارت جو پتھر و نمین باقی رہگئی اوسی سے تمام دنیا مین یہ آگ پھیلی ہی اور ابو بصیر سے منقول ہی وہ کہتے ہین مین نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مین بہت سنگدل ہوگیا ہون مجھے خوف دلائیے فرمایا زندگی دراز کے واسطے آمادہ رہ تحقیق کہ ایک روز جبرئیلؑ امین نہایت ملول و غمگین حبیب رب العالمین کے پاس آئے اور پہلے متبسم آیا کرتے تھے حضرت نے سبب ترش روئی کا پوچھا کہا آجکے روز دم دوزخ کو موقوف کیا ہی فرمایا دم دوزخ سے کیا مراد ہے عرض کی یا رسول اللہؐ خدا نے حکم کیا کہ ہزار برس آتش جہنم کو پھونکیں جب وہ پھونکی گئی تو سفید ہوگئی پھر حکم ہوا ہزار برس اور پھونکین پس وہ سرخ ہوگئی بعد اسکے حکم ہوا ہزار برس اور پھونکین اب وہ سیاہ و تاریک ہوگئی ہی اگر ایک قطرہ ضریع سے (جو پسینہ اہل جہنم کا اور چرک و ریم زناکارونکی فروج کی ہی اور جہنم کی دیگون مین جوش کھاتا ہی اور پانی کے عوض مین اہل جہنم کو دیا جائیگا) دنیا کے پانی مین ملا دیا جائے تو سب اہل دنیا اوسکی بدبو سے مرجائین اور اگر ایک حلقہ زنجیر کا

بیان دم دوزخ

(جو ستر ہاتھ کا ہی اور اہل جہنم کے گلے مین پہنایا جائیگا) دنیا مین لے آوین تو
اوسکی گرمی سے تمام دنیا پگھل جائے اور اگر ایک پیراہن کو اہل جہنم کے
آسمان اور زمین کے درمیان مین لٹکاوین تو تمام اہل دنیا اوسکی
بدبو سے مرجائین اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے
ہین اور ہر دروازہ پر ستر ہزار پہاڑ ہین اور ہر پہاڑ مین ستر ہزار درہ ہین
اور ہر درہ مین ستر ہزار وادی ہین اور ہر وادی مین ستر ہزار تنگاف
ہین اور ہر تنگاف مین ستر ہزار گھر ہین اور ہر گھر مین ستر ہزار سانپ ہین
کہ طول ہر سانپ کا تین دن کی راہ کا ہی اور اونکے نیش مثل خرمے کے درخت
کے ہین گنہگارونکے پاس آکر بلکہ نمین لبو نمین کاٹیگا اور گوشت اور پوست
کو ہڈیو نسے کھینچ لیگا جب وہ شخص وہانسے نجات پائیگا تو جہنم کی ایک نہر
مین گریگا کہ چالیس برس تک اوسمین چلا جائیگا ایک روایت مین ہی
کہ جب اہل جہنم جہنم مین ڈالے جائینگے تو ستر برس تک نیچے جائینگے جب
نیچے پہونچینگے تو جہنم پھر اونکو اوپر پھینکدیگا پس فرشتے گرز آتشین اونکے
سر پر مارینگے کہ پھر وہ نیچے چلے جائینگے ہمیشہ یہی حالت رہیگی اور ایک حدیث
مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے
ہین ایک دروازہ سے فرعون وہامان وقارون یعنے اول وثانی
وثالث داخل ہونگے اور ایک دروازہ سے خاص بنی امیہ داخل ہونگے
اور ایک دروازہ باب لظی ہی اور ایک دروازہ باب سقر ہی اور
ایک دروازہ باب ہاویہ ہی جو کوئی اوس دروازہ سے ڈالا جائیگا

ستر برس مین جہنم مین پہونچیگا پس جہنم کو جوش ہوگا اور اوسکو اوپر
پہونچا دیگا پھر ستر برس تک نیچے اوترتا جائیگا ہمیشہ یہی حال رہیگا اور
ایک دروازہ وہ ہی جسمین سے ہمارے دشمن اور جنھون نے ہمسے جنگ کی
اور ہماری مدد نہ کی جہنم مین جائینگے اور یہ دروازہ سب سے بڑا ہی اور
گرمی و شدت اوسکی سب سے زیادہ ہی اور امام موسی کاظم علیہ السلام سے
منقول ہی کہ جہنم مین ایک وادی ہی کہ اوسکو سقر کہتے ہین جب سے
خدا نے اوسکو پیدا کیا ہی اوسنے سانس نہین کھینچی ہی اگر سوئی کے ناکے
برابر بھی دم کھینچے تو جتنی چیزین زمین پر ہین سب جل جاوین جو
لوگ جہنم مین ہین وہ اوسکی گرمی اور بدبوئی سے پناہ مانگتے ہین اور
اوس وادی مین ایک پہاڑ ہی کہ سب لوگ وہانکے اوسکی حرارت
اور تعفن و کثافت سے پناہ مانگتے ہین اور اوس پہاڑ مین ایک درہ ہی
کہ اوس پہاڑ کے رہنے والے اوسکی گرمی و عذاب سے پناہ مانگتے ہین
اور اوس درہ مین ایک کنوان ہی کہ اوس کنوئین کے رہنے والے
اوسکی گرمی اور تعفن و عذاب شدید سے پناہ مانگتے ہین اور اوس
کنوئین مین ایک سانپ ہی کہ اوس کنوئین کے رہنے والے اوسکی
خباثت اور تعفن و کثافت سے پناہ مانگتے ہین اور پیٹ مین اوس
سانپ کے سات صندوق ہین اون صندوقون مین پانچ آدمی تو اسمہ
گذشتہ سے اور دو آدمی اس امت سے ہونگے وہ پانچ آدمی ایک
قابیل ہی جسنے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا دوسرا نمرود ہی جسنے حضرت

روایت ہیئت حضرت صادق

ابراہیم کے ساتھ نزاع کی اور اونکو آگ مین ڈالا تیسرا فرعون ہی جسنے دعوے خدائی کا کیا چوتھا وہ جسنے یہود کو گمراہ کیا پانچوان وہ جسنے نصاری کو گمراہ کیا اور اس امت سے وہ دو شخص دوزخی ہین جو خدا کے ساتھ ایمان نہ لائے (یعنے اول و ثانی) اور تقریب المعارف مین منقول ہی کہ آزاد کردۂ امام زین العابدین علیہ السلام نے اونحضرت سے پوچھا کہ میرا آپ پر حق خدمت ہی آپ مجکو حال سے اول و ثانی کے آگاہ کیجیے کہ یہ دونون کیسے تھے حضرت نے فرمایا یہ دونون کافر تھے جو انکو دوست رکھے وہ بھی کافر ہی اور کلینی نے ابن ابی یعقوب سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا مولا مین بہت سے ایسے لوگونسے ملاقات رکھتا ہون جو باعث میرے تعجب کا ہوتا ہی یعنے وہ لوگ آپ سے محبت نہین رکھتے بلکہ اول و ثانی کی محبت رکھتے ہین با اینہمہ اونمین صدق و امانت وفا و مروت سب باتین ہم پاتے ہین اور کچھ لوگ ایسے ہین جو آپسے محبت رکھتے ہین اور اونمین صدق و وفا امانت و دیانت کچھ بھی نہین ہی یہ سنکر حضرت درست ہوبیٹھے اور میری طرف دیکھکر غصہ ہوکر فرمایا جو شخص کسی امام جائر کی (جو خدا کی جانب سے منصوب نہو) اطاعت و پیروی کرے اوسکا کوئی دین نہین ہی اور جو شخص کسی امام عادل کی (جو خدا کی جانب سے مقرر ہو) اطاعت و پیروی کرے اوسکے واسطے کوئی عتاب و غضب خدا کی جانب سے نہین ہی اس قسم کی بہت سی حدیثین ائمہ

حکایت مومنی کہ در ملک بادشاہ جبار بود

طاہرین سے جو اہلبیت نبوت و معدن وحی و رسالت ہین منقول ہین جن سب کا لکھنا خالی طوالت سے نہین ہی اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ ایک مومن ایک بادشاہ ظالم وجبار کے ملک مین رہتا تھا وہ بادشاہ ہمیشہ درپے آزار اوس مومن کے رہا کرتا تھا آخر وہ مومن بھاگ کر بلاد مشرکین مین چلا گیا ایک کافر نے اوسکو جگہ دی اور بہت خاطر و مدارات کی اور اپنا مہمان کیا جب اوس کافر کے مرنیکا وقت قریب ہوا تو خدائے وحی کی قسم اپنے عزت و جلال کی اگر بہشت مین تیری جگہ ہوتی تو مین تجکو بہشت مین داخل کرتا مگر جو شخص حالت شرک مین مرے اوسپر بہشت حرام ہی لیکن اسی آگ اسکو اذیت نہ پہونچانا فقط خوف دلایا کرنا اسی طرح حدیث مین ہی کہ دو شخص بسبب اپنے کفر کے جہنم مین رہینگے مگر جہنم اونکو اذیت نہ پہونچائیگا ایک تو حاتم بسبب سخاوت کے دوسرا نوشیروان بسبب عدالت کے

حال حاتم و نوشیروان و تعبیر

اور حدیث مین ہی کہ جب بسبب شفاعت کے کچھ لوگونکو جہنم سے نکالینگے تو وہ مثل کوئلہ کے جلکر سیاہ ہوے ہونگے پس اونکو اوس نہر کے پاس جو بہشت کے دروازہ پر ہی اور اوسکو حیوان کہتے ہین لیجائینگے اور اوس سے پانی لیکر اونکے بدن پر ڈالینگے یا اوسمین غسل دینگے کہ اوس سے گوشت و پوست و خون اور بال روئیدہ ہوجائینگے اور کثافت و اثر سوختگی سب دفع ہوجائیگا بعد اسکے وہ بہشت مین داخل ہونگے اہل بہشت جب اونکو دیکھینگے تو کہینگے یہ سب جہنمی ہین وہ فریاد کرینگے خداوندا اس نام کو ہمسے دور کر وہ نام اونسے دور ہوجائیگا پھر حدیث مین ہی کہ رسول خداؐ نے فرمایا جب

بیان شفاعت

حال شفیعان و درجات جنت

روز قیامت ہوگا تو ہم متولی حساب اپنے شیعونکے ہونگے پس جس کسی کا
مظلمہ درمیان اوسکے اور خدا کے ہوگا تو مین اوسکے بارہ مین حکم کرونگا اور
خداوند کریم میری خاطر سے بخشدیگا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان اوسکے
اور خلائق کے ہوگا تو مین اوس سے کہکر معاف کرادونگا اور وہ میری
وجہ سے معاف کردیگا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان ہمارے اور اوسکے ہوگا
تو ہم سزاوار تر ہین کہ اوسکو معاف کرین آور پھر اونحضرت ص سے
منقول ہی کہ جناب امیرالمومنین ع سے فرمایا ای علی بشارت دو تم اپنے شیعونکو
کہ ہم قیامت مین رونگا شفاعت کرینگے اوس روز جس روز کوئی چیز نفع
نبخشیگی مگر میری شفاعت آور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ مومن دو مومن ہین ایسے وہ جنھون نے وفا اور ادا کیا اون باتونکو
جنکی خدا نے شرط کی تھی اور حکم دیا تھا اور جتنے اعمال ایمان کے ہین اون
سبکو اچھی طرح بجالایا جیسا کہ قرآن مین فرماتا ہی من المومنین
رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه پس وہ لوگ بخوف وخطر
رہینگے اور عقبیٰ مین پیغمبران وصدیقین وشہدا وصالحین کے ساتھ رہا کرینگے
اور یہ لوگ شفاعت کے محتاج نہونگے بلکہ خود دوسرونکی شفاعت کرینگے
دوسرے وہ مومن ہین جنکے پانون لغزش مین رہتے ہین اور گناہ
کیا کرتے ہین وہ مثل بتی گھاس کے ہین جدھر ہوا کا جھونکا ہوا ادھر
کو جھک گئی اور کبھی سیدھی رہی اون لوگونکے واسطے ہول قیامت ہی
اور وہ محتاج شفاعت کے ہونگے آخر انجام اونکا بخیر ہوگا آور امام

محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا حق تعالےٰ روز قیامت ہمارے شیعونکو اونکے گناہونکے ساتھ قبرونسے اوٹھائیگا مگر منھ اونکا مثل چودھوین رات کے چاند کے چمکتا ہوگا اور سب عیب اونکے پوشیدہ ہونگے اونکے واسطے امن وامان ہوگی لوگ ہول قیامت سے ڈرینگے اور یہ نہین ڈرینگے لوگ غمگین ہونگے یہ غمگین نہونگے اور ناقونپر سوار محشور ہونگے جنکی یال سونے کی ہوگی اور اونکی گردنین یاقوت سرخ کی ہونگی اور ریشم سے بھی زیادہ نرم ہونگی اور ایک روایت مین ہی کہ کپڑے اونکے بدنپر مثل دودھ کے سفید ہونگے نعل اونکے سونے کے ہونگے ساز وراق اونکا نور کا مرصع یاقوت ومروارید سے ہوگا تاج واکلیل اونکے سر پر ہوگا اور کہتے ہونگے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

مسلک چہاردہم بیان مین توبہ کے

جاننا چاہیے کہ واجب ہونیمین توبہ کے کچھ شک نہین ہی آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گناہون سے توبہ واستغفار کرتا رہے اور خیال کرے کہ جو لوگ مقرب اور مقبول درگاہ الٰہی تھے وہ تو ایک امر مکروہ اور ترک اولی کے سبب سے جب سالہا سال تضرع وزاری استغاثہ وبیقراری درگاہ باری مین کیا کرتے رہے تب توبہ قبول ہوئی حضرت آدمؑ تین سو برس رویا کیے یہانتک کہ آنسو اونسے دو نہرین جاری ہوئین اور صحرا تک پہونچین اسپر بھی جبتک توبہ قبول نہوئی آپنے بسبب شرم کے سر بلند نہ کیا حضرت داؤدؑ اسقدر روئے کہ اونکے آنسو اونسے گھاس جم آئی تھی اور حبیب آہ آتشبار

در بیان توبہ

بیان گریہ آدم وداؤد

کھینچتے تھے تو وہ گھانس جلجاتی تھی وآسے برحال ہم لوگونکے کہ رات اور
دن گناہ کرتے ہین کچھ خوفِ خدا نہین کرتے اور پھر توبہ کا خیال نہین
ہوتا حالانکہ گناہ علاوہ عذابِ اُخروی کے آدمی کے دلکو سیاہ کردیتا ہی
تقرب خداسے دور کردیتا ہی حدیث مین ہی کہ جیسا گناہ دلکو فاسد کردیتا ہی
ویسی کوئی چیز دلکو خراب نہین کرتی جب اِنسان بار بار گناہ کرتا ہی تو
رفتہ رفتہ اوسکے دلمین وہ گناہ اثر کرتا جاتا ہی یہانتک کہ دل اوسکا
اولت جاتا ہی (جسکو قلب معکوس کہتے ہین) پھر کوئی کارخیر اوس سے
نہین ہوتا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر بندۂ مؤمن
کے دلمین ایک نقطہ سفید نور ایمان کا ہوتا ہی جب وہ گناہ کرتا ہی
تو اوس سفیدی کی جگہ پر سیاہی آجاتی ہی اگر توبہ کی تو سیاہی جاتی
رہتی ہی اور نہین تو رفتہ رفتہ تمام سفیدی کو وہ سیاہی گھیرلیتی ہی
پھر کوئی کام نیک اوس سے نہین ہوتا خلاصہ توبہ سے مراد یہ ہی کہ
دل سے توبہ کرے اور اپنے گناہ پر نادم و پشیمان ہو اور فوراً اوسی
وقت سے ترک کرے اور قصد کرے کہ پھر کبھی گناہ نکرینگے اور خالصاً لوجہ اللہ
توبہ کرے ریا وغیرہ کے خیال سے نہو اگر گناہ اِس قسم کا کیا ہی جسکی
تلافی نہین ہوسکتی تو اوسمین فقط ندامت و پشیمانی اور یہ قصد کرنا
کہ پھر اسکو نکرینگے کافی ہی جیسے لباس حریر پہنا ہو غنا سُنا ہو ناچ
دیکھا ہو اور اگر اوسکی تلافی ہی جیسے نماز نہ پڑھی ہو روزہ نہ رکھا ہو
زکوۃ ندی ہو تو چاہیے کہ اِن سبکو ادا کرے قضا بجالاوے اور اگر

حق غیر کسی کا ناجائز طور پر اسکے ذمہ ہو تو چاہیے کہ اوسکو صاحب حق کو یا اوسکے وارث کو پہونچا دے جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہی کہ گناہ کی تین قسمین ہین ایک تو وہ جو بخشا جائیگا دوسرے وہ جو نہین بخشا جائیگا تیسرے وہ جسکے بخشے جانیکی امید ہی پس جو گناہ کہ بخشا جائیگا وہ ہی جسپر خدا نے دنیا مین اوسکی سزا کی ہو جیسے حد جاری ہوئی ہو خدا کریم ہی اس بات سے کہ دوبارہ اوسپر عذاب کرے اور جو گناہ کہ نہین بخشا جائیگا وہ مظلمۂ خلائق ہی خدا اپنے عزت وجلال کی قسم کھاتا ہی کہ مین ظلم کو کسی ظالم کے نہ بخشونگا اور جو گناہ کہ اوسکے بخشے جانیکی امید ہی وہ ہی جو کسی نے مابین خود وخدا کیا ہو اور خلائق سے پوشیدہ رہا ہو اور اوسنے توبہ کی ہو اور اپنے فعل پر نادم ہوا ہو پس خدا سے امید ہی کہ معاف کردے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ توبہ کرنا گناہ سے فوراً واجب ہی کیا معلوم کس وقت موت آجائے باب توبہ مسدود ہو جاے وقت ہاتھ سے جاتا رہے منقول ہی کہ جب محتضر کا آخر وقت ہوتا ہی اور پردۂ دنیا اوسکے سامنے سے اوٹھ جاتا ہی تو وہ کہتا ہی ای ملک الموت ایک دنکی مہلت دو کہ ہم خدا سے عذر کرین اپنے گناہونسے توبہ کرلین زادِ نیک ہم پہونچالین ملک الموت کہتے ہین تیری عمر کے دن تمام ہوچکے اب ایک روز بھی باقی نہین رہا وہ کہتا ہی ایک ہی ساعت ٹھہر جاؤ وہ کہتے ہین تری عمر کی ساعتین بھی تمام ہوچکین پس دروازہ توبہ کا

اوسکے واسطے بند ہو جاتا ہی وہ مایوس اور نا امید ہو کر رہ جاتا ہی
اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کرتا ہی پس انسان کو لازم ہی کہ پہلے
سے توبہ کرے کیونکہ جب اُسور آخرت کو دیکھتا ہی جیسے ملک الموت کو
دیکھے یا اپنی جگہ بہشت یا جہنم مین مشاہدہ کرے یا رسولخدا یا ائمہ ہدیٰ
کو جو مرنیکے وقت تشریف لاتے ہین دیکھے اوسوقت ہرگز توبہ قبول
نہین ہوتی بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ یہ بھی منجملہ تفضلات وانطاف
الٰہی کے ہی کہ قابض ارواح کو حکم دیا ہی کہ پہلے پاؤنکی انگلیون سے
قبض روح کرے اور بتدریج رفتہ رفتہ اوپر آوے یہانتک کہ
سینہ تک پہونچے بعد اسکے حلق تک یہ اسی واسطے ہی کہ شائد اتنی دیر
مین وہ بندہ خدا سے لو لگاے اور اوسکی درگاہ مین توبہ کرلے انجام
اوسکا نیک ہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ جناب رسولخدا نے فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال
پہلے توبہ کرے تو توبہ اوسکی قبول ہی پھر فرمایا ایک سال بہت ہی
اگر ایک مہینا بھی پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک
مہینا بھی بہت ہی اگر ایک ہفتہ بھی پہلے توبہ کرے تو خدا اوسکی توبہ
قبول کرتا ہی پھر فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہی اگر ایک روز بھی اپنے
مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک روز
بھی بہت ہی اگر کوئی قبل دیکھنے اسور آخرت کے اپنے گناہونسے توبہ
کرے تو خدا اوسکو بھی قبول کرتا ہی۔

خاتمہ مشتمل اوپر حکایت لطیف کے

محمد بن ابی بکر سے منقول ہی وہ کہتے ہین جب میرے باپ کے مرنیکا وقت قریب ہوسنچا تو مین اور عمر بن الخطاب اور میری بہن عائشہ اور بھائی عبد الرحمن یہ سب سرہانے بیٹھے تھے کہ میرے باپ نے کہا اسوقت محمدؐ اور علیؑ موجود ہین اور میرے تئین دوزخ کی خوش خبری دیتے ہین اور رسولخداؐ اپنے ہاتھ مین ایک کاغذ لیے ہوئے ہین جسمین وہ عہد و پیمان جو مین نے اونسے کیے تھے سب مندرج ہین اور وہ حضرت ایک ایک کو مجھ سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تیری اور تیرے دونون بھائیونکی اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ ان سبکی جگہ جہنم مین ہی عمر نے جب یہ کلمات سُنے تو کہا لیجیے یہ اسوقت ہذیان بک رہے ہین اور میری طرف مخاطب ہوکر کہا اس بات کو بنی ہاشم سے نہ کہنا نہین تو وہ لوگ ہنسین گے میرے باپ نے آنکھین کھولین اور کہا اے عمر مین ہذیان نہین بکتا ہون اسی طرح مین جب پیغمبرؐ کے ساتھ غار مین تھا اور جو جو معجزات دیکھے اور تجھ سے بیان کیے تو تو نے کہا تھا کہ یہ سب سحر ہے اور یہی بات تیرے دلمین نقش رہی اب مجھپر ظاہر ہوا کہ انھین اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے اور جو مین نے تیرے کہنے سے اہلبیت رسولؐ پر ظلم کیے اوسکے سبب سے ابدالآباد عذاب مین مبتلا رہونگا یہ سُنکر عمر نے کہا یہ سب ہذیان ہی اور یہ کہکر میرے بھائی عبد الرحمن کے ساتھ باہر چلا گیا مین نے اپنے

باپ سے کہا اے باپ لا الہ الا اللہ کہو جواب دیا مجکو تابوت دوزخ
اور اوسکی آگ نہین چھوڑتی ہی کہ مین کچھ پڑھون مین نے کہا یہ کیا
کہتے ہو کہان تابوت ہی اور کہان دوزخ ہی کہا تم نہین دیکھتے ہو کہ
جہنم کے طبقۂ اسفل مین ایک صندوق ہی جسمین مجکو اور میرے دونون
بھائیونکو اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ کو ڈالدیا ہی اوس صندوق
کی گرمی سے جہنم کی آگ گرم ہوگئی ہی مین نے کہا اے باپ یہ کیا ہذیان
بک رہے ہو کہا واللہ ما اھذی لعن اللہ ابن صحاکۃ الحبشیۃ
ھو الذی صدنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فبئس القرین
قسم خدا کی مین ہذیان نہین بک رہا ہون خدا اپنی رحمت سے دور
کرے پسر صحاکہ حبشیہ کو کہ اوسی نے میرے تئین ذکر سے اور عمل
خیر سے باز رکھا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آیا اور وہ میرا بڑا رفیق
تھا یہ کہکر منھ اپنا زمین پر رکھا اور نالہ و فریاد کی آواز بلند کی
یہانتک کہ انتقال کیا جب عمر کا پھر وہان گذر ہوا تو پوچھا میرے
جانیکے بعد ابو بکر کیا کہتے تھے مین نے جو ماجرا گذرا تھا بیان کیا کہا یہ
سب ہذیان تھا مگر اس حال کو کسی سے خصوصاً علی سے ظاہر کرنا
اور ایک روایت مین ہی کہ جب محمد بن ابی بکر نے اپنے باپ کو
بُرے حال مین دیکھا تو پوچھا اس وقت یہ تمھارا کیا حال ہے
ابو بکر نے کہا ایک شخص کا مظلمہ میری گردن پر ہی اگر وہ بخشدے
تو البتہ نجات پاؤن مین نے پوچھا وہ مرد کون ہی کہا

علی بن ابیطالب مین نے کہا اگر اجازت ہو تو اونکے پاس جاکر
کہون اور تمھارے گناہ کو معاف کراؤن جب اجازت دی
تو محمد بن ابی بکر حضرت امیرؑ کے پاس آئے اور حقیقت حال بیان
کی حضرت نے فرمایا تمھاری خاطر سے مجکو منظور ہی تم جاکر اپنے
باپ سے کہو کہ سب لوگونکو جمع کرے اور مجمع عام مین اقرار کرے
کہ یہ خلافت میرا حق نہ تھا یہ حق علیؑ کا تھا تو البتہ مین معاف
کرونگا محمد بن ابی بکر کہتے ہین جب مین نے آکر اپنے باپ سے اسکو
بیان کیا تو جواب دیا النّار النّار لا العار جہنم مین جانا
قبول ہی مگر بدنامی قبول نہین ہی اگر مین ایسا کرون تو ساری
خلائق مجکو برا کہیگی اور ایک روایت مین ہی جب ابو بکر کے مرنیکا
وقت قریب ہوا تو اپنے افعال پر نادم و پشیمان ہوکر اپنے
بیٹے محمد کو یا کسی دوسرے کو جناب امیرؑ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا
کہ آپ میرے قصور کو معاف کیجیے اپنی خلافت لے لیجیے عمر نے
جب دیکھا کہ ابو بکر نے تو علیؑ کو بلا بھیجا ہی کہ خلافت اونکے حوالہ کرے
فورًا اوٹھکر دونون ہاتھ سے گلا دبا دیا کہ تمام ہوگئے جناب امیرؑ
کے پاس جب ابو بکر کا پیام پہونچا فرمایا اوسکا کام تمام ہوچکا
اب میرا جانا بیکار ہی اس روایت کے سننے سے اہلسنت کے
کان کھڑے ہونگے اور اسکی طرف جھوٹ کی نسبت دینگے مگر
ہم بحمد اللہ رب العالمین و بمدد ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم

اجمعین دوسری روایت اِسکے معاضد و مثل اِنکی کتابون سے
بھی لکھتے ہین جس سے بموداے الحدیث یفسر بعضہ بعضاً
بخوبی سمجھا جائیگا کہ روایت مذکورۂ بالا بہت صحیح ہی سیوطی نے
تاریخ الخلفا مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ مرنے کے
وقت برابر ابوبکر کی زبان پر جاری تھا واللہ لوددت انی
کنت شجرۃ الی جنب الطریق فمر علیّ بعیر فاخذنی
فادخلنی فاہ فلاکنی ثم ازدردنی ثم اخرجنی بعرا ولم اکن
بشرا یعنے قسم خدا کی بہت اچھا ہوتا اگر راستہ کے کنارہ پر مین
ایک درخت ہوتا کہ کوئی اونٹ اوسطرف سے گذرتا اور مجکو
اپنے مُنھ مین لیکر چبا کر گھونٹ جاتا اور مینگنی بنا کے گدیتا اور مین
آدمی نہوتا اور پھر اونھین کتابون مین ہی قال عمر یالیتنی کنت
کبش اھلی سمنونی صاحبا لھم حتی اذا کنت کاسمن مایکون
زادھم من یحبون فذبحونی لھم فجعلوا بعضی شواء و
بعضی قدیدا ثم اکلونی ولم اکن بشرا یعنے عمر نے کہا کاش
مین اپنے گھر والونکے لیے ایک بھیڑا ہوتا کہ وہ مجھے موٹا تازہ کرتے
جب تلک چاہتے یہانتک کہ جب مین بہت موٹا ہوتا تو کچھ دوست
اونکی زیارت کو آتے یعنے مہمان ہوتے پس مجکو اونکے واسطے
ذبح کرتے اور کچھ کباب لگاتے اور کچھ پارچے بناتے بعد اِسکے مجکو
کھا ڈالتے یعنے بعد کھانیکے گوہ بنا کر پھینک ڈالتے تو یہ بہتر تھا اِس سے

کہ مین آدمی ہوا ظاہرا غرض خلافت مآب کی یہ ہوگی کہ وہ گوہ بھی
منی ہوجاتا تو یا لیتنی کنت تراباً صادق آجاتا آور پھر
صواعق محرقہ اور شرح نہج البلاغۃ مین لکھا ہی کہ عمر نے
وقت احتضار اور جانکندنی کے جب ہول عظیم مشاہدہ کیا اور بیقرار
ہوے تو فرزند ارجمند عبداللہ نے پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہی کہا
لو ان لی طلاع الارض ذہباً لافتدیت بہ من ہول
المطلع اگر زمین کے برابر بھی میرے پاس سونا ہوتا تو مین اسوقت
کے جانیکے خوف سے عوض دیدیتا جسطرح کفار کے بارہ مین خدا
فرماتا ہی ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعاً ومثلہ
معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیامۃ
جو لوگ کہ ظالم ہین اگر اونکے واسطے تمام دنیا و ما فیہا مال و اسباب
ہوتا بلکہ مثل اسکے اور بھی اونکے پاس ہوتا تو وہ لوگ قیامت
کے روز اون سب چیزونکو سختی عذاب کے عوض مین دیدیتے
سبحان اللہ کیا اچھے خلفاء اور امام ہین ایک صاحب تو
کہتے ہین مین درخت ہوتا اور مجکو اونٹ چبا جاتا اور مینگنی بگدیتا
اور مین آدمی نہوتا ایک صاحب کہتے ہین مین گوسفند فربہ ہوتا
کہ مجکو بھونکر سوکھا کر لوگ کھا جاتے اور مین آدمی نہوتا کبھی کہتے
ہین اگر زمین کے برابر سونا ہوتا تو مین اسوقت کے ہول سے
دیدیتا کیا خلفاء و امام ایسے ہی ہوتے ہین کہ مرنیکے وقت ایسی

ص ج-اول

باتین حسرت آمیز کرین بلکہ اونکو تو ایسے وقت مین خوشی ہوتی ہی
کہ مکارہ دنیاے ناپائدار اور آلام و اسقام زمانۂ غدار سے نجات
ملی بقاے الٰہی افضال و نعماتِ نامتناہی کا وقت آپہونچا پس اِس سے
معلوم ہوا کہ خلفاے سُنیان بسبب اپنے افعال قبیحہ اور دیکھنے اہوال
عظیمہ کے ایسی باتین حسرت آمیز کرتے تھے جیسا کہ حدیث مین ہے
کہ کوئی شخص دنیا سے نہین جاتا مگر یہ کہ مرنے کے وقت اپنی جگہ
جہنم مین یا بہشت مین دیکھ لیتا ہی۔

قد وقع الفراغ من تسويد هذه الرسالة الجديدة
والعجالة المفيدة بعون الله الغفار وبمن رسوله وامنا
الاطهار في اليوم التابع من العشر الاول من الشهر
الخامس من النصف الثاني من السنة الثالثة من العشر
الاول من المائة الرابعة من الالف الثاني من الهجرة
النبوية على صاحبها الالف التحية وانى اوصيكم
يا اهل الايمان واليقين واخواني في الدين بالسلوك مسلك
الائمة المصطفين الذين امركم باتباعهم والتمسك
بهم رسول الثقلين ولا تسلكوا مسالك اهل الضلالات
والاباطيل ولا تتبعوا اهواء قوم قد ضلوا من قبل
واضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ هديتنا واغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا

سيئاتنا وتوفنا مسلمين ۞ واحشرنا مع الائمة الاطهار والحقنا بالصالحين ۞ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ۞

تمت

صورة ماكتبه الحبر العلامه ۞ والنحرير الفهامه ۞ اسوة المحققين ۞ زبدة المدققين ۞ تاج العلماء الراسخين ۞ فخر الفضلاء الاساطين ۞ جناب مولانا المعتمد ۞ وسيدنا المستند ۞ السيد علي محمد ۞ دام ظله العالي ۞ ما دامت النهر والليالي ۞ مقرظا على هذا الكتاب ۞ المفوه بفصل الخطاب ۞

باسمه سبحانه ۞ وبحمده ما اجل شانه ۞

حبذا ما افاده السيد السند ۞ الوحيد الاوحد ۞ المقدس الصالح ۞ المتورع الفالح ۞ ذو الطبع السليم ۞ والفهم المستقيم ۞ الفاضل الجليل ۞ والعالم النبيل ۞ الحبيب اللبيب ۞ الاديب الاريب ۞ الفائز من قداح العلم والعمل بالمعلى والرقيب ۞ الصفي

الحفي الوفي ٭ الرضي المرضي ٭ الهادي المهدي ٭ جناب المولوي السيد محمد مهدي ٭ الذي لم يزل منذ مدة مديدة ٭ وازمنة متطاولة بعيدة ٭ بحوضة درسي خصيصا ٭ وعلى تحصيل الكمالات العلمية والعملية منهوما حريصا ٭ من سلالة جديدة ٭ وعجالة سديدة مفيدة ٭ ومقالة رائعة ٭ وعلالة نافعة ٭ ودليل على نصوح الحق اي دليل ٭ يشفي العليل ٭ ويسقي ويروي الغليل ٭ موسومة بسوآر السبيل ٭ فنفع الله تعالى بها المؤمنين الاخيار ٭ متبسي الذرا ائمتنا الاطهار ٭ ووفقهم لترويجها واشاعتها ٭ والعمل بها واذاعتها ٭ والله الموفق والمعين ٭ وعليه نتوكل وبه نستعين ٭

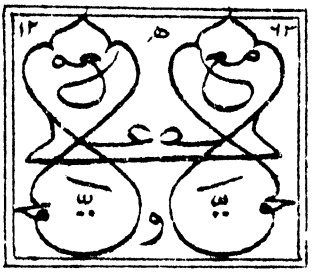

صورۃ ماکتبہ العالم العامل الفقیہ الکامل الحلاحل الاورع البارع الاروع مغرس الفخار مطلع الانوار ماضی العزائم حراز المکارم الذی لایشق غبارہ ولاینقطع مدرارہ العاکف لدی القطب الدائر النجم الزاہر البحر الزاخر سمی الامام العاشر حجۃ اللہ القوی جناب المولوی السید علی نقی عد اللہ ظلالہ وعم نوالہ ماذر شارق وظہر بارق مقرظا علی ہذا الکتاب الرائق الذی یطلی العداۃ کبیض المفارق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل وارشدنا الی احسن دلیل والصلوۃ والسلام بالغدو والاصیل علی وارث المجد الاثیل وخیر سلیل من نسل ابراہیم الخلیل نبینا المبشر بہ فی التوراۃ والانجیل المؤید بالوحی والتنزیل وآلہ الغر البہالیل وائمۃ المسلمین جیلا بعد جیل الناطقین عن جدہم بما جاء بہ جبرئیل من اللہ الجلیل اما بعد فان علم الکلام رقیق المسموع انیق الموضوع دقیق الاصول والفروع وکیف لایعلو مکانہ ولا یصفو برہانہ وہو الباحث عن المبدء جل شانہ فطوبی لمن سرح النظر فی ریاض مسائلہ

وراض جواد الفکر فی مضمار دلائلہ ؛ وتقلد بقلائدہ ؛ واصاب فی عقائدہ ؛ وازاح الشبہاتِ والاوہام ؛ عن اذہان الانام ؛ بلطائف الکلام ؛ واورد للعوام ؛ طرائف الافحام ؛ وشرائف الاحتجاج والالزام ؛ علی من ہو الد الخصام ؛ و جادلہم بالّتی ہی احسن عند اولی الاحلام ؛ **وممّن کدّ فیہ وجدّ** ؛ وبالغ وبلّغ اقصی الحد ؛ الذکی اللوذعی الذی لو تمثلت افکارہ لکانت بدرا منیرا ؛ ولو تصورت اخلاقہ لغدت ماء نمیرا ؛ وہو السّید الجلید ؛ والفاضل الاید ؛ زبدۃ الازکیاء ؛ عمدۃ الاذکیاء ؛ **السّید محمد مہدی** ؛ وفقہ اللہ للحسنیٰ ؛ وزادہ فی علمہ وادبہ حسناً فانہ صنف فیہ مختصرا جامعاً للمسائل ؛ واورد فیہ من الدلائل ؛ ما ہو کالنہر السائل ؛ او کالمجیب للسّائل ؛ او کالکنز للعائل ؛ واحق فیہ الحق وازہق الباطل ؛ ووقعت کلماتہ من اوراقہ موقع الحلی من العاطل ؛ وہذبہ من کیت وذیت ؛ واحیی بہ القلب المیت ؛ وذب عن حریم اہل البیت ؛ اللّٰہم فالمہدی من ہدیت ؛ فاجزہ خیر الجزاء ؛ عن آبائہ خیر الآباء ؛ واصرف عنہ صروف اللاواء ؛ **وانا** اقل عباد اللہ علماً واطولہم املا ؛ علی بن الحسین المدعو بعلی نقی تجاوز اللہ عن سیئاتہ بحرمۃ موالیہ وساداتہ ؛

نقل مُہر

۹۵ سیّد علی نقی ۱۳

قطعه تاریخ نخبهٔ فضلا و زبدهٔ کملا ؛ افصح الفصحا ؛ ابلغ البلغا ؛ متمنع الاکفاء ؛ منقطع القرناء ؛ طرهٔ تاج حسان زمن یعنی پرداز شیرین سخن ؛ جناب مولوی سید **علی** صاحب عرف **علی میان** صاحب دامت معالیه ؛ وبورکت ایامه ولیالیه ؛

تاریخ تصنیف

مولوی مهدی جهانِ علم و فضل — جهبذِ فنِ معالی انتساب
جامعی بنوشته در علم کلام — وه چه جامع منهجِ صدق وصواب
دست وکلکش کرده در تصنیف آن — از قشورِ بحث تجرید لُباب
خواستند از کاملِ شیوا زبان — سال تصنیفِ کتابِ مستطاب

گفت وخوش گفت آفرین بر طبع او
مسلک اهل یقین است این کتاب
سنه ۱۳۰۱ھ

قطعهٔ تاریخ چکیده قلم ؛ بلاغت رقم ؛ شاعر شیرین زبان ؛ عالی فهم فردوسی زمان ؛ جناب **علی حسن خان** ؛ صاحب متخلص بـ**انور** لکهنوی

آنکه بهرِ مومنین خوش این اصولِ دین نوشت — از غم وهم قلبِ او را ای رحیم آزاد دار
هر که را شد زحمتی در طبع این اجزا چند — تا قیامت قلبِ او را بهرِ مهدی شاد دار
بوده ام در فکرِ تاریخش پریشان روز و شب — گفت هاتف ملکِ فکرِ خویش را آباد دار
بشنو انور از حروف معجم سال طبع — این کتابی هست بیشک کنزِ ایمان یاد دار
سنه ۱۳۰۲ھ

صورۃ ما انشدہ الادیب الاریب ؛ الحسیب النسیب ؛ ذو الذہن السلیم ؛ والفکر المستقیم ؛ البحر الفالح ؛ الشاب الصالح ؛ الزکی المعنوی والصوری المولوی السید نظر حسین بمیکہ پوری ؛ الذی یظہر سنۃ ولادتہ من الاسم ؛ زادہ اللہ بسطۃ فی العلم والجسم ؛ مورخا لطبع ہذا الکتاب الجلیل ؛ الہادی الی سوار السبیل ؛ تاریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العظیم الواحد ثم الصلوۃ علی النبی الماجد
ووصیہ یوم الغدیر والہ مزریۃ بکواکب وفراقد
ہذا الوصی ہو الذی خیر الوری اعطی لواہ وفیہ رغم الحاسد
ہذا الکتاب کسیفہ فی الملتقی فی البحث یصرم من وتین الجاحد
وبمجتی ما فیہ من برہانہ یہدی الی وسط السبیل الراشد
لحشا العداۃ حروفہ وسطورہ کعقارب وارا قم واساود
تسجامہ یزری بکل سحابۃ اغلی من التبر المذاب لناقد
للہ حسن صفاتہ وبہائہ یحکی جمال عقائل وخرائد
من اسم المہدی وہو اخو لنمی واخی وماوی کل آت وافد عام
حاوی الفضائل لا یرام مضربہ ماضی العزائم حلف کل محامد
ما زال فی العیش الرغید مکرما واماط عنہ اللہ شتر الحاقد
قد قال حین الطبع بعض اعنتی ارخہ فی نظم عذوب بارد

فقبلت حین اُشرت ممتثلاً وانی کالحزین المستهام الواجد

قد قال لی حین التفکر هاتف

هادٍ لمن ضلوا سبیل مقاصد

۱۳۰۴ھ

خاتمۃ الطبع

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الاوّل بلا اٰخرٍ والاٰخر بلا اوّل ؛ الّذی نعمتہ اتمّ ودینا اکمل ؛ والصّلوٰۃ والسّلام علےٰ نبیّہ المرسل وحبیبہ الاجلّ الافضل ؛ واٰلہ واصحابہ ھداۃ خیر السّبل ؛ الذین علیھم یسند ویُعوّل ؛ امّا بعد مخفی ومحجب مباد ؛ کہ درین زمان ؛ فرخی توامان ؛ کتابی بے مثل وعدیل ؛ مسمّیٰ بسواء السبیل ؛ کہ متعطشان رحیق ہدایت را سلسبیلی است صافی ؛ وسرگشتگان بادیہ ضلالت را دلیلی ہست شافی ؛ فقراتش شہبت استقصاء افحام جاحدین صمصامیست قاطع ؛ ومضامینش برای عائمہ مخالفین طعن الرماحیست یا برق لامع ؛ گلدستہ حروفش عبقات الانوار حدیقۂ شریعت پیغمبریست ؛ وطعن الفاظش ضربت ذوالفقار حیدری ؛ شبنم نقاطش گلہائے نسترن معنی را نضارت فراوان بخشیدہ ؛ وشاطۂ عبارتش بر عارض لیلائے مضامین حق الیقین گلگونہ کشیدہ ؛ فی الحقیقۃ مثل این کتاب در احقاق حق برائے فوائد انام ؛ وعوائد عوام ؛ خیلے نادر الوجود ؛ وبا این نزہت

وخوبی و مذاق لطیف ٭ وطرز ظریف ٭ بسی کمیاب بل مفقود ٭ مصنفۂ
عالی جناب نخبۂ فضلاء ٭ اسوۂ کملاء ٭ ذی مفاخر سنیہ ٭ و محاسن بہیہ ٭ زبدۂ
اطائب ٭ سمی امام غائب ٭ حادی مناقب ٭ فاقد ضرائب ٭ بعید الہمم ٭
جمیل الشیم ٭ الموفق بتوفیق اللہ السرمدی ٭ جناب الاخ المولوی
السید محمد مہدی ٭ مدظلالہ ٭ وعم نوالہ ٭ ماطلع بدر ساطع ٭ وخوی نجم طالع ٭
بتصحیح تمام ٭ وتنقیح مالا کلام ٭ در مطبع اثنا عشری ٭ بتاریخ ششم ماہ جمادی الآخر
روز چہار شنبہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری ٭ مکمل بحلیہ طبع گردید ٭ نفع
اللہ بہ کافۃ المؤمنین ٭ والصلوٰۃ والسلام
علی النبی وآلہ الطیبین الطاہرین ٭
وانا الملوب بالدنس والشین ٭
السید اجد حسین عفی
عنہ
کتبہ الفقیر محمد میرزا عفی عنہ

هوالله

اشتہار

صاحبانِ اہلِ مطابع و نیز تاجرانِ
ہمعصر کی خدمت مین التماس ہی کہ راقم نے
اِس کتاب کی نسبت جناب مؤلف صاحب
دام ظلہ سے طبع کرانیکی اجازت لی ہی لہذا
کوئی صاحب قصدِ طبع نفرمائین ع
کردم خبرت دگر تو دانی ؛؛

المشتہر سید
واجد حسین

۲۹۷۵ ۷۷
۷۷-س

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۷/۵/۲۷
۱۲/۱۱/۵۰
5/3/58

P17

لائبریری

جامعہ عثمانیہ

۱۔ ایک مجلس کا اجلاس ہوگا جس کا نام مجلس انتظامی ہوگا۔

۲۔ مجلس تشریحات قضایا پیچ کتابیں ایک ماہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ اراکین مجلس کتابیں ایک ماہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۴۔ طلبا فن جرم شدہ دو کتابیں لے سکتے ہیں۔

۵۔ طلبا ایچ کتابیں دو ہفتہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۶۔ ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتاب نہیں دی جائیگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان نہ کیا جائے۔

۸۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت واپس کرنی ہوگی۔

۹۔ کتابیں ہر سال جانچی جائیں گی۔

۱۰۔ کتاب کا لانا لازم ہے۔

۱۱۔ کتاب خانہ میں کتاب پڑھنے کی اجازت ہوگی۔

۱۲۔ کتاب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۱۳۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت واپس کرنی ہوگی۔

۱۴۔ کتابیں ہر سال جانچی جائیں گی۔

۱۵۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان نہ کیا جائے۔

۱۶۔ کتابیں ایک ماہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۱۷۔ طلبا فن جرم شدہ دو کتابیں لے سکتے ہیں۔

۱۸۔ طلبا ایچ کتابیں دو ہفتہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۱۹۔ ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتاب نہیں دی جائیگی۔

۲۰۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان نہ کیا جائے۔